مؤلف کا تعارف

از: مترجم

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

کتاب ہذا کے مؤلف حضرت علامہ محب الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ مشاہیرِ عالم شخصیات میں سے ایک نابغۂ روزگار شخصیت کے مالک ہیں آپ ایک بلند پایہ محدث صاحب طرز ادیب، ذہین وفطین فقیہہ، لائق ترین مدرس، یکتاءِ زمانہ عالم دین، منفرد محقق اور تاریخ اسلام پر گہری نظر رکھنے والے تھے۔ آپ نے دین کے مختلف موضوعات پر بے شمار کتابیں تصنیف فرمائی ہیں جن کی مختصر فہرست آپ اِس مضمون کے آخر پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

نام اور کنیت وغیرہ

آپ کا نام احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم آپ کی کُنیت ''ابوالعباس'' اور شہرت مُحبّ الدین کے نام سے ہے آپ کا وطن مالُوف طبرستان تھا آباؤ اجداد حجاز میں آ گئے اور مکہ میں سکونت اختیار اس لئے محب الدین طبری المکی کے نام سے مشہور ہوئے۔

آپ ۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۸ء کو مکہ معظمہ پیدا ہوئے اور ۶۹۴ھ مطابق ۱۲۹۵ء کو مکہ معظمہ میں ہی واصل الی اللہ ہوئے۔

(مرأۃ الجنان الیافعی ج ۲ ص ۲۲۴) (مختصر دول الاسلام الیافعی ج ۲ ص ۱۵۳)
(شذرات الذہب ابن العماد ج ۵ ص ۴۲۵) (کشف الظنون حاجی خلیفہ ج ۱ ص ۹۳۷)
(نجوم الزہراہ جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن تغری بردی الاتابکی ج ۸ ص ۷۴)
(المنہل الصافی یوسف بن تغری الاتابکی ج ۱ ص ۳۲۰) (معجم المولفین عمر رضا ج ۱ ص ۲۲۸)
(تاریخ اسلام الذہبی ج ۲ ص ۱۶۳) (تذکرۃ الحفاظ الذہبی ج ۴ ص ۲۵۵)
(طبقات الشافعیہ تاج الدین سبکی ج ۵ ص ۸) (فہرس المولفین بالظاہریہ الوافی ج ۶ ص ۶۷)

یہ کتاب

اس کتاب کے حوالے سے کشف الظّنون میں آپ کا تعارف اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

''الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ لمحب الدین ابی جعفر احمد بن محمد الطبری المکی الشافعی المتوفی سنۃ ھا ۶۹۴ اربع وتسعین رستمائۃ اولہ الحمد للہ الذی یختص برحمتک من یشاء الخ ذکرانہ جمع ماروی فیھم فی مجلۃ بحذف الاسانید من کتب خلیدۃ وشرح غریب الحدیث فی خلالہ مازیا کل حدیث الی، کتاب وقدم مقدمۃ

فی اسماء و کنی و ذکر اولا الاحادیث الجامعة ثم ما اختص بالاربعة ثم بما زاد علی واحد ثم بما ورد فی فضائل کل واحد واحد وادرج جملة ذلك فی قسمین الاول فی مناقب الاعداد والثانی فی مناقب الآحاد ومنه انتقی الشیخ زین الدین عمر بن احمد الشماع الحلبی المتوفی سنة ۹۳۶ ست و ثلاثین و تسعمائة کتابه المسمی بالدر الملتقط۔"

"الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ کے مؤلف محب الدین ابی جعفر احمد بن محمد طبری مکی شافعی متوفی ۶۹۴ھ ہجری ہیں۔ اُنہوں نے اپنی اِس کتاب کا آغاز الحمد لله الذی یختص برحمة من یشاء سے کیا ہے اُنہوں نے اس کتاب میں متعدد کتب سے روایات کو جمع کیا اور اور اُن روایات کی اسناد کو حذف کر دیا اور ہر حدیث کے ساتھ اس کے مخرج کا ذکر کر دیا۔

آپ نے بعض احادیث کی تشریح بھی کی ہے پہلے مقدمہ میں عشرہ مبشّرہ کے اسماء اور کنیّتوں کو بیان کیا ہے پھر وہ روایات بیان کی ہیں جو خلفاء رابعہ کے لئے مختص ہیں پھر جو کسی ایک کے حق میں مزید آیا ہے پھر وہ روایات بیان کی ہیں جو ان میں سے ایک ایک کے لئے وارد ہوئی ہیں اور یہ جملہ روایات انہوں نے دو قسموں میں درج کی ہیں اول مناقب الاعداد دوم مناقب الاحاد۔"

(کشف الظنون ج ۲ ص ۹۳۷)

شیخ الاسلام امام المتکلمین حضرت علامہ تاج الدین سبکی علیہ الرحمہ اپنی مشہور زمانہ تالیف طبقات الشافعیہ میں مؤلف کتاب ہذا کا تعارف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔

احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم حافظ ابو العباس محبّ الدین طبری ثُمّ مکّی آپ بغیر مدافعت کے شیخ حرم اور حافظ حجاز ہیں ہیں آپ جمادی الآخر ۶۱۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے۔

آپ نے ابن قیروانی اور ابن جمیزی وغیرہما سے حدیث کی سماعت کی اور آپ سے البرزالی وغیرہ نے روایت بیان کی آپ نے میرے والدِ گرامی شیخ الاسلام تقی الدین سُبکی کے والد گرامی شیخ محبّ الدین القشیری کو فقہ سکھائی اور بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں اُن میں سے آپ کی کتاب "الاحکام" حدیث کے متعلق مشہور اور مبسوط تصنیف ہے جو اُن کے فضل کبیر پر دلالت کرتی ہے۔

علاوہ ازیں حدیث کے بارے میں اُن کی مختصر تصنیف "ربتہ علیٰ ابواب التنبیہ" ہے اور مکہ معظّمہ زاداللہ شرفاً وتکریماً کے فضائل میں اُن کی کتاب حافل ہے نیز التنبیہ پر انہوں نے مبسوط شرح لکھی ہے جس میں کثیر علم ہے۔

علامہ محبّ الطبری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں یمن کے بادشاہ مظفّر نے استدعا کی کہ وہ اُس کے پاس تشریف لا کر اُسے حدیث سُنایں آپ اس پر مکہ معظمہ سے یمن تشریف لے گئے اور

ایک عرصہ تک اُس کے پاس قیام فرمایا۔

(طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۵ ص ۱۰۸)

شذرات الذہب

مشہور مورخ اور ادیب و فقیہہ علامہ ابی الفلاح عبدالحی بن حماد حنبلی متوفی ۱۰۸۹ھ اپنی مشہور تصنیف شذرات الذہب فی اخبار من ذہب میں علامہ محب الدین طبری کا تعارف ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

"الشذرات الذهب و فيها محب الدين ابو العباس احمد بن عبد الله بن محمد شيخ الحرم الطبري المكي ولد بمكة في جمادي الاخرة سنة خمس عشرة و ستمائة وسمع من جماعة و افتى و درس و تفقه وصنف كتابا كبيرا الى الغاية في الاحكام في ست مجلدات و تعب عليه مدة و رحل الى اليمن و اسمعه للسلطان صاحب اليمن و روى عنه الدمياطي و ابن العطار و ابن الخباز والبرزالي و جماعة قال الذهبي: الفقيه الزاهد المحدث كان شيخ الشافعية و محدث الحجاز و قال غيره له تصانيف كثيرة في غاية الحسن منها في التفسير كتبا و شرح التنبيه و له كتاب الرياض النضرة في فضائل العشرة و كتاب ذخائر العقبى في مناقب ذوي القربى و كتاب السمط الثمين في مناقب امهات المؤمنين و كتاب القرى في ساكن ام القرى و غير ذلك توفي في جمادي الآخرة على الصحيح وحكى البرزالي ان ولده توفي بعده في ذي القعدة و اسم ولده محمد و لقبه جمال الدين و كان قاضيا بمكة المشرقة۔"

محب الدین ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد شیخِ حرم طبری مکی ۲ جمادی الاخر ۶۱۵ھ کو مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور ایک جماعت سے حدیث کی سماعت کی۔

آپ مفتی، مدرّس اور فقیہ شخص تھے آپ نے ایک بہت بڑی کتاب غایۃ فی الاحکام چھ جلدوں میں تصنیف فرمائی اور ایک عرصہ تک اِس پر مشکلات کو برداشت کیا اور یمن کی طرف تشریف لے گئے یمن کے گورنر سلطان نے اُن سے سماعتِ حدیث کیا اور دمیاطی، ابنِ عطار ابن خباز برزالی اور ایک جماعت نے ان سے حدیث روایت کی۔

ذہبی کہتے ہیں کہ علامہ مُحبّ الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ فقیہہ زاہد اور مُحدّث تھے آپ شافعیہ کے بزرگ اور حجاز کے مُحدّث تھے۔ دوسروں نے کہا کہ اُن کی بہت سی تصانیف ہیں اِن میں انتہائی خوبصورت کتاب تفسیر میں اور شرح التنبیہہ ہے

علاوہ ازیں الریاض النضرہ فی فضائل العشرہ، ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ السمط الثمین فی مناقب اُمہات المومنین القریٰ فی ساکن اُم القریٰ وغیرہ بھی اُن کی کتابیں ہیں،

درست روایت کے مطابق ان کی وفات جمادی الآخر میں ہوئی۔

حکایت البرزالی نے حکایت بیان کی کہ اُن کے بعد ذی القعدہ مبارک میں اُن کے بیٹے کا انتقال ہوا اُن کے بیٹے کا نام محمد اور لقب جمال الدین تھا اور وہ مکہ مشرفہ میں مسند قضاء پر فائز تھے۔

نجوم الزاہرہ

مشہور تذکرہ نویس علامہ جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن تغری بردی الاتابکی اپنی مشہور زمانہ تصنیف "النجوم الزہرۃ فی ملوک معر والقاہرہ" میں متوفیاں چھ سو چورانوے ہجری کے ضمن میں لکھتے ہیں، اور اس میں حجاز کے بزرگ عالم شیخ محب الدین احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری، مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا۔

علامہ محب الدین طبری مکہ مکرمہ شرفہا اللہ تعالیٰ میں حرم شریف کے فقیہہ اور مفتی تھے آپ مکہ معظمہ میں ۶۱۴ھ ہجری کو پیدا ہوئے اور ماہ ذیقعدہ مبارک ۶۹۴ھ میں فوت ہوئے۔

برزالی نے کہا کہ وہ ۲۷ جمادی الآخر ۶۱۵ھ جمعرات کے دن مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے۔

میں کہتا ہوں آپ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور علم حاصل کیا اور بہت سے لوگوں سے سماعت حدیث کی اور دوسرے شہروں کا سفر کیا۔

(النجوم الزاہرہ فی ملوک مصر والقاہرہ جز ۸ ص ۷۴۔۷۵) (از جمال الدین یوسف بن تغری متوفی ۸۷۴)

الاعلام

علامہ خیر الدین زرکلی مشاہیر مصنفین کے حالات پر مبنی اپنی مشہور زمانہ تصنیف، الاعلام قاموس تراجم میں لکھتے ہیں کہ محب الدین طبری ۶۱۵ھ مطابق ۱۲۱۸ء کو پیدا ہوئے اور ۶۹۴ھ مطابق ۱۲۹۵ء کو فوت ہوئے۔

مزید تعارف یوں پیش کیا ہے:

محب الدین الطبری (۶۱۵ھ۔۶۹۴ھ) (۱۲۱۸ء۔۱۲۹۵ء)

احمد بن عبد اللہ بن محمد الطبری ابو العباس، محب الدین حافظ فقیہ شافعی متفنن من اھل مکۃ مولدا ووفاۃ و کان شیخ الحرم فیھا لہ تصانیف منھا السمط الثمین فی مناقب امہات المومنین ط صغیر و الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ جزآن و القری لقاصد ام القری ط و ذخائر العقبی فی مناقب ذوی القربی ط و الاحکام ست مجلدات

احمد بن عبداللہ بن محمد الطبری ابو العباس محب الدین حافظ حدیث، شافعی فقیہہ اور تفنن طبع

کے مالک تھے، مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر وصال فرمایا اور وہ مکہ معظمہ میں شیخ حرم تھے۔

اُن کی تصانیف میں سے چند یہ ہیں۔ السمط الثمین فی مناقب امہات المومنین

الریاض النضرہ فی مناقب للعشرہ۔ القریٰ لقاصد اُمّ القریٰ

ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ۔ الاحکام، ۶ جلد

معجم المؤلفین

علامہ عمر رضا مسلمان مؤلفین کے تعارفات پر مبنی اپنی مشہورِ زمانہ تصنیف ''معجم المولفین'' میں رقم طراز ہیں۔

احمد الطبری ۶۱۰۔ ۶۹۴...... ۱۲۱۸۔ ۱۲۹۰

احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراھیم الطبری المکی، الشافعی محب الدین ابو العباس، شیخ الحرم، فقیہ محدث، مشارک فی بعض العلوم ولد بمکۃ و توفی بھا فی جمادی الآخرۃ سمع من جماعۃ و تفقہ درس و افتی، و صنف، من تصانیفہ، الریاض النضرۃ فی فضائل العشرۃ غایۃ الاحکام لاحادیث الاحکام شرح التنبیہ للشیرازی فی فروع الفقہ الشافعی فی عشرۃ اسفار کبار، السمط الثمین فی مناقب امہات المؤمنین، و تقریب المرام فی غریب القاسم بن سلام فی غریب الحدیث۔

احمد الطبری۔ ولادت ۶۱۵ھ۔ ۱۲۱۸ء وفات ۶۹۴ھ۔ ۱۲۹۵ء

احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم طبری، مکی شافعی، مُحبّ الدین ابوالعباس شیخِ حرم، محدث، بعض علوم میں شارک مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے اور وہیں پر ماہ جمادی الآخر میں فوت ہوئے۔ آپ نے محدّثین کی ایک جماعت سے حدیث کی سماعت کی، آپ بیک وقت فقیہ، مدرس مفتی اور مصنف تھے آپ کی تصانیف میں سے چند یہ ہیں۔

الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، غایۃ الاحکام لاحادیث الاحکام

شرح التنبیہ للشیرازی فی فروع، الفقہ الشافعی فی عشرۃ اسفار کبار

السمط الثمین فی مناقب اُمہات المومنین تقریب المنام فی غریب قاسم بن سلام فی غریب الحدیث

تذکرۃ الحفّاظ

معروف محدث اور نا قدرِ جال علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالعباس نام احمد

بن محمد اور لقب محب الدین ہیں۔آپ طبرستانی فقیہ حرم اور حافظ حدیث ہیں۔آپ کی ضخیم تصنیف کا نام احکام الکبریٰ ہے۔آپ ۶۱۵ھ کو پیدا ہوئے بلوغت کے بعد تعلیم کی طرف توجہ دی اور امام ابو الحسن بن مقیر، ابن الجمیزی، شعیب، زعفرانی، عبدالرحمٰن بن ابوحرمی کے علاوہ ایک اور جماعت سے بھی سماعتِ حدیث کی۔

علاوہ ازیں آپ نے علم فقہ میں بھی دسترس حاصل کی اور فارغ ہونے کے بعد سلسلۂ تدریس سے وابستہ ہو گئے اور تمام عمر طلباء کی تعلیم اور عوام کی تربیت میں مصروف رہے تعلیم و تدریس کے ساتھ ساتھ آپ نے فتویٰ نویسی اور تصنیف و تالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا، آپ اپنے زمانہ میں شیخِ شافعیہ اور محدّثِ حجاز تھے۔

امام مُحب الدین طبری سے، میاطی، ابوالحسن بن عطار، ابومحمد بن برزالی اور دوسرے مُحدّثین نے روایت کی ہے آپ نیکوکار، عابد و زاہد اور عالی قدر امام تھے، آپ سے آپ کے بیٹے جمال الدین محمد قاضیٔ مکہ اور آپ کے پوتے مجد الدین قاضیٔ مکہ بھی حدیث کی روایت کرتے ہیں آپ نے مجھے اپنی تمام مرویات ارسال کر دیں اور اجازت عطا فرمائی۔

(تذکرہ الحفاظ ج ۴ ص ۲۵۵)

تعارف تصانیف

کشف الظنون میں آپ کی تصانیف کا تفصیلی ذکر کیا گیا ہے ملاحظہ ہو۔

(۱) احکام الکبریٰ فی الحدیث

شیخ مُحبّ الدین طبری رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کتاب بھی بہت بڑی ہے جس میں صحیح اور حسن احادیث کو جمع کیا گیا ہے لیکن کبھی کبھی ضعیف احادیث بھی لے آتے ہیں اور ایسا بیان نہیں کیا۔

(۲) احکام الوسطیٰ فی الحدیث

اُن کے تلمیذ امام یافعی نے کہا اور جمال الدین نے منہل الصافی میں بیان کیا کہ اُن کی بڑی جلد میں ایک کتاب احکام الوسطیٰ بھی ہے۔

(۳) احکام الصُغریٰ

امام یافعی اور جمال الدین دونوں نے کہا کہ اِس ضمن میں اُن کی کتاب احکام الصُغریٰ بھی ہے جو ایک ہزار پندرہ احادیث پر مشتمل ہے۔

(کشف الظنون ج ۱ ص ۲۰)

(۴) اربعین فی الحج

(کشف الظنون ج ا ص ۵۵)

(۵) استقصاء البیان فی مسئلۃ شادروان

(کشف الظنون ج ا ص ۷۹)

(۶) تقریب المرام فی غریب القاسم بن سلام
شیخ الاسلام محب الدین طبری نے یہ کتاب ابی عبیدہ کی غریب حدیثوں پر تحریر کی اور اِس کی تبویب حروف پر کی ہے۔

(کشف الظنون ج ا ص ۴۶۵)

(۷) التنبیہ فی عشرہ اسفار کبار
یہ کتاب امام محب الدین کی دس بڑے سفروں کے سلسلہ میں ایک مبسوط شرح ہے مگر وہ کبھی کبھی کمزور وجوہ کو اختیار کر لیتے ہیں اس کی صراحت امام یافعی نے اپنی تاریخ میں کی ہے اور اُن کی بڑی اور چھوٹی تنبیہ پر نکتہ چینی کی گئی ہے۔
(۸) مسلک التنبیہ فی تلخیص التنبیہ
اور اُن کی یہ کتاب مسلک التنبیہ اگرچہ مختصر ہے مگر بڑی کتاب ہے۔
(۹) تحریر التنبیہ لکل طالب البنیہ
یہ کتاب مختصر اور چھوٹی ہے جسے امام محب الدین طبری نے التنبیہ کے موضوع پر ترتیب دیا
(کشف الظنون ج ا ص ۶۹۱)

(۱۰) جامع الاصول
امام محب الدین طبری نے یہ کتاب یمن کے بادشاہ ناصر بن اشرف کی کتاب کے غرایب پر ترتیب دی ہے۔

(کشف الظنون ج ۲ ص ۵۳۷)

(۱۱) جامع المسانید والالقاب

(کشف الظنون ج ۳ ص ۵۷۳)

(۱۲) خلاصۃ سیر سید البشر ﷺ

محب الدین طبری نے اس کتاب کا آغاز الحمد للہ علیٰ نوالہ سے کیا ہے اور یہ کتاب مختصراً چوبیس فصول پر ترتیب دی گئی ہے جس میں بارہ کتابوں کی بڑی عبارات کا انتخاب اور چھوٹی عبارات پوری پوری شامل ہیں۔

(کشف الظنون ج ۴ ص ۷۱۸)

(۱۳) خیر القریٰ فی اُم القریٰ

(کشف الظنون ج ۲ ص ۷۲۷)

(۱۴) ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ

(کشف الظنون ج ۲ ص ۸۲۲)

(۱۵) السمط الثمین فی مناقب امہات المؤمنین

(۱۶) سیر النبی ﷺ

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۱۵)

(۱۷) صفۃ حج النبی ﷺ علیٰ اختلاف طرقہا

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۷۹)

(۱۸) مختصر عوارف المعارف

یہ کتاب شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی متوفی ۶۳۲ھ کی تصوف میں عظیم تالیف عوارف المعارف کا اختصار ہے۔

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۱۷۸)

(۱۹) غریب الحدیث والقرآن

امام محب طبری کی اِس موضوع پر مختصر کتاب، تقریب المرام فی غریب القاسم بن سلام ہے جس کی حروف پر تبویب کی گئی ہے۔ یہ ابوعبیدہ قاسم رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۲۲۴ھ کی عظیم الشان کتاب کا اختصار ہے۔

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۲۰۴)

(۲۰) القریٰ لقاصدی اُم القریٰ

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۳۱۷)

(۲۱) کتاب الغناو تحریمہ

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۴۴۵)

(۲۲) کتاب القرا

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۴۴۸)

(۲۳) المحرر للملک المظفر

یہ کتاب موصوف نے مظفر بادشاہ کے لئے تصنیف کی پھر اِس کے اختصار کا نام "العمدہ" رکھا اور اُس میں صحیحین کے احکام جمع کر دیئے۔

اِس کتاب کی ابتداء الحمدللہ الذی برأنسمہ، سے کی گئی۔

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۶۱۳)

(۲۴) مناقب اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۸۴۳)

(۲۵) الثغور للملک المنصور

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۸۵۸)

(۲۶) الطراز المذہب فی تلخیص المہذب

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۹۱۳)

یہ کتاب امام عبدالعزیز بن عبدالکریم کی شرح مشکلات اور کتاب المتغذب کا دو جلدوں پر مشتمل اختصار ہے۔

(کشف الظنون ج ۱ ص ۲۰۰۰)

(۲۷) رأی فی المنام فقد رآنی

(کشف الظنون ج ۲ ص ۱۰۰۲)

تعارفِ مترجم

مُفسّرِ قرآن، شارحِ حدیث، محقّق، مُترجم، نعت گوشاعر عاشقِ اہلِ بیت، فنافی الرسول

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ قیامِ پاکستان کے بعد فیصل آباد کی سرزمین سے مہرِ مُنیر بن کر نعتیہ اَدب کے اُفق پر جلوہ اَفروز ہوئے۔ جب انہوں نے فیصل آباد میں نعت گوئی کا آغاز کیا اُس وقت بہت ہی کم شعراء اس صنف سے وابستہ وآشنا تھے۔ انہوں نے سینکڑوں مجموعہ ہائے نعت لکھے۔ اُن کی منظوم کتب میں حمد ونعت، قصائد ومناقب، رباعیات وقطعات شامل ہوتے۔ اپنے عہد کی نبض پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہوں نے انتہائی آسان پیرایہ میں نعت کہی جو ڈائریکٹ دلوں پر اثر انداز ہوتی اور اُسے عوامی پذیرائی حاصل ہوجاتی۔ اُن کی منظوم کتب کی تعداد تین سو زیادہ ہے اس کے علاوہ اُن کی دوسو سے زائد تحقیقی تصانیف، سیرت وسوانح، ترجم تفاسیر واحادیث اور کتب لغت شامل ہیں۔ حضرت علامہ صائم چشتی نے نعتیہ شاعری کے علاوہ بطور مُفسّرِ قرآن، شارحِ حدیث، محقّق ومترجم، مبلغ اور ادیب اپنی بلند پایہ شخصیت کو منوایا۔ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا آبائی قصبہ گنڈی ونڈ نزد سرائے امانت خان تھانہ جھبال تحصیل ترنتارن ضلع امرتسر تھا۔ آپ 25 دسمبر 1932ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کا اصل نام "محمد ابراہیم" تھا آپ کے والد کا نام شیخ محمد اسماعیل تھا۔ علامہ صائم چشتی نے مذہبی گھرانے میں پرورش پائی۔

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآنِ کریم کی ناظرہ تعلیم اپنے والدِ گرامی سے حاصل کی، آپ تعلیمی لحاظ سے بہت ذہین اور محنتی تھے، راتوں کو دیر تک مطالعہ کرنے کی عادت اِن کو بہت کم عُمری سے تھی۔ علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے پرائمری تعلیم گنڈی ونڈ میں مکمل کی، آپ نے جامعہ رضویہ مظہر الاسلام فیصل آباد میں سید منصور شاہ صاحب سے صرف ونحو کی ابتدائی تعلیم اور علومِ متداولہ کا آٹھ سالہ کورس دوسال کے عرصہ میں مکمل کیا۔ 1970ء میں مولانا غلام رسول رضویؒ سے دورۂ حدیث کیا، اِس کے علاوہ طبیہ کالج سے طب یونانی میں بھی ڈپلومہ حاصل کیا۔

1948ء میں آپ رشتہء ازدواج میں منسلک ہوگئے آپ کی اہلیہ محترمہ کا نام غلام فاطمہ ہے 1978ء میں پہلی بار فریضہء حج ادا کیا، آپ نے بھرپوری زندگی گزاری، آپ نے کئی اِداروں کا کام تنہا سرانجام دیا۔ آپ نے نعت گوئی کے لئے تحریک کے طور پر کام کیا، آج اِسی لئے فیصل آباد کو شہرِ نعت کہا جاتا ہے۔ علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ 14 شوال المکرم 22 جنوری 2000ء کو وصال فرماگئے۔

خُدا رحمت کُند ایں عاشقانِ پاک طینت را

علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں تین بیٹے صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی، صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی، صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

علامہ صائم چشتی کی تصنیفات کے سلسلہ کی اولین کتاب ''محمد کا در چھوڑ کر جانے والو'' سے شروع ہو کر اُن کی آخری غیر مطبوعہ کتاب ''والقلم'' تک ہے، آپ نے بہت سی تحقیقی کتب تصنیف فرمائیں جو اپنی منفرد حیثیت سے محققین کے لئے حوالہ جاتی کتب کا درجہ رکھتی ہیں جن میں البتولؑ، ایمان ابی طالب، مشکل کشاء، گیارہویں شریف، من دون اللہ کیا ہے، خاتونِ جنت، شہید ابن شہید، المدد یارسول اللہ، پھل تے کنڈے، زینب داویر منظوم، خطباتِ چشتیہ، الصدیق وغیرہ شامل ہیں۔

آپ نے دقیق ترین عربی کتب کو اُردو میں ڈھالنے کا کام کیا جن میں تفسیرِ کبیر، تفسیر خازن، فتوحاتِ مکیہ، کتاب النفس والروح، خصائص علی، اسنیٰ المطالب فی نجاتِ ابی طالب، والدین مصطفیٰ، ریاض النضرہ فی مناقب عشرہ، دفع الوسواس فی قال بعد الناس، الشرف الموبد لآل محمد، مناجاتِ غزالی، سیرت نبویہ، دیوان حضرت ابو طالب، قصیدہ امینیہ وغیرہ شامل ہیں۔ اِن کے علاوہ بھی آپ نے بہت سی عربی کتب کے تراجم فرمائے جو ابھی زیر طبع ہیں جن میں کتاب المغازی، رسائلِ سیوطی اور قصیدہ بردہ شریف منظوم شامل ہیں۔ عربی کتب کے علاوہ آپ نے کئی فارسی کتب کا ترجمہ فرمایا جن میں روضۃ الشہداء ۲ جلد، ردِ شطحیاتِ احمد سرہندی، ہدیۃ المہدی، یک روزہ، مثنوی نورِ ہدایت اور فتاویٰ شاہ رفیع الدین وغیرہ۔

آپ کی شخصیت پر ہونے والی تحقیق و ریسرچ کے حوالہ سے دو کتابیں پہلی کتاب سید محمد یونس شاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ کی ''علامہ صائم چشتی زندہ ہے'' اور دوسری کتاب ''میرے محسن'' طبع ہو چکی ہیں۔ اِن کے علاوہ ایک کتاب انگریزی زبان میں محترمہ ریحانہ کوثر عینی صاحبہ نے لکھی ہے جو ابھی زیر طبع ہے۔

فیصل آباد کے علمائے اہلسنت کے تذکار پر مشتمل کتاب ''روشن ستارے'' میں آپ کی شخصیت کے حوالہ سے تحقیقی مضمون شامل کیا گیا ہے، جبکہ پنجاب یونیورسٹی نے حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے دو مقالہ جات منظور کیے ہیں، پہلا مقالہ ایم۔اے اردو ''علامہ صائم چشتی بحیثیت نعت گو شاعر'' تحریر ہوا یہ مقالہ سیّدہ نوازش رباب نے تحریر کیا جبکہ دوسرا مقالہ ایم اے پنجابی پنجاب یونیورسٹی کی طالبہ آمنہ احمد نے ''علامہ صائم چشتی فکر تے فن'' کے عنوان سے تحریر کیا۔ علامہ صائم چشتی پر مزید ریسرچ کا کام جاری ہے رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی نے آپ پر ایم فل کے دو مقالہ جات منظور کیے ہیں۔ ''صائم چشتی کی سوانح تصانیف کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ'' طاہر فاروق شاہد نے تحریر کیا ہے جبکہ دوسرا مقالہ ''صائم چشتی کی اردو نعت میں تلمیحات'' پر جاوید اقبال صدیقی نے تحریر کیا ہے۔

اِن کتابوں اور مقالہ جات کے علاوہ علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور آپ کے علمی و

تحقیقی کارناموں کے حوالہ سے ملک کے مقتدر اخبارات و جرائد مثلاً روزنامہ نوائے وقت، روزنامہ جنگ، روزنامہ پاکستان روزنامہ امن اور فیصل آباد کے مقامی اخبارات روزنامہ عوام، روزنامہ غریب، روزنامہ پیغام، روزنامہ ڈیلی رپورٹ، روزنامہ سعادت، روزنامہ شیلٹر وغیرہ میں مضامین شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے علاوہ ماہنامہ شام وسحر، ماہنامہ لکھاری، ماہنامہ گہراب، ماہنامہ سوک، ماہنامہ سانجھان اور دیگر رسائل میں آپ کی شخصیت اور فن کے حوالہ سے مضامین چھپ چکے ہیں۔ آپ کی پنجابی کتب کی فہرست ڈاکٹر شہباز ملک نے پنجاب یونیورسٹی کے زیر اہتمام چھپنے والی ''پنجابی کتابیات'' میں شامل کی ہیں۔

آپ کی ترجمہ نگاری

ترجمہ نگاری اُدب کی وہ صنف ہے جو ہمیشہ سے اہم رہی، قرآن پاک کا نزول عربی زبان میں ہوا تو اِس کو دوسری زبانوں میں ترجمہ کیا گیا اِسی طرح حدیث شریف کے تراجم دُنیا کی کئی زبانوں میں ہوئے اسلام کے پھیلاؤ میں ترجمہ نگاری کے فن کی اہمیت مسلمہ ہے۔ برصغیر پاک و ہند میں علامہ وحید الزمان نے صحاح ستہ کے تراجم کئے اِسی طرح شاہ ولی اللہ نے قرآنِ پاک کا فارسی میں ترجمہ کیا اور اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن پاک کا اُردو زبان میں ترجمہ ''کنز الایمان'' کیا۔ اعلیٰ حضرتؒ کے علاوہ بھی بہت سے علماء نے قرآن پاک کے تراجم کئے اِن کے علاوہ ندوۃ العلماء کے علمائے کرام نے ترجمہ نگاری میں بہت کام کیا۔ فی زمانہ عربی اور فارسی زبانوں کی طرف عدم توجہی کی وجہ سے بے شمار اِسلامی کتب عام لوگوں کی پہنچ سے دُور تھیں اِس امر کی ضرورت تھی کہ اِن کتب کے تراجم اُردو زبان میں ہوں، اِس کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے نامور علمائے کرام نے اِس کا بیڑہ اُٹھایا۔

مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن، محقق دوراں حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ترجمہ نگاری کے حوالہ سے گراں قدر کام کیا۔ آپ نے تراجم کے حوالہ سے ایسی کتب کا انتخاب کیا جن کے تراجم پہلے نہیں ہوئے تھے اِن میں تفسیر، حدیث، تاریخ، سیرت، تصوف اور ادب کی عظیم کتابیں شامل ہیں۔

آپ کے تراجم کی خصوصیت یہ ہے سہل نگاری کے ساتھ ساتھ آپ نے اصل کتاب کے متن کو ترجمہ کے قریب رکھا ہے اِس لئے اصل کتب کے مضامین کمی بیشی کا شکار نہیں ہوئے، آپ نے جن کتب کے تراجم فرمائے ہیں اُن میں آیات واحادیث کی تخریج کے ساتھ عربی متن بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ قارئین اصل عبارت کے ساتھ ترجمے کا موازنہ کر سکیں اور علمائے کرام اصل عبارت سے استفادہ کر سکیں۔

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۹۶۲ میں سیّد محمد امین علی نقوی شاہ صاحب کے ''قصیدہ امینیہ'' کا اُردو میں ترجمہ کیا جس کے بارے میں سیّد محمد امین علی نقوی شاہ صاحب کا کہنا ہے کہ میں عربی عبارت پڑھتا تھا اور علامہ صائم چشتی صاحب اُس کا ترجمہ فی البدیہہ کرتے جاتے۔ سیّد محمد امین علی

نقوی اِس قصیدے کے پیش لفظ میں لکھتے ہیں! "حضرت صائم چشتی مدظلہ العالی کا تہہ دل سے ممنون و مشکور ہوں کہ جنہوں نے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ عارفانہ عاشقانہ ترجمہ سپردِ قلم فرمایا اور میرے ارادہ و نیت میں میرا ہاتھ بٹایا اور حقیقت یہ ہے کہ آپ کا یہ عاشقانہ ترجمہ بے نظیر و لاجواب ہے۔

ہر لفظ خوب تر ہر اک شعر خوب تر   طرزِ بیاں شگفتہ و شفتہ و پُراثر

اور آپ کے ترجمہ میں جو سوز و گداز ہے اِس کا اندازہ قارئین خود لگائیں اور مزید خوبی یہ ہے کہ آپ کا اُردو ترجمہ عربی کے وزن و بحر کے عین مطابق اور وہی طرز ادا ہے"

حضرت علامہ صائم چشتی" نے شیخ الاکبر محی الدین ابو بکر محمد بن علی الطائی رحمۃ اللہ علیہ کی تصوف پر معرکۃ الآراء کتاب "فتوحاتِ مکیہ" کا اُردو میں ترجمہ کیا جو چھ جلدوں میں طبع ہو چکا ہے آپ کا یہی ترجمہ ہندوستان میں اعتقاد پبلشنگ کمپنی نے شائع کیا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی کہتے ہیں! "فتوحاتِ مکیہ ان امتیازی اوصاف کی بنا پر ہر دور میں علماء و صوفیا کی توجہ مرکز رہی ہے درسگاہوں اور رُوحانی تربیت گاہوں میں اسکی باقاعدہ تدریس ہوتی رہی ہے، برصغیر کے قارئین بھی اس کی لطافتوں سے آشنا ہیں لیکن وہ طبقہ جو عربی زبان سے کماحقہ واقف نہ تھا احساسِ محرومی کا شکار رہا چاہت کے باوجود اور محبت کے بے پناہ جذبات کے باوصف زبان کی غیریت سد راہ رہی۔ ضرورت تھی کہ اِس عظیم علمی اور رُوحانی سرمایہ کو اُردو دان اصحاب کیلئے پیش کیا جائے، بحمد للہ یہ سعادت ہمارے دوست اور کرم فرما جناب علامہ صائم چشتی" کو حاصل ہوئی، فتوحاتِ مکیہ کا ترجمہ ایک بہت بڑی جرأت ہے اِس کے لئے ایسے ازہان کی ضرورت تھی جو علم و ادب کی وادیوں کا راہی اور تصوف و دین کے نشیب و فراز سے آگاہ ہو۔ علامہ صائم چشتی پنجابی زبان کے نمائندہ شاعر ہیں، اُردو نظم و نثر میں اُن کا قلم بے تکان کئی مشکل مراحل سے گزر چکا ہے، چشتی نسبت سے اور ذاتی میلان کی وجہ سے اُن میں تصوف کے رموز و اوقاف سمجھنے کی صلاحیت ہے اُنہوں نے نظم و نثر میں متعدد کتابیں تالیف کی ہیں جن میں فنی مسائل سے لے کر علمی و ادبی نگارشات سب شامل ہیں مثلاً تاریخ، سیر میں اُن کے قلم سے کئی اُلجھے ہوئے مسائل پر ضخیم کتب تحریر ہوئی ہیں، عمر بھر کے تجربے اور گداز کے بعد اُنہوں نے یہ بیڑا اُٹھایا ہے کہ شیخ اکبر کی نمائندہ کتاب الفتوحاتِ مکیہ کو اُردو قالب میں ڈھال دیا جائے، علامہ صائم چشتی کا ترجمہ رواں دواں ہے الفاظ کے انتخاب میں نہایت احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ (ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی دیباچہ فتوحاتِ مکیہ)

ڈاکٹر احسن زیدی کہتے ہیں! "بعض شخصیات خالقِ کائنات کی خصوصی رحمتوں کا مرکز ہوتی ہیں وہ پھل جھڑی کی طرح روشنی کے پھول برسا کر اپنے وجود کا احساس دلاتی رہتی ہیں، علامہ صائم چشتی ایسی ہی محترم شخصیت ہیں قدرت نے اُن کی ذات میں کئی خوبیاں جمع کر دی ہیں وہ اُردو اور پنجابی میں قادر الکلام

شاعر ہیں۔ فارسی اور عربی زبانوں میں انہیں ماہرانہ دسترس حاصل ہے تفسیر اور تاریخ اُن کا پسندیدہ جولان گاہ ہے۔ علامہ صائم چشتی کے علمی ذوق اور دینی شغف نے ہماری مشکلات کا جائزہ لے کر کچھ اہم کتب کو اُردو میں ڈھالنے کا قصد کیا ہے۔ اُنہوں نے اِس مقصد کیلئے جن کتب کا انتخاب کیا ہے وہ اپنی عالمگیر شہرت کے سبب دینی حلقوں میں مقبولِ عام کا درجہ رکھتی ہیں، اِن میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر کبیر، شیخ اکبر محی الدین ابن العربی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ابن عربی اور فتوحاتِ مکیہ، اور امام علی بن محمد بن ابراہیم البغدادی خازن رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر خازن خاص طور پر اہلِ علم کی توجّہ کا محور رہی ہیں۔ علامہ صائم چشتی عربی اور اُردو دونوں زبانوں پر عبور رکھتے ہیں اور دینی علوم کے ساتھ ان کے گہرے شغف نے ان کیلئے ترجمے کی منزل آسان کردی ہے انہوں نے ترجمے کے لئے سادہ اور عام فہم زبان استعمال کی، ان کی اِس سعی جمیلہ کی بدولت اُردو جاننے والے قارئین کیلئے ان موتیوں تک رسائی ممکن ہوگئی جو عربی زبان کے غلاف میں مخفی تھے اور جس سے کسبِ فیض کرنا اُن کیلئے محالِ کار تھا۔ (تقریظ تفسیر خازن ڈاکٹر احسن زیدی)

ڈاکٹر ظہور احمد اظہر کہتے ہیں! ''یہ بات بالکل بجا ہے کہ علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ اُس وقت میں ہرفن مولا تھے۔ علوم اور معارف کی جو وسیع دنیا ہے اُس کی بہت سی چیزوں سے اُن کا واسطہ تھا اور اُن پر وہ عبور رکھتے تھے اُنہوں نے اِس قدر محنت فرمائی کہ بڑی بڑی تصانیف تحریر فرمائیں اور کئی تفاسیر کو عربی سے اُردو میں منتقل کر دیا۔ خصوصیت کے ساتھ اُن کی جو تفسیریں ہیں جو صوفیاء کی تفاسیر ہیں جیسا کہ ابن العربی کی تفسیر اُس کو بھی اُنہوں نے اُردو میں منتقل کر دیا، تفسیر کبیر امام رازی کو بھی اُردو میں منتقل کر دیا اور ایک بہت خوبصورت تفسیر ہے جسے ہم تفسیرِ خازن کہتے ہیں اُس کا بھی اُنہوں نے اُردو میں ترجمہ کر دیا اور وہ چھپ چکی ہے تو اس لحاظ سے اُن کی اسلام کے لئے بہت بڑی خدمات ہیں کہ اتنا بڑا وسیع ذخیرہ کام کا ہے اور یہ صرف تفاسیر کی حد تک منحصر نہیں بلکہ اور کئی قسم کے متنوع موضوعات کی کتابوں کو اُنہوں نے اُردو میں منتقل کیا ہے اور یہ اِس بات کا ثبوت ہے کہ اُنہیں عربی زبان پر عبور حاصل تھا۔ اور پھر یہ کہ قدرت کے ساتھ وہ عربی سے اُردو میں کسی منتقل کرنا چاہتے تو بغیر کسی مشکل کے بغیر کسی دقت کے وہ منتقل کر لیتے تھے اور یہ ترجمہ نگاری ایک ایسا فن اور ایسا کمال ہے جو کم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔''

حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً ساٹھ عربی کتب کا اردو میں ترجمہ فرمایا ہے اور فارسی سے اُردو میں ترجمہ کی گئی کتب کی تعداد آٹھ ہے آپ کی ترجمہ نگاری کے حوالہ سے تحقیقی کام کی اَشد ضرورت ہے اُمید ہے اہلِ علم حضرات اِس حوالہ سے آپ کی خدمات اور عظیم کام کو اہلِ اسلام کے سامنے پیش کرتے رہیں گے۔

فہرست مضامین

حرفِ آغاز

(از: مؤلف)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الۡاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحۡبِہٖ وَسَلِّمۡ تَسۡلِیۡمًا

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص فرما لیتا ہے اور جو اس کے لئے نیکیوں میں سبقت کرتا ہے اُسے اپنی عنایت کی پوشاک پہناتا ہے اور بعض مخلوق کو اپنے عطا فرمودہ نعمت کے طرائف اور احسان کے لطائف میں زیادتی فرماتا ہے اور بندوں میں احکام لوٹاتا ہے۔ پس کوئی شقی و سعید اور مقرب و مردود ایسا نہیں جو اُس کے کام کے بارے میں اُس سے پوچھ سکے اور اُس کے ارادہ کے اقتضاء کو رد کر سکے۔

اور اللہ تعالیٰ کا درود و سلام ہو اُس کے نبیوں کے سردار اُس کے ولیوں کے بہتر اور اُس کے پسندیدوں کے پسندیدہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ وہ عمدہ و اعلیٰ اور بزرگ اصل سے چنے ہوئے اور اُس کے منتخب نبی مکرم اور رفیع الاصل ہیں اور آپ کی سادات ذُرّیتِ طاہرہ اور تمام اہلِ بیت و عترتِ معظم پر۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے صحابہ کرام کو پسند فرمایا اور اُنہیں خیر الانعام بنایا اور جُملہ صحابہ کرام سے دس اصحاب کو چُن لیا۔ پس وہ آپ کی قُربت اور دوستی پر خُوش ہیں اور آپ کی حیاتِ مبارکہ کی مدت میں اُن کی بزرگی آپ سے پیوستہ ہے اور اُن پر انعام کیا گیا۔ جس کے ساتھ وہ اُس کے کریم کرم کی اصنافِ موجبات سے اُولیٰ ہیں اور جو

اُس کے قدیم قِدم سے سابق میں اُن کے لئے پہلے تھا۔ اُس کے ساتھ ان میں سعادت مند ترین ہیں۔ جبکہ بد بخت لوگ اُن کے ایسے امر میں غور و خوض کرتے ہیں جس میں اُن کا مفہوم نہیں پایا جاتا۔ اور ایسے وصف سے اُن کی تنقیص پر جُرأت کرتے ہیں جو اُن میں موجود نہیں یہاں تک کہ اُس کے علم تعدیل سے اُن سے بدگمانی کا گُناہ کرتے ہیں اور اپنی پست جہالت سے اُن پر طعن کرتے ہیں۔ جن پر اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم راضی ہیں یہ لوگ خود غرضی کے بڑے بڑے بہتان لگا کر اُن کی مذمت کرتے ہیں جن کی مدحت سرائی قرآنِ کریم کرتا ہے۔ جلالت والے بادشاہ نے فرمایا:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ

''محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور اُن کے ساتھ والے کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں۔ تو اُنہیں دیکھے گا رکوع کرتے، سجدے میں گرتے، اللہ کا فضل و رضا چاہتے اُن کی علامت اُن کے چہروں میں ہے۔ سجدوں کے نشان سے یہ اُن کی صِفت توریت میں ہے اور اُن کی صفت انجیل میں۔''

تو نے اُنہیں دیکھا کیا وہ اس وصف سے نکل گئے ہیں یا یہ وصف اُن سے نکل گیا ہے یا قریب و جلیس کے علاوہ اُس کے ساتھ مختص ہے۔ یا یہ دعویٰ ممکن ہے کہ وہ کُفار پر سخت اور حضور رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مددگار نہ تھے۔ یا کہیں کہ اُن میں سے کوئی ایک آپ کے ساتھ نہ تھا تو یہ تسلیم نہیں ہوگا۔ اگر اسلام و ایمان کی معیت مراد ہے۔ یا معیت التفاف و احتفاف ہے تو وہ اُس کی طرف مجیب اوّل ہیں اور اُنہیں اُس سے وافر حصّہ ملا ہے۔ یا کہیں کہ

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد یہ وصف اُن سے زائل ہو گیا تھا۔ اور وہ آپ کے حکم کے خلاف چل کر آپ کی مخالفت کے مُرتکب ہوئے تھے؟ تو نص اِس کا ردّ و دفاع کرتی ہے اور دین اسلام اِس اعتقاد سے روکتا اور منع کرتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے!

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

''بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس درخت کے نیچے تُمہاری بیعت کرتے تھے تو اللہ نے جانا جو اُن کے دلوں میں ہے۔''

(سورۃ الفتح آیت ۱۸)

تُو نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ کے علم سے ان کا فسق وارتداد پوشیدہ تھا؟ جو مُنکرین کا گمان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ

''اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار جو بھلائی کے ساتھ اُن کے پیرو ہوئے اللہ اُن سے راضی اور وہ اللہ سے راضی اور اُن کے لئے باغ تیار کر رکھے ہیں جن کے نیچے نہریں ہیں۔''

(سورۃ التوبہ آیت ۱۰۰)

کیا تُو نے اسے دیکھا کہ اُن کے لئے جنّت کا وعدہ ہے باوجود اِس کے کہ اُسے علم ہے کہ اُنہیں جنت سے روکنے والی کیا چیز ہے اور اس کے ساتھ نشانیوں میں کونسا فائدہ ہے مع اِس ثبوت کے کہ اُنہیں معاذ اللہ جنّت سے لوٹا دیا جائے گا جیسا کہ بقول مُنکرین کے یہ امر ہوگا'' اور حاشا اللہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُنہیں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیت کے لئے پسند فرمایا ہے

اور اُن سے وہ اُمر واقع نہیں ہوا جس کا اُن کے لئے اُس کے ظاہر میں وہم ہوتا ہے اور اگر اُس کا عارضہ دُور نہ ہو سکے تو ضروری ہے کہ اچھّی وجوہ پر اعتقاد رکھتے ہوئے اُسے اس پر حمل کریں۔"

اور ظاہری دلائل اس کے موکد اور اِقتضاء اس کے ساتھ اُس ہی کی طرف لوٹتا ہے اور مقطوع الکتاب اور مظنونِ سُنت کے درمیان موافقت اور اُن کے لئے جنّت کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گواہی کی تصدیق کیسے ہے، اور بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُسے جانتے ہیں جو اُن سے واقع ہوا اور اس پر آپ نے بہت سی خبریں دی ہیں جو اُن کے درمیان واقع ہوا اور اُن سے صادر ہُوا یہاں تک کہ آپ نے اُنہیں سب وشتم کرنے اور اُن کے مشاجرات میں غور وفکر کرنے سے صراحتاً روک دیا ہے اور اُن کی محبّت کا حکم دیا ہے پس جو اُن کے لئے ہے جاہل غبی کے لئے نہیں اور یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی مغفرت کی خبر دی ہے اور جو اُن کی بزرگی میں وارد ہوا ہے اُس کی تحریف میں متعامی اور تاویل کے لئے آپ کے اس ارشاد کے بعد کچھ نہیں کہ!

"اگر تُم سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا خرچ کرے تو اُن میں سے کسی
ایک کے ایک مُد نصف مُد خرچ کرنے تک نہیں پہنچ سکتا۔"

الحمدُ للہ ! کہ ہم سے اس ہلاکتِ عظیمہ سے محفوظ ہیں اور ہمیں اُن سب کی محبت کے ساتھ راہِ مُستقیم پر چلنے کی توفیق حاصل ہے۔

ثُمہ الحمدُ للہ ! کہ ہمارے دل میں ڈالا گیا کہ اُن کے شرف وقدر اور بُلندیٔ درجات کی تعریف سے اُن کے ضروری مناقب واعلام اِس تالیف میں جمع کریں اور اُن کے معاصر عظیم درمفاخرِ عمیم جو متعدد کُتب سے روایات میں آئے ہیں اُن کی اِختصاراً تدوین کردیں۔

چُنانچہ ہم نے ناظر کی سہولت اور طالب کو قریب لانے کے لئے سند کو حذف کرتے ہوئے ہر حدیث کا مخرج بیان کردیا ہے جس پر اُس کے مولف کو اطلاع ہے یا جسے اُس نے شکوک وشُبہات کی دیکھ بھال کرنے کے بعد اخذ کیا ہے۔ اور اپنے سے پہلے صاحبانِ علم وفضل

پر اعتماد کیا ہے اور وہ قصہ ضمناً ان کے ذکر کے ساتھ شامل ہے اور پھر جو اُن کے ساتھ مطابقت و تعیّن کی وجہ پر مخصوص ہے اور پھر جو عشرہ مبشرہ کے علاوہ بیان ہوا اور اُن کی طرف قسم ہے جو اُن سے نہیں ہیں۔ پھر جو چاروں خُلفاء کے لئے مخصوص ہے اور اُن سے خارج نہیں پھر جو چاروں سے ایک پر زائد ہے پھر جو ان میں سے ایک ایک کے لئے وارد ہوا ہے۔ جُملہ درجات میں دو قسمیں ہیں۔

اوّل: مناقب الاعداد

دوم: مناقب الاحاد

ہر قسم کے ابواب اُس کے اقتضاءِ تبویب کے مطابق قائم کئے ہیں اور ضروری رعایت ترتیب کے مطابق مرتّب کیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ وہ اِسے میری بخشش کا وسیلہ اور اپنے رضوان کو دیکھنے کا ذریعہ بنائے اور اس میں اپنے وجہِ کریم کے لئے خالص مقصد رکھے اور اپنے احسان و کرم سے اِسے نعمتوں والی جنّتوں کی طرف قائد بنائے۔ ہم نے اس کے مخرج و ماخذ کی اصل کتابوں کے نام لکھ دیئے ہیں۔ خواہ بڑی تالیف ہو یا چھوٹی جُز اور ان میں سے اکثر روایات ہمارے لئے روایت کی گئیں بلکہ سب کی سب سوائے اُن کے جن پر ہم نے سُرخ روشنائی سے خط کھینچ دیا ہے اور جس کے لئے معنیٰ کی سند نہیں اُس کی طرف ہم نے اشارہ کر دیا ہے اور وہ کتابیں یہ ہیں۔

کتابیات و جزئیات

مُسند امام احمد بن حنبل

سُنن کبیر امام ابوعبدالرحمٰن نسائی۔

ابو القاسم دمشقی نے موافقات میں، رزین نے تجرید الصحاح میں اِن دونوں سے روایات لی ہیں۔

مُسند بزار، عبدالحق نے کتاب الاحکام میں اس کی روایات نقل کی ہیں۔

بُخاری، مُسلم، موطا امام مالک، جامع الترمذی، مسند امام شافعی، سُنن امام شافعی، مسند قاسم بن سلام بغدادی، یہ کتاب غریب روایات پر مشتمل ہے۔

سُنن ابی داؤد، سُنن دار قطنی، سُنن سعید بن منصور، سُنن ابن ماجہ

حافظ دمشقی نے موافقات میں رزین نے تجرید الصحاح میں اور حمیدی نے جمع بین الصحیحین میں اِن سے تخریج کی ہے۔

المُستدرک، ابوعبداللہ حاکم نیشاپوری

المُستدرک، ابی ذر ہروی۔

المَصابیح الحسان، امام بغوی،

شرف النبوّۃ، ابی سعید عبدالمالک بن عثمان الواعظ۔

الفوائد، تمام رازی

نُزہتہ الابصار۔ ابی عبداللہ محمد بن محمد

فضائلِ رازی، لطائف الانوار، القلعی، شمائل ترمذی

مناقب امیر المومنین علی ابن ابی طالب، احمد بن حنبل

مناقب خلیفہء رسول ابو بکر صدیق، عبداللہ بن مسدی

مناقب امیر المومنین عمر بن خطاب ابی بکر احمد بن ابی عاصم ضحاک بن مخلد۔

الاحاد والمثانی، ابی بکر بن ابی عام ضحاک بن مخلد

فضائلِ صحابہ، خثیمہ بن سلیمان طرابلسی۔

منہاج اہل الاصابہ فی محبّت الصحابہ۔ ابن جوزی

الموافقۃ بین اہل البیت والصحابہ وماردہ کل فریق فی الآخر، حافظ ابی سعید اسماعیل بن علی بن حسن السمان۔

معجم الصحابہ، ابی قاسم عبداللہ محمد بن محمد بن عبدالعزیز بغوی۔

معجم ابی قاسم سلیمان بن احمد ایوب طبرانی۔

معجم حافظ ابی بکر اسماعیل اسماعیلی۔

معجم حافظ ابی القاسم دمشقی۔

معجم نسوان۔

معجم البلدان۔

مُعجم حافظ ابی یعلیٰ احمد ابی المثنیٰ واعظ۔

مُعجم حافظ ابی الخیر محمد بن احمد غسانی۔

سیرت، ابن اسحٰق۔

المعارِف، ابن قتیبہ۔

الاحداث، ابی عبید قاسم بن سلام۔

الردۃ والفتوح، ابی الحسن علی بن محمد قرشی۔

الاستعیاب، ابی عمروابن عبدالبر۔

صفوۃ الصفوۃ، ابن الفرج ابن الجوزی۔

تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ابن رُستم نے اپنی کتاب الاتی میں اس سے تخریج کی۔

فتوح الشّام، ابی حذیفہ اسحٰق بن بشر قرشی۔

سیرت الملاء، عمر بن محمد بن خضر۔

المُنتقیٰ من المقامات، ابی شجاع شیرویہ ابن شہردار بن شیرویہ دیلمی ہمدانی،

نُزہتہ الناظر ابی شجاع زاہر بن رُستم اصفہانی۔

تفاسیر

تفسیر وسیط، واحدی۔

اَسباب نزول، واحدی انکت الساوری۔

اَسباب نزول۔ ابی الفرج بن الجوہری۔

شروح

شرح المشکل فی الصحیحین، ابی الفرج بن موردی۔

غریب النہایۃ ونہایۃ الغریب، محدّث ابن اثیر موصلی۔

الصحاح الجوہری۔

الاجزاء

خلعیات ابی الحسن علی بن حسن بن حسین الخلعی۔

ثقفیات، حافظ ابی عبداللہ قاسم بن فضل بن احمد ثقفی اصفہانی۔

غیلانیات من حدیث ابی بکر، عبداللہ بن محمد بن ابراہیم شافعی بروایت ابی طالب محمد بن

محمد بن ابراہیم بن غیلان۔

جعدیات، ابی الحسن علی بن جعد۔

سلفیات، حافظ ابی طاہر احمد بن محمد بن سلفۃ السّلفی۔

مُنتخبات

أجزاء حدیث، محمد بن احمد رازی، تخریج حافظ سلفی۔

أجزاء حدیث، حافظ ابی القاسم اسماعیل بن احمد سمرقندی۔

أجزاء حدیث، ابی الحسن علی بن عمر بن حسن حربی السکری۔

أجزاء حدیث، ابی عمرو عثمان بن سماک۔

أجزاء المخلصیات ابی طاہر محمد بن عبد الرحمٰن بن عباس المخلص الذہبی

اجزاء امالی، ابی الفضل محمد بن ناصر سلامی۔

جُزآن امالی، نظام الملک ابی علی الحسین بن علی بن اسحٰق۔

أجزاء اِمالی، حافظ ابی عثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملت الاصفہانی۔

اجزاء اِمالی، حافظ ابی القاسم علی بن عساکر دمشقی۔

أجزاء حدیث، ابی الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران المعدل۔

أجزاء اِمالی، ابی القاسم عبید اللہ بن محمد بن اسحٰق بن سلیمان بن حبانہ بزاز۔

أجزاء اِمالی، قاضی ابی عبد اللہ حسین بن ہارون الضبی۔

أجزاء فوائد ابی احمد حمزہ بن محمد بن عباس بن فضل بن حارث۔

أجزاء حدیث، حافظ خطیب ابی بکر احمد بن علی ثابت بغدادی۔

اربعینات

اربعین الطوال، حافظ ابی القاسم بن عساکر دمشقی۔

اَربعین البلدانیہ، حافظ ابی القاسم بن عساکر دمشقی۔

اَربعین فی فضائل العباس، ابی القاسم حمزہ بن یوسف السہمی۔

اَربعین فی فضائل عثمان امام رضی الدین ابی الخیر احمد بن اسماعیل بن یُوسف قزوینی خاکی۔

اَربعین فی فضائل علی ابن ابی طالب، امام رضی الدین ابی الخیر قزوینی الحاکمی۔

اَربعین المترجمۃ بالماء العین، ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن عبدالطیف الخجندی۔

اربعین، حافظ ابی عبداللہ ثقفی اصفہانی۔

اَجزاءِ مُفردہ

جُزالسُنۃ، ابی الحسین محمد بن حامل السری۔

جُزالعِلل، ابی زرعۃ عبدالرحمٰن بن عمرو الضبی۔

جُزالتحُفۃ، ابی عقیل محمد بن محمد صابونی محمودی۔

محاسبۃ النفس، ابی بکر بن ابی الدنیا۔

مجانی الدعا، ابی بکر بن ابی الدنیا۔

الیقین، ابی بکر بن ابی الدنیا۔

من عماش بعد الموت، ابی بکر بن ابی الدنیا۔

جُزئیات

جزءِ مُسندِ امام علی بن موسیٰ رضا فی فضائل اہلبیت الذریۃ الطاہرہ دوالبی۔

فضائل الصحابہ، بغوی۔

جُزءِ حسن بن عرفی عبدی۔

جُزءِ حدیث ابی بکر عبداللہ بن داوُد سجستانی۔

جُزءحدیث، محمد بن ابراہیم السراج المعروف جُزءابن بوش

جُزءجامع عبدالرزاق بن ہمام صنعانی۔

جُزءابی معاویہ ضریر۔

جُز انصاری، ابی محمد عبدالباقی۔

جزءِ ابی عبید اللہ محمد بن مخلد عطار شیخ ابی مسہر و یحییٰ بن صالح الوحاطی ۔تخریج ابی بکر عبدالرحمٰن بن قاسم ہاشمی۔

جُزءحدیث، ابی عبداللہ احمد بن حسن صُوفی عن یحییٰ بن معین۔

جُزءحدیث ابن الغطریف، من حدیث قاضی ابوبکر طبری۔

جُزءحدیث، اسید بن عاصم۔

جُزءحدیث، ابی روق احمد بن محمد بن ابی بکر ہزانی۔

جُزءحدیث، سعدان بن نصر بن منصور۔

جُزءحدیث، ابی جعفر محمد بن عبداللہ بن سلیمان الحفری۔

جُزءحدیث ابی الفضل احمد بن حسین بن خیرون۔

جُزءحدیث، ابی عبداللہ حسین بن یحییٰ عباس القطان۔

جُزءحدیث، اسماعیل بن احمد بن یوسف السلمی۔

جُزءحدیث، بکار بن قتیبری بن عبداللہ البکراوی۔

جُزءحدیث، ابی جعفر عمر بن عثمان بن شاہین الواعظ۔

جُزءحدیث، اَبی الحسن علی بن محمد بن عبید، اس سے محاملی کی روایت صاحب التحفہ سے ہے جس کا پہلے بیان ہوا۔

جُزءثمانی حدیث، حافظ رشید الدین ابی الحسن یحییٰ علی ابن القرشی العطار۔

جُزءحدیث، ابی القاسم الحریری۔

جُزءحدیث، ابی الحسن احمد بن عمیر بن جوصا۔

جُزءحدیث، ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف الزہری۔

جُزءحدیث، ابی مُسلم ابراہیم بن عبداللہ البصری، عن ابی عبداللہ محمد بن عبداللہ بن المثنیٰ بن انس بن عبدالمالک۔

جُزءحدیث، القاسم البغوی۔

جُزءمُسند، عبد بن حمید الکشی، تخریج۔

جُزءحدیث، مالک بن انس اصبحی تخریج ابی الحسن محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ ازدی۔

جُزءحدیث، منصور بن عمار، تخریج ابی بکر محمد احمد بن عبدالرحمٰن الحافظ المزکی۔

جزءحدیث، ابی بکر محمد بن عمر بکیر النجار۔

جزءحدیث، اِملاء ابی محمد مُبارک بِن الصباح اِس میں شیخ ابی المظفّر عبدالخالق بن فیروز بن عبید الجوہری کی جزء شامل ہے۔

جُزءحدیث، ابی اسحٰق ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ الہاشمی۔

جزء اِملاء ابی بکر بن محمد بن عبدالباقی البزار۔

جُزءحدیث، ابی یعلیٰ احمد بن علی بن المثنیٰ التمیمی۔

جُزءحدیث، ابی الحسن احمد بن محمد العتقی۔

جُزءحدیث، ابی عُمر احمد بن حازم بن ابی عزرۃ الغفاری۔

جُزءحدیث، ابی بکر یُوسف بن یعقوب بن بہلول۔

جُزءفضائل ابوبکر وعمر، ابی الحسن علی بن احمد بن نعیم البصری اِس سے ابی محمد الحسن بن محمد الخلال کی روایت ہے۔

جُزء فی فضائل الاربعہ ابن عباس بروایت ابی الشیخ یوسف بن عمر جزء حدیث ابی الجہم العلاء بن موسیٰ الباہلی۔

جُزء اِمالی، ابی جعفر محمد بن البختری۔

جُزء حدیث ابی طاہر حسن بن احمد بن ابراہیم اسدی البالسی۔

جُزء حدیث ابی بکر محمد بن قاسم الانباری۔

جُزء حدیث ابی عمر محمد بن عبدالواحد اللغوی۔

جُزء حدیث ابی حامد احمد بن محمد سرخسی۔

جُزء حدیث ابی الفضل احمد بن محمد بن ابی الفرات۔

جُزء حدیث ابی عمر عثمان بن محمد بن احمد بن محمد دران۔

جُزء حدیث، ابی بکر محمد بن یحییٰ الصوفی۔

جُزء حدیث، ابی الحسن علی بن یحییٰ بن جعفر بن عبادتہ۔

جُزء حدیث، ابی لوزیر ابی القاسم عیسیٰ بن الجراح۔

جُزء حدیث، یحییٰ بن معین۔

جُزء حدیث، عبدالمالک بن نزار البغدادی۔

جُزء حدیث، ابی الحسن علی بن محمد حلبی۔

جُزء حدیث، ابی الحسن علی بن الحسن الجوہری۔

جُزء حدیث، امام ابی الحسن علی بن المفضل المقدسی۔

جُزء حدیث، ابی بکر احمد بن شاذان ابزار۔

جُزء حدیث، ابی عبدالرحمٰن السلمی۔

جُزء حدیث، ابراہیم بن عبدالصمد بن موسیٰ الہاشمی۔

جزءحدیث، سفیان بن عینیہ الہلامی۔

جزءحدیث، ابنِ مسعود احمد بن ابی الفرات بن خالد الضبی۔

جزءحدیث، ابی سلمہ فخاذ بن سلمہ بن دینار مولیٰ ربیعہ بن مالک بن حنظلہ۔

جزءحدیث، ابی محمد یحییٰ بن علی بن الطراح۔

جزءحدیث، ابی الفتح نصر بن عبدالرحمٰن النحوی۔

جزءحدیث، ابی بکر محمد بن حسن النقاش، فی وصل التواریخ۔

جزءحدیث، الاُبناءعَنِ الاُباء مِن ولد العَبَّاس ابی عبداللہ محمد بن علی الجلاء جزفی مقتل الحسین، ابی القاسم البغوی۔

جزءحدیث، ابی محمد عبداللہ بن محمد بن عثمان المعروف حافظ ابن السقاء۔

جزءامالی، قاضی ابی بکر یوسف بن قاسم بن یوسف بن فارس۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

باب اوّل

عشرہ مبشرہ اور دُوسرے صحابہ کے بارے میں

''جملہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل اور اُن کیلئے دُعا کا بیان''

صحابہ کو گالی نہ دو

(۱) حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے صحابہ کو گالی نہ دو اگر تُم میں سے کوئی شخص اُحد کے برابر سونا خیرات کرے تو اُن کے ایک مُد خرچ کرنے کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہوگا۔

(بخاری، مسلم)

جبلِ اُحد کے برابر سونا خیرات

(۲) بخاری و مسلم دونوں کی شرط پر ابو بکر برقانی نے تخریج کی اور اُس روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میرے صحابہ کو گالی نہ دو۔ صحابی کو دُعا دو۔ اگر تُم میں سے کوئی شخص ہر روز جبلِ اُحد کے برابر سونا خیرات کرے تو جب بھی وہ کسی صحابی کے ایک مُد خیرات کرنے تک نہیں پہنچ سکتا۔

زِندگی کے اعمال سے بہتر

(۳) حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو اُن کی ایک ساعت کا مقام تمہاری پُوری زندگی کے نیک اعمال سے بہتر ہے۔

اعمال قبول نہیں

(۴) علی بن حرب طائی اور خیثمہ بن سلیمان دونوں نے عبد الرحمٰن بن سالم بن عبداللہ بن عویمر بن ساعدہ سے اُنہوں نے اپنے باپ سے اُنہوں نے اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہوئے کہا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو پسند فرمایا۔ پس اُن میں سے میرے لئے وزیر اور اصہار و انصار بنائے تو جو اُنہیں گالی دے گا اُس پر اللہ تعالیٰ، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ قیامت کے دن اُس کا کوئی عدل وصرف یعنی فرض زکوٰۃ اور نفلی صدقہ قبول نہیں ہوگا۔ ذہبی نے اس کی تخریج تلخیص میں کی ہے۔

صحابہ کا نُور

(۵) حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ میرا جو صحابی جس زمین پر فوت ہوتا ہے قیامت تک اُن کا نور اور قائد ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرا اصحابی لوگوں میں ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک۔ سوائے نمک کے کھانے کی اِصلاح نہیں ہوتی۔ کہا کہ پھر حضرت حسن بصری فرماتے تھے کہ افسوس لوگوں کا نمک چلا گیا۔

صحابہ کو چُنا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

یعنی کہو! سب خوبیاں اللہ کو اور سلام اُس کے چُنے ہوئے بندوں پر۔

(سورۃ النمل آیت ۵۹)

اِس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اُن کے صحابہ کو چُن لیا۔

اس روایت کی تخریج خیثمہ بن سُلیمان نے کی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ پاک ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ

''یعنی وہ لوگ اگر ہم اُنہیں زمین میں قابو دیں تو نماز برپا رکھیں۔''

(سورۃ الحج آیت ۴۱)

اس آیت کے بارے میں ابی صالح نے کہا ! اس سے مُراد حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ ہیں۔ اِس کی تخریج ابن سری نے کی۔''

صحابہ کا ایثار

حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ ہماری یہ شان نہیں کہ دُنیا میں آپ سے الگ ہو جائیں پس اگر آپ ہم پر اپنے پاؤں مُبارک رکھ کر بُلند ہو نگے تو جب بھی ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے اس پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا○

ترجمہ ! ''اور جو اللہ اور اُس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے اُن کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے انعام کیا یعنی اُنبیاء اور صدیق اور شہید اور صالحین اور یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں۔''

(سورۃ النساء آیت ۶۹)

صحابہ ستارے ہیں

حضرت سعید بن مسیب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے اپنے پروردگار عز وجل سے اس اختلاف کے بارے میں پوچھا جو میرے بعد واقع ہو گا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری طرف وحی بھیج کر فرمایا: یا محمد! آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کا مانند ہیں اور ایک دوسرے سے زیادہ درخشاں ہیں۔ تو جو کوئی اُن کے اختلافی امور سے کوئی چیز اخذ کرے گا میرے نزدیک عہد پر ہے۔

اس روایت کو نظام الملک نے اپنی کتاب امالی میں نقل کیا اور اس میں دلیل ہے کہ تمام صحابہ درجہء اجتہاد کو پہنچے ہوئے تھے۔

صحابہ کو دیکھنے والے بھی خیر پر ہیں

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں!

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا جب تک تم میں مجھے اور میرے صحابی کو دیکھنے والا اور میرے صحابی کو دیکھنے والے کو دیکھنے والا موجود رہے گا تم ہمیشہ خیر پر رہو گے" خُدا کی قسم! تُم ہمیشہ خیر پر رہو گے جب تک تُم میں مجھے دیکھنے والا، میرے صحابی کو دیکھنے والا میرے صحابی کو دیکھنے والے کو دیکھنے والا اور صحابی کے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کے دیکھنے والا موجود رہے گا"

اِس روایت کی تخریج حافظ سلفی نے سداسیات میں کی ہے۔

صحابہ بھوسہ نہیں گودا ہیں

حضرت ابی برزہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ زیاد کے پاس گئے تو اُسے کہا جو شخص رعیت کے ساتھ مال میں سخت ہو گا؟

اُس نے کہا ! خاموش رہ تو محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب کا بھُوسہ ہے اُنہوں نے فرمایا ! اَے مُسلمانوں کے سردار کیا کہا؟ اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھُوسہ ہیں؟ بلکہ وہ تمام تر گُودا ہیں۔ خُدا کی قسم تُجھ پر نہیں داخل ہوگا جو رُوح والا ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابوالحسن علی بن جعد نے کی ہے۔

صحابہ کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیماری اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیمار پُرسی کی حدیث میں آپ نے فرمایا !الٰہی میرے صحابہ کو اُن کی ہجرت پر راسخ رکھ اور وہ پیچھے کو نہ لوٹیں۔

اِس حدیث کی تخریج بخاری مسلم دونوں نے کی ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پسند فرمایا اور اُن میں سے میرے وزراء اور اصہار و اَنصار مقرر کئے۔ تو جو کوئی ان کو گالی دیتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی فرشتوں کی تمام لوگوں کی لعنت ہے قیامت کے دن اُس کا زکوٰۃ اور صدقہ قبول نہیں ہوگا۔

اہلِ بدر اور حُدیبیہ کی شان

جو چاہو کرو

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اور زبیر وطلحہ کو فرمایا خاخ کے باغ میں جاؤ وہاں ہودج میں بیٹھی ہوئی ایک عورت کے پاس ایک خط ہے وہ لے آؤ۔ ہم گھوڑوں پر سوار ہوکر نکلے اور باغ میں پہنچ کر اُس عورت سے کہا خط نکال دے۔

اُس نے کہا: میرے پاس کوئی خط نہیں،

ہم نے کہا: تو خط نکالتی ہے یا ہم تیرے کپڑوں کی تلاشی لیں؟

اس پر اُس عورت نے اپنے بالوں کے جُوڑے سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا جسے لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ یہ خط حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے بعض مُشرکینِ مکّہ کے نام تھا۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعض اُمور کی مُخبری کی گئی تھی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اَے حاطب یہ کیا ہے؟

حاطب نے کہا: یارسول اللہ مُجھ پر جلدی نہ کریں۔ میں اپنے اَمر میں قُریش میں مِلا ہُوا تھا اور اُن لوگوں سے نہ تھا۔ آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں مکہ معظمہ میں اُن کے رشتہ دار ہیں جو ان کے قریبیوں اور گھر والوں کی حمایت کرتے ہیں اور میرے گھر والوں کی حمایت کرنے والا کوئی بھی نہیں۔ میری خواہش تھی کہ اس طرح میں اُن کے نزدیک اپنا مقام بنالوں گا تو وہ میرے اَقربا اور گھر والوں کی حمایت کریں گے۔ خُدا کی قسم یارسول اللہ میرا یہ کام مُجھے دین سے نہیں نکال سکتا اور نہ ہی میں اسلام کے بعد کُفر کے ساتھ خُوش ہُوں۔"

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک یہ تم سے سچ کہتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ مجھے حکم دیں تا کہ میں اس منافق کی گردن اُڑا دوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک یہ بدر میں حاضر تھا اور تو نہیں جانتا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کے لئے اطلاع دی ہے۔ پس اہل بدر کے لئے فرمایا ہے کہ: اِعۡمَلُوۡا مَا شِئۡتُمۡ (سورۃ حٰم سجدہ آیت 40) تُم جو چاہو کرو تُمہارے لئے بخشش ہے۔

اہلِ بدر و حُدیبیہ بخشے ہوئے ہیں

حضرت سہل بن مالک اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

اے لوگو! بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے اہل بدر و حدیبیہ کو بخش دیا ہے۔ اس روایت کی خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی معجم میں تخریج کی ہے۔

اہلِ حدیبیہ دوزخ میں نہیں جائیں گے

حضرت اُمّ مُبشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں فرمایا اِنشاء اللہ اصحابِ شجرہ میں سے ایک شخص بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ جنہوں نے درخت کے نیچے بیعت کی۔ اُمّ مُبشر نے کہا! ہاں یارسول اللہ۔

حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جھڑک کر کہا!

وَاِنۡ مِّنۡكُمۡ اِلَّا وَارِدُهَا

یعنی تم میں سے ہر ایک کو دوزخ پر سے گزرنا ہوگا"

(سورۃ مریم آیت ۷۱)

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ۔نے فرمایا ! بے شک اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ

یعنی پھر ہم ڈر والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں گھٹنوں کے بل چھوڑ دیں گے۔

(سورۃ مریم آیت ۷۲)

مسلم نے اس روایت کی تخریج کی۔''

جو چاہو کرو

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حاطب بن ابی بلتعہ کے معاملہ میں حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا اور تُو نہیں جانتا یقیناً اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر کے لئے اِطلاع دی ہے پس فرمایا تُم جو چاہو کرو اللہ تعالیٰ نے تُمہیں بخش دیا ہے اس روایت کی تخریج میں مُسلم کا تفرّد ہے۔ یہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب میں آئے گی۔

اہلِ بدر وحُدیبیہ کا مقام

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حاطب کے غُلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آ کر حاطب کی شکایت کرتے ہوئے کہا وہ جہنّمی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تُو جُھوٹا ہے۔ بدر وحُدیبیہ میں موجود ہونے والوں میں سے کوئی بھی جہنّم میں داخل نہیں ہوگا۔

صحابہ پر اہلِ بدر کی فضیلت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام

نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا: یا محمد! آپ کے نزدیک آپ کے صحابہ میں کون افضل ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلمنے فرمایا! جو لوگ بدر میں حاضر تھے۔

جبریل نے کہا! جیسا کہ ہمارے نزدیک آسمانوں میں وہ فرشتے دُوسروں سے افضل ہیں جو بدر میں موجود تھے۔"

اِس روایت کی تخریج ابن بشران نے کی۔"

فرشتوں میں افضل فرشتے

حضرت رفاعہ بن رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی آپ لوگوں میں اہلِ بدر کا کیا مقام ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! وہ مسلمانوں میں افضل ہیں یا ایسا ہی کوئی اور کلمہ کہا "جبریل نے عرض کی! یہی بات بدر میں حاضر ہونے والے فرشتوں کے لئے ہے۔ اس روایت کی تخریج ملاّ نے اپنی سیرت میں کی۔

اصحابِ حُدیبیہ کو آگ نہ چھوئے گی

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ درخت کے نیچے بیعت کرنے والوں میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اِس حدیث کی تخریج تِرمذی نے کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے۔ اور ملاء نے اپنی سیرت میں نقل کرتے ہوئے حُدیبیہ کا لفظ اور یہ جُملہ زائد بیان کیا کہ اُن میں سے کوئی شخص آگ سے مَس نہیں کرے گا جس نے مُجھے دیکھا اور مُجھے دیکھنے والے کو دیکھا اور مُجھ پر ایمان لایا۔

عشرہ مبشرہ اہلِ بدر ہیں

جُملہ عشرہ مبشرہ بدر والوں کے حکم میں داخل ہیں خواہ وہ حاضر تھے یا نہ تھے۔ جو اُن میں سے حاضر نہ تھے اُنہیں غنیمت کا اجر اور حصّہ حاضر ہونے والوں کے مطابق دیا گیا۔

جیسا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعتِ شجرہ کے وقت حاضر نہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ مبارک پر اپنا دُوسرا ہاتھ مبارک رکھ کر فرمایا یہ عُثمان کا ہاتھ ہے۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ محبّت واحسان اور اُن کیلئے استغفار اور کفِّ لسان کے بیان میں

مُحبّ محبوب کے ساتھ ہو گا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ! ایک شخص کسی قوم کے ساتھ محبّت کرتا ہے مگر وہ اُن کے ساتھ مُلحق نہیں تو وہ اُنہیں کیسے دیکھے گا؟ آپ نے فرمایا جس سے کوئی محبّت کرتا ہے اُسی کے ساتھ ہو گا'' اس حدیث کو بُخاری مسلم نے نقل کیا ہے۔

اللہ اور رسول سے محبّت کا اُجر

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ! قیامت کب آئے گی ؟ آپ نے فرمایا ! تُو نے قیامت کے دن کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے۔ اُس نے کہا میں اللہ اور اُس کے رسول کے ساتھ محبّت کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا پس تُو جن کے ساتھ محبّت کرتا ہے اُن کے ساتھ ہو گا۔ کہا ہمیں اسلام لانے کے بعد ہر خُوشی سے زیادہ خُوشی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس فرمان سے ہوئی کہ تُو جس سے محبّت کرتا ہے اُس کے ساتھ ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ ہم اللہ اور اُس کے رسول اور ابوبکر وعمر کے ساتھ محبّت کرتے ہیں اور اُمید کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ ہونگے اگرچہ ہمارے اعمال اُن

کے اعمال جیسے نہیں۔ اِس حدیث کی تخریج مسلم نے کی"

محبّت ذریعۂ قُرب ہے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں ایک اِعرابی حاضر ہوا اور اُس نے کہا: یارسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! قیامت کے لئے تیرے پاس کیا ہے؟

اعرابی نے کہا ایسی کوئی چیز نہیں جو میرے لئے زیادہ لائقِ ستائش ہو مگر میں اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول سے محبّت کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تُو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ مُسلم شریف

صحابہ سے اِحسان کرو

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جابیہ میں ہمارے پاس تشریف لائے تو فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے اس مقام کی مثل کھڑے ہو کر فرمایا۔ میرے صحابہ کی طرف نیکیاں بھیجو پھر جو اِن کے بعد والے ہیں۔

ذہبی نے تلخیص میں اور حافظ بن ناصر سلامی نے اِس کی تخریج کی اور کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ اور اس کے رجال ثقہ ہیں جن سے بُخاری مُسلم نے روایت لی ہے۔

اِس میں صحابۂ رسول کے لئے وصیّت ہے کہ اُن سے بھلائی اور محبّت کی جائے اُن کے لئے استغفار کیا جائے اُن پر رحم کیا جائے اور اُن کے مابین مشاجرات پر زبان کو روکا جائے۔

صحابہ کی تکریم کرو

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ نے جابیہ میں خطاب کرتے ہوئے اُنہیں فرمایا حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے میرے صحابہ کی تکریم کرو پھر اُن سے بعد والوں کی پھر اُن سے بعد والوں کی۔

یہ حدیث ابوعمر بن سماک نے نقل کی۔ تکریم سے مراد اُن کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔

مدّاحِ صحابہ نفاق سے بَری

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اچھّی بات کہنے والا نفاق سے بری ہے اور جو اُن کے حق میں بُری بات کہتا ہے وہ میری سُنت کا مخالف ہے اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے جو بہت ہی بُرا ٹھکانہ ہے۔

(شرف النبوۃ ابوسعد)

ابن غیلان کی روایت میں آپ کا فرمان ہے میرے صحابہ کے بارے میں اچھّی بات کہنے والا مومن ہے۔

صحابہ کے لئے استغفار کرو

اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں تمہیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کے سب و شتّم پر استغفار کا حکم دیا گیا ہے۔

اِس حدیث کی تخریج مسلم اور ابو معاویہ نے کی ہے اور اس میں اکرام و احسان والی حدیث کی تائید ہے۔

حقوقِ مصطفٰے کی پاسداری کرو

حضرت سہل بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میرے دامادی سُسرالی رشتوں اور میرے صحابہ کے بارے میں میرے حق کا خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ تم سے اُن میں سے کسی کے

ساتھ بھی ظلم وزیادتی طلب نہیں کرتا۔ اے لوگو! مسلمانوں سے اپنی زبانیں اُٹھالو اور جب کوئی شخص فوت ہو جائے تو اُسے بھلائی سے یاد کرو۔

اِس حدیث کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے معجم میں کی ہے۔

صحابہ سے دوستی درجات میں بُلندی

عبدالرحیم بن زید العمی نے کہا مُجھے میرے باپ نے بتایا کہ میں نے تابعین میں سے چالیس شیوخ کی زیارت کی اُن سب نے یہ حدیث بیان کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے تمام صحابہ سے محبّت اور دوستی رکھے گا اور اُن کے ساتھ اُن کے لئے اِستغفار کرے گا اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن اُسے اُن کے ساتھ جگہ عطا فرمائے گا۔ اِس حدیث کی تخریج ابن عرفہ عبدی نے کی۔

صحابہ واہلِ بیت سے محبت کا صِلہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا جو شخص میرے صحابہ واَزواج واہلِ بیت سے محبّت کرتا ہے اور اُن میں سے کسی پر طعن نہیں کرتا اور اُن کی محبّت پر دُنیا سے اِنتقال کرتا ہے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ میرے درجہ میں ہوگا۔ سیرت ملاء

محبّتِ صحابہ محبّتِ رسول وخُدا ہے

حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

"اللہ اللہ میرے صحابہ میرے بعد وہ گرفتارِ اغراض نہیں ہونگے اُن سے محبت رکھنے والا میرا محب اور اُن سے بُغض رکھنے والا میرا مُبغض ہوگا۔ جس نے اُنہیں ایذاء دی اُس

نے مجھے ایذا دی اُس نے خُدا کو ایذا دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو ایذاء دی اُسے وہ عنقریب پکڑے گا۔"

اِس حدیث کی تخریج حافظ ذہبی نے تلخیص میں اور حافظ ابُوالقاسم دمشقی نے معجم میں کی ہے"

صحابہ کا بُغض حضور کا بُغض ہے

اور فرمایا! جو اُن سے محبت رکھتا ہے وہ مُجھ سے محبّت رکھتا ہے اور جو اُن سے بُغض رکھتا ہے وہ میرے ساتھ بُغض رکھتا ہے۔ اِس حدیث کے ماقبل و مابعد اُسی حدیث کے الفاظ بیان ہوئے اور وہ بنیط بن شریط اشجعی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کردہ حدیث ہے۔ ایسے ہی حافظ کی روایت سے ابن معقل کی روایت ہے۔"

مشاجراتِ صحابہ میں غور و فکر سے اِحتراز اور اِمتناعِ سبّ و شتم

"پہلی فصل میں صحابہ کو گالی نہ دینے اور تیسری فصل میں اُن کے معاملات میں غور وفکر کرنے سے روکنے کا بیان ہوا۔"

صحابہ کے ساتھ غیر صحابہ کا تقابل نہ کرو

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میرے بعد میرے صحابہ سے لغزش ہوگی تو اللہ عزَّ وجلَّ اُنہیں میرے ساتھ سبقت کی بنا پر بخش دے گا۔ اُن کے بعد جو لوگ ایسا کام کریں گے اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں ناک کے بل اوندھے مُنہ جہنم میں گرائے گا۔ اس روایت کو امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فوائد میں نقل کیا۔"

یہ قول کہ اُن کے بعد جو ایسا کام کریں گے تو جائز ہے کہ اِس سے مُراد صُورتاً اس کی مثل کام کرنے والے ہوں پس وہ اس خیال پر اِعتقاد کرتے ہوئے کہ صحابہ نے اوّل و آخر ایسا کیا تھا اِمام پر خروج کریں تو اِس قیاس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باطل قرار دیا ہے اور صحابہ اور اُن کے بعد والوں کے درمیان فرق کو ظاہر فرمایا ہے۔

اور اِس سے ڈرایا ہے کہ اِس اَمر کے ساتھ بصیرت پر عمل کریں اور اس کے ساتھ حُجت کا اِعتقاد رکھیں اور یہ بھی جائز ہے کہ اُن کا اِس کے اقتضاء کے ساتھ عمل کرنا مُراد ہو جس میں اس کے ساتھ وقوع سے اُن کے عوائد دلیری کر جاتے ہیں" اس میں اُن کا اعتقاد خطا اور اُس کے

اعراض سے اخذ کرنا ہے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ کے گناہ کو بخش دیا ہے اور اُن سے درگزر فرمائی ہے اور جو اُس میں تھا وہ باقی نہیں جس کا وقوع واجب ہوتا ہے۔

پس اُس کے لئے ہلاکت ہے جو سیدھے راستے سے بھٹکا ہُوا ہے اور اُن کے لئے اُس چیز کے واقع ہونے کو ضروری سمجھتا ہے جس کا وقوع اُس کے لئے واجب ہے۔اور جس کی گواہی لسانِ نبوّت نے دی ہے، الحمد اللہ ہم اِس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور اُس سے نعمتِ دوام وتمام کا سوال کرتے ہیں۔‘‘

صحابہ کو بُرا نہ کہو

(۱) حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! جب تقدیر کا ذکر ہو تو خاموش رہو اور جب میرے اصحاب کا ذکر ہو تو رُک جاؤ۔

ملعون کی خیرات قبول نہ ہوگی

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! جو میرے اصحاب کو گالی دیتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی اُس کے فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اُس کی زکوٰۃ وخیرات قبول نہ ہوگی۔

حضور کو اذیّت ہوتی ہے

(۳) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! جو میرے اصحاب کو اذیّت اور گالی دی اُس نے مجھے اذیّت دی۔

کوڑے لگاؤ

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جو میرے کسی صحابی کو گالی دیتا ہے اُسے کوڑے مارو۔ یہ روایات خیثمہ بن سلیمان نے نقل کی ہیں اور تیسری روایت کی تخریج سماک نے موافق میں کی ہے۔

گستاخِ رسول کی سزا

۴۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جو انبیاء کرام میں سے کسی نبی کو گالی دے اُسے قتل کردو اور جو میرے صحابہ میں سے کسی صحابی کو گالی دے اُسے کوڑے مارو۔

اس روایت کو تمام رازی نے فوائد میں نقل کیا''

میں صحابہ کی طرف سے بَری الذمّہ ہوں

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! مُجھے میرے کسی صحابی سے بُری چیز نہیں پہنچتی پس میں اُن کی طرف سے بری الذمّہ ہُوں اور ہم سلیم سینے والے ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مال آیا تو آپ نے اُسے تقسیم فرما دیا اور مجلس میں بیٹھے ہوئے دو اشخاص کو نہ دیا اُن دونوں نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اِس مال کی تقسیم سے نہ اللہ تعالیٰ کے لئے اِرادہ ہے اور نہ دارِ آخرت کے لئے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو آپ کو اُن کی بات بتائی گئی۔ آپ کا چہرۂ انور سُرخ ہو گیا اور آپ نے فرمایا ! تُو مُجھے اس سے چھوڑ دے حضرت موسیٰ

علیہ السلام کو اِس سے زیادہ تکلیف دی گئی تو اُنہوں نے صبر کیا''

اِس کی تخریج ترمذی نے بھی کی ہے اور عشرہ مبشرہ اور دیگر مہاجرین و انصار صحابہ کے مابین مواخات کی احادیث میں اسے بیان کیا ہے۔ اور اُن کے بعض پر اِس کا نام ذکر کیا ہے۔

صحابہ میں بھائی چارہ

حضرت زید بن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آپ کی خِدمت میں حاضر ہُوا تو آپ نے فرمایا ! فلاں بن فلاں کہاں ہے؟

میں نے آپ کے اصحاب کے چہروں پر نظر کی تو اُن کو لوگوں میں نہ پایا اور اُٹھ کر اُن کی طرف گیا یہاں تک کہ جب وہ آپ کے پاس پہنچے تو آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا ! میں تم سے جو بات کرتا ہوں اُسے یاد کرلو اور بُھول نہ جاؤ اور اِس کے اتھ تمہارے بعد والے بیان کریں بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق سے مُجھے چُن لیا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِىْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ ط

''اللہ تعالیٰ ملائکہ اور انسانوں سے رسول چُن لیتا ہے۔''

(سورۃ الحج آیت ۷۵)

اور میں نے تم میں سے جسے پسند کیا اُسے چُن لیا اور تمہارے درمیان بھائی چارا مقرر کرتا ہوں جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے درمیان بھائی چارا قائم کیا۔''

پس اے ابوبکر اُٹھ کر میرے سامنے آجا۔ میرے نزدیک تیرے لئے اللہ کا ہاتھ ہے اس کے ساتھ تیری جزاء ہے۔ اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو تُجھے بناتا۔ تُو مُجھے بمنزلہ جسم سے قمیص کے ہے پھر حضرت ابوبکر اپنی جگہ سے الگ ہو گئے۔

پھر آپ نے فرمایا: اَے عُمر! میرے قریب آجاؤ۔ وہ آپ کے قریب ہوئے تو آپ

نے فرمایا: اے ابا حفص! تُو ہم پر سخت مشکل ڈالنے والا تھا تو میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ تیرے ساتھ یا ابوجہل بن ہشام کے ساتھ اسلام کو عزّت عطا فرمائے۔

پس اللہ تعالیٰ نے تجھ سے یہ کام لے لیا اور میں تم دونوں کو اللہ کی طرف چاہتا تھا۔ تو میرے ساتھ جنّت میں اِس اُمّت سے تین کا تیسرا ہو گا پھر حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ جگہ چھوڑ دی۔ پھر آپ نے حضرت عُمر اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اُخوّت قائم فرمائی۔

پھر آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بُلایا اور فرمایا: اَے ابا عمرو! میرے قریب آ جاوٴ۔ اَے ابا عمرو میرے قریب آ جاوٴ آپ مُسلسل ایسا ہی کہتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کندھا آپ کے کندھے مُبارک سے مل گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آسمان کی طرف دیکھ کر تین مرتبہ فرمایا! سُبحان اللہ العظیم، پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا تو اُن کی قمیص کا بٹن کھلا ہوا تھا آپ نے اُن کا بٹن ہاتھ میں لیکر فرمایا! اپنی چادر اپنے سینے کے اُوپر لپیٹ لے۔

پھر فرمایا! تیرے لئے اہلِ آسمان میں زبان ہے تو جس چیز سے میرے پاس حوض پر آئے گا وہ تیرا خون بہہ رہا ہوگا۔ تُجھے کہا جائے گا تیرے ساتھ یہ کس نے کیا؟ تو کہا جائے گا فُلاں اور فُلاں نے اور یہ کلام جبریل کا ہوگا جب ہاتف آسمان سے آواز دے گا پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عثمان ہر مخذول یعنی مدد چھوڑے گئے پر امیر ہے۔

حضرت عُثمان اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی جگہ چھوڑ دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بُلا کر فرمایا! اَے اللہ کے امین قریب آ جاوٴ۔ تو امین اللہ ہے اور آسمان میں تیرا نام اُمین ہے۔ تُجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے مال پر حق کے ساتھ مُسلّط کیا۔ میرے نزدیک تیرے لئے جس کا وعدہ ہے اور بیشک میں نے اسے موخر کیا ہے۔ اُنہوں نے کہا

یارسول اللہ میرے لئے تاخیر کی ہے؟

آپ نے فرمایا! اے عبدالرحمٰن مجھ سے اپنی امانت لے لے۔ پھر فرمایا اے عبدالرحمٰن تیری یہ شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا مال بڑھایا اور ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ایسے ہی ہے اور ایسے ہی ہے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنی جگہ چھوڑ دی اور آپ نے اُن میں اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں مواخات قائم فرمائی۔

حضرت طلحہ وحضرت زُبیر رضی اللہ عنہما کی اخوت

پھر آپ نے حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُلا کر فرمایا !دونوں میرے قریب آجاؤ۔ پس وہ قریب ہوء تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تُم حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے حواری ہو پھر دونوں کا آپس میں بھائی چارا قائم فرمایا۔

عمار اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما

پھر حضرت عمار بن یاسر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بُلایا اور حضرت عمار کو فرمایا اے عمار تُجھے باغی گروہ شہید کرے گا۔ پھر ان دونوں میں اُخوّت قائم کی۔

ابادردا اور سلمان رضی اللہ عنہما

پھر عویمر بن زیاد ابا دردا اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی آپس میں اخوت قائم فرمائی اور حضرت سلمان کو فرمایا اَے سلمان تُو میرے اہل بیت سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے تُجھے پہلی اور آخری کتاب کا علم عطا فرمایا ہے۔ پھر فرمایا اَے اَبادردا کیا تُو رہبر ہے؟

انہوں نے کہا ہاں یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قُربان ہوں آپ نے فرمایا اگر تو اُن کو گُم پائے اور وہ تُجھے گُم پائیں تو اگر وہ تُجھ کو چھوڑ دیں تُو اُنہیں نہ چھوڑ۔

پھر آپ نے حضرت اَبُودردا اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اُخوّت

قائم فرمائی۔ پھر آپ نے صحابہ کرام کے چہروں کو دیکھ کر فرمایا تُمہیں بشارت ہو اور تُمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں تم پہلے لوگ ہو جو میرے پاس حوض آؤ گے اور تم بلند بالا خانوں میں ہو گے۔

پھر آپ نے حضرت عبداللہ ابنِ عمرو کی طرف دیکھا اور فرمایا ! تعریف ہے اللہ تعالیٰ کی جس نے گمراہی سے ہدایت دی جسے اُس نے چاہا۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت علی علیہ السلام

حضرت علی نے عرض کی ! میری رُوح چلی گئی اور میری کمر ٹُوٹ گئی جب میں نے دیکھا کہ آپ نے میرے سِوا اپنے اَصحاب کا بھائی چارا قائم کروا دیا ہے۔ بیشک یہ رضا و کرامت کے فلک گرنے سے ہے۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! قسم ہے اُس ذات جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے موخر کیا ہے اور تو مجھے اس کی طرح ہے جیسے مُوسیٰ کو ہارون سوائے اِس کے کہ میرے بعد نبی نہیں اور تو میرا بھائی اور میرا وارث ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عرض کی اے اللہ کے نبی آپ کی وراثت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا جو مُجھ سے پہلے انبیاء کی وراثت تھی۔

حضرت علی نے عرض کی! آپ سے پہلے انبیاء کرام کی وراثت کیا تھی؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اُن کے پروردگار کی کتاب اور اُن انبیاء کی سُنت اور تو جنت میں میرے ساتھ میرے محل میں ہوگا اور میری بیٹی فاطمہ ساتھ ہوگی پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی

اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ

بھائی ہیں تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہیں۔

(سورۃ الحجر آیت ۴۷)

اللہ کی محبّت میں ایک دوسرے کو دیکھتے ہونگے۔ اس روایت کی تخریج حافظ ابو قاسم دمشقی نے اربعین طوال میں کی۔

اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کے مناقب کی کتاب میں اس معنیٰ کی حدیث ہو مواخات مختصر طور پر بیان کی۔ اور کہا کہ جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کے درمیان مؤاخات قائم فرمائی تو حضرت علی کو ایسا اور ایسا فرمایا"

مواخات کی دُوسری روایت

ابو سعید نے "شرف النبوۃ" میں عقبہ بن عامر جہنی سے بعض الفاظ کے تغیّر سے یہ روایت بیان کی ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا تذکرہ نہیں کیا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

اَے ابا بکر و عمر میں تمہیں آپس میں مواخات کا حکم دیتا ہوں تُم دونوں دُنیا و آخرت میں بھائی ہو پس تُم دونوں آپس میں ایک دُوسرے کو سلام کرو اور ایک دُوسرے سے مصافحہ کرو۔ چُنانچہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ تھام لیا۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اَے زبیر اَے طلحہ تُم دونوں میرے پاس آؤ میں نے تُم دونوں میں بھائی چارا قائم کیا تُم دونوں دُنیا و آخرت میں ایک دُوسرے کے بھائی ہو پس ایک دُوسرے کو سلام کرے اور اُس سے مصافحہ کرے۔ پس اُنہوں نے ایسا ہی کیا پھر اُنہوں نے حضرت عبد الرحمان اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اپنے پاس بُلا کر فرمایا میں تم دونوں کو آپس میں بھائی بناتا ہوں پس تُم دونوں دُنیا و آخرت میں بھائی ہو پس ایک دُوسرے کو سلام کرے اور اُس سے مصافحہ کرے۔

پھر آپ نے حضرت ابیُ بن کعب اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اخوت

قائم کی اور اُن دونوں نے بھی ایک دوسرے کو سلام کر کے ہاتھ ملایا۔

پھر حضرت ابی عبیدہ بن جراح اور حضرت ابی حذیفہ کے آزاد کردہ غلام حضرت سالم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پہلوں کی طرح بھائی چارا قائم فرمایا۔ پھر اُیسے ہی حضرت ابُو دردا اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو آپس میں بھائی بنایا پھر ایسے ہی حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں اُخوّت پیدا فرمائی۔

پھر حضرت ابوایوب انصاری اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں بھائی چارا قائم فرمایا پھر ایسے ہی اُسامہ بن زید اور ابی ہند حجام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اخوت قائم کی اور دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کر کے ہاتھ ملایا۔

پھر آپ نے حضرت فاطمہ اور حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک دوسری کی بہنیں بنایا اور اُمّ سلیم کو مبارک دی اور حضرت عائشہ اور حضرت ابوایوب کی بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو بہنیں بن جانے کا حکم فرمایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آلِ ابی طلحہ اور آل ابی ایوب کے لئے اللہ تعالیٰ سے جزائے خیر طلب کی۔

مہاجرین وانصار کی مؤاخات

مہاجرین وانصار کے مابین مواخات کا ذکر کرتے ہوئے ابنِ اسحاق نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلِہٖ وسلم نے فرمایا ! ہمیں خبر پہنچی ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ کے لئے دو دو بھائی بنا دیا جائے پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونو بھائی تھے۔

حضرت حمزہ اور حضرت زید بن حارثہ مولیٰ رسول دونو بھائی تھے۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ اور بنی سلمہ کے حضرت معاذ بن جبلؓ دونو بھائی تھے۔

حضرت ابوبکرؓ اور بنی حارث بن خزرج کے حضرت خارجہ بن زید دونو بھائی تھے۔

حضرت عُمر بن خطاب اور بنی سالم بن عوف کے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ تعالیٰ

عنہما دونو بھائی تھے۔

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح اور بنی عبدالاشہل کے حضرت سَعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونو بھائی تھے۔

حضرت عبدالرحمن بن عَوف اور بنی حارث بن خزرج کے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت زُبیر بن العوام اور بنی عبدالاشہل کے حضرت سلمہ بن سلامہ بن دقش رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت عثمان بن عفّان اور بنو نجّار کے حضرت اُویس بن ثابت بن منذر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور بنی سلمہ کے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت سعید بن زید اور بنو نجار کے حضرت ابیُ بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت مصعب بن زبیر اور بنو نجار کے حضرت ابوایوب خالد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ اور بنی عبدالاشہل کے حضرت عباد بن بشر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

بنی مخدوم کے حلیف حضرت عمّار بن یاسر اور بنی عبدالاشہل کے حلیف بنی یمان قبیلہ کے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

کہتے ہیں بلکہ حضرت عمّار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب بنی حارث بن خزرج کے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت ابوذر بن جنادہ غفاری اور بنی ساعدہ بن کعب خزرج کے حضرت منذر بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

ابن ہشام نے کہا میں نے ایک سے زیادہ علماء سے سُنا ابوذر برین بن جنادہ نہیں جندب بن جنادہ ہیں۔

بنی اسد بن عبدالعزیٰ کے حلیف حضرت حاطب بن ابی بلتعہ اور بنی عمرو بن عوف کے حضرت عریم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

حضرت سلمان فارسی اور بنُو حارث خزرج کے حضرت ابودرداء عویمر بن ثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونو موذن حضرت بلال اور حضرت ابورویحہ بن عبدالرحمن خثعمی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھائی بھائی تھے۔

ابنِ اسحاق نے کہا ہمارے لئے یہ وہ نام ہیں جن کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ سے اُخوّت قائم فرمائی اور ابن اسحاق کی حدیث سوائے حضرت سعد بن ابی وقاص کے عشرہ مبشرہ کو متضمن ہے اور مہاجرین وانصار کے مابین اِس مواخات کی وجہ سے مہاجرین سے غُربت کی وحشت دُور ہوگئی اور اُن کی آپس میں مُوانست ہوگئی۔

اس سے پہلے عقبہ بن عامر کی حدیث سوائے سعید بن زید کے عشرہ مبشّرہ کو متضمن ہے پس عشرہ مبشّرہ کے لئے مواخات حاصل ہوگئی اور اِس بھائی چارے سے مہاجرین کے درمیان موانست قائم ہوگئی اور ایک دُوسرے سے شدید محبّت ہوگئی۔

ابن اسحاق نے مہاجرین کی مواخات کا اِختصاراً ذکر کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان اور حضرت عثمان اور حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے مابین، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے درمیان، حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہ کے درمیان، معاویہ

بن ابوسفیان اور حتات مجاشعی رضی اللہ عنہما کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور اِس سیاق کا اختلاف مکررات پر دلالت کرتا ہے۔ واللہ اعلم یعنی یہ مواخات ایک سے زیادہ مرتبہ قائم ہوئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان، حمزہ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مابین، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان، میرے اور اپنی ذاتِ اقدس کے مابین مواخات قائم فرمائی۔ اِس کی تخریج خلعی نے کی۔"

دُنیا وآخرت میں بھائی

ابوعمر بن عبدالبر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہاجرین کے درمیان اخوت قائم کی پھر مہاجرین وانصار کے درمیان بھائی چارا قائم فرمایا اور دونوں اُخوّتوں کے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے فرمایا! تو دُنیا وآخرت میں میرا بھائی ہے، اس کے اور میری ذات کے درمیان اُخوّت ہے۔

طبرانی نے اپنی مُعجم میں روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان اُخوّت فرمائی شاید یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذَاتِ اقدس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان اُخوّت کے بعد دومرتبہ سے ایک مرتبہ ہو یا دُوسرے وقت میں ہو۔

مواخات میں اختلافِ روایات اِس کے مکرّر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ یہاں تک کہ ایک اُخوّت دو اور تین کے لئے ہو۔

دُوسرا باب

عشرہ مُبشّرہ اوراُن کے نَسب کا بیان اور اِس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نِسبت سے اُن کی اِجتماعی فضیلت ہے

''محمد بن احمد خلف رضی اللہ عنہ کی نظم میں اس شجر کی شاخوں کا بیان''

صلاۃ ربی دائماً والطیبین البررۃ
علی النبی المصطفی وآلہ والعشرۃ

فآلہ من فاطم ومن أخیہ حیدرۃ
وشیبۃ الحمد لھم أصل أطاب الثمرۃ

وبعدھم عثمان من عبد مناف الخیرۃ
ومن قصی لحق الزبیرۃ مردی الکفرۃ

سعد المفدی من کلاب وابن عوف آزرہ
صدیقنا وطلحۃ من مرۃ ما أشھرہ

فاروقنا من کعبھم سعید یقفو أثرہ
وعامر الأمین من فھر کمال العشیرۃ

رضی اللہ عنھم وأرضاھم أجمعین بمحمد وآلہ

ترجمہ!

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آلِ پاک اور عشرہ مبشّرہ پر میرے رب اور پاکیزہ نیک لوگوں کا ہمیشہ دُرود ہو۔

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آلِ پاک سیّدہ فاطمہ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی حضرت حیدر کرّار کرّم اللہ وجہہ الکریم سے ہے اس خُوشبودار اور پاکیزہ پھل کی اصل شیبۃ الحمد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

اِن کے بعد عبدِ مناف کی اصل سے حضرت عُثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور قصی کی اولاد سے حضرت زُبیر بن عوام کو اختیار کیا۔"

اُولاد کلاب سے حضرت سَعد بن ابی وقاص حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور ہمارے صدّیق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو منتخب کیا۔

اُن کے کعب سے ہمارے فارُوق حضرت عُمر بن خطاب اور حضرت سعید بن زید ہیں اور فہر کی اولاد سے عامر الامین حضرت ابوعبیدہ بن الجراح ہیں۔ پس یہ عشرہ مُبشرہ کامل ہوئے۔

اللہ تعالیٰ اُن سے راضی ہو وہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آلِ پاک کے ساتھ راضی ہوں۔"

اَرواحِ عشرہ کا تعلّق

یہاں تک نسب نامہ مُتفق علیہ ہے اور روایت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے عشرہ مبشرہ کی اَرواح کے دَرمیان اُن کی تخلیق سے پہلے اِجتماع فرمایا اور اُن کے اَنوار سے ایک پرندہ پیدا فرمایا جو جنّت میں ہے۔

اِس روایت وغیرہ کی تخریج ملاء وغیرہ نے کی۔

پس اللہ تعالیٰ نے ان کے درمیان اُن کی اَرواح کو اشباحا جمع فرمایا پھر اس کے درمیان اَشباح واَرواح کو نسب وصُحبت اور اُخوت ودوستی اور تراحم میں جمع فرمایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم کی صحبت میں پھر جنت میں،، اِس کا ذکر آگے آئے گا۔

سعید اور شقی

چُنانچہ جو سعید ہے اِن سب سے دوستی رکھتا ہے اور اِن میں سے کسی کا فرق نہیں اور اُن سے ہدایت حاصل کرتا ہے اور اُن کی رسّی سے وابستہ ہو جاتا ہے۔

اور شقّی وہ ہے جو اُن کے مابین مشاجرات میں غَور و فکر کرتا ہے اور اُن کے درمیان تفریق پیدا کرتا ہے اور اپنے نفس کی اتباع کرتا ہے اور اُن میں سے کسی ایک کو بُرا کہتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا شُکر اور احسان ہے کہ ہم اس سے پناہ مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے اس نعمتِ تمام و دوام کا سوال کرتے ہیں۔ آمین آمین

محبوب کے محبوب

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ ! لوگوں میں آپ کے نزدیک کون زیادہ محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا ! عائشہ

میں نے کہا ! مَردوں سے؟

آپ نے فرمایا ! ابوبکر

میں نے کہا ! پھر کون؟

آپ نے فرمایا ! عُمر

میں نے کہا ! پھر کون؟

آپ نے فرمایا ! عُثمان

میں نے کہا! پھر کون؟

آپ نے فرمایا ! علی بن ابی طالب

پس میں خاموش ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ جو چاہتا ہے پُوچھ لے؟

میں نے عرض کیا آپ کو علی کے بعد سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ نے فرمایا ! طلحہ پھر زُبیر پھر سعید پھر عبدالرحمٰن بن عوف پھر ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس روایت کی تخریج ملاء نے سیرت میں کی اور یہ روایت غریب ہے"

اور صحیح حدیث عمرو بن العاص کی ہے اُنہوں نے کہا میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

لوگوں میں آپ کو کون زیادہ محبوب ہے؟

آپ نے فرمایا ! عائشہؓ

میں نے کہا مَردوں سے؟

آپ نے فرمایا ! اُس کا باپ

میں نے کہا پھر کون؟

آپ نے فرمایا ! عُمر بن خطاب

اِس کی تخریج احمد مسلم اور ابوحاتم نے کی"

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُجھے ذات السلاسل کے لشکر میں بھیجا اور اُن لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عُمر بھی تھے۔ پس میرے نفس نے مُجھے کہا کہ مُجھے ابوبکر و عمر پر اس لئے بھیجا ہے کہ آپ کے نزدیک میری قدر و منزلت زیادہ ہے۔ پس میں آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کی یا رسول اللہ ! آپ کو لوگوں میں سے کون زیادہ محبوب ہے؟

تو آپ نے وہ حدیث بیان فرمائی۔

ابوحاتم نے بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں حضرت انس رضی

اللہ تعالیٰ عنہ روایت بیان کی ہے اور ممکن ہے کہ بیان پر اجمالاً حمل کیا ہو۔ اور مُردوں سے مُراد اِس ترتیب پر ہو۔ مگر ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ اُن سے پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے اصحاب میں سے کس کے ساتھ زیادہ محبّت تھی؟ اُنہوں نے فرمایا ابوبکر سے۔

کہا: پھر آپ کو کون زیادہ محبوب تھا؟

آپ نے فرمایا ! عُمر

کہا! پھر کون؟

آپ نے فرمایا! ابوعبیدہ بن الجراح۔

اِس کے بعد کے باب میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا بیان آئے گا۔

بیشک یہ اِس کے معارض نہیں کیونکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بذاتہٖ خبر دی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خبر اُن کے لئے قرائن احوال سے ظاہر ہے۔

صحابہ کے بُغض سے ڈرانے کے بیان میں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !اَے مسلمانوں کے گروہ اگر تُم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو یہاں تک کہ تُم کمان کی طرح ہو جاؤ اور خاموشی اِختیار کرو یہاں تک کہ تُم ,کیلوں کی طرح ہو جاؤ اور تُم نماز پڑھو یہاں تک کہ تُم سے سوار ٹھہر جائے۔ پھر تُم اَصحاب عشرہ سے بُغض رکھو تو اللہ تعالیٰ تُمہیں اوندھے مُنہ ضرور جہنّم میں گرائے گا۔ اِس کی تخریج ابوسعد نے کی ہے"

دس صحابہ کے لئے جنّت کی گواہی

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے

روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا !

ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنت میں

عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

طلحہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

زبیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

عبدالرحمٰن بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں

ابوعبیدہ بن الجراح (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) جنّت میں"

اِس روایت کی تخریج احمد ترمذی اور بغوی نے مَصابیح الحسان میں کی۔"

اور ابوحاتم نے جو تخریج کی ہے اُس میں تقدیم وتاخیر ہے۔ اور کہا کہ ابوعبیدہ کا اِس میں ذکر نہیں بیشک وہ جنت میں عشرہ کی طرف مائل ہیں مگر اِس حدیث میں میں کہتا ہُوں اِس میں اُس کا ذکر حدیث سعید کے بعد ترمذی اور دارقطنی کی روایت سے آئے گا جو ابوحاتم کے قول کو رد کرتا ہے۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دس جنّت میں ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنت میں علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں، زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، ابوعبیدہ بن الجراح اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم جنّت میں ہیں۔

تو ان کی تعداد نو ہے اور دسویں سے خاموش رہے۔ لوگوں نے کہا: اے ابا اعور! ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں دسواں کون ہے؟

اُنہوں نے کہا: مجھے تم نے اللہ کی قسم دی ہے دسواں ابو الاعور ہے جو جنّت میں ہے اِس کی تخریج ترمذی نے کی ہے اور کہا کہ بخاری نے کہا یہ پہلی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ یعنی حدیث عبدالرحمٰن۔

اور اُن ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قریش میں سے دس جنتی ہیں۔ ابوبکر، عمر، عثمان، علی، طلحہ، زبیر، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن مالک، ابوعبیدہ بن جراح، سعد بن مصیّب نے کہا کہ اُنہوں نے آخری شخص کا نام نہیں لیا۔

اِس کی تخریج دار قطنی نے کی اور دُوسرے طریق سے نقل کیا ہے اور طبرانی نے اُسے اپنی معجم میں ابنِ عمر اور سعد بن زید سے نقل کیا۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حُجرے میں تشریف لے گئے تو فرمایا: اے عائشہ! کیا میں تجھے خوشخبری سناؤں؟ اُنہوں نے کہا: ہاں یارسول اللہ!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تیرا باپ جنت میں ہے اور اُن کے رفیق حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔

عمرؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت نُوح علیہ السلام ہیں۔

عثمانؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق ہم ہیں۔

علیؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام ہیں۔

طلحہؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔

زبیرؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت سُلیمان بن داوٗد

علیہ السلام ہیں۔

سعید بن زیدؓ جنت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت مُوسیٰ بن عِمران علیہ السلام ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام ہیں۔

ابُوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنّت میں ہیں اور اُن کے رفیق حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔

پھر فرمایا: اَے عائشہ! میں سیّد المرسلین ہوں اور تیرا باپ افضل الصدّیقین ہے۔ اور تُو اُمّ المومنین ہے۔ ملاء نے سیرت میں اِس کی تخریج کی۔"

چوتھی فصل

عشرہ مُبشّرہ میں سے ہر ایک کے اَوصافِ حمیدہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

أرحم أمتي بأمتي أبو بكر

یعنی ابوبکر میری اُمت کے ساتھ زیادہ رحمدل ہیں

فيمن أحبهم فقد نجا ومن أبغضهم فقد هلك" أخرجه الملاء في سيرته.

وأقواهم في دين الله عمر

اللہ تعالیٰ کے دین میں مُسلمانوں کی قُوت عُمر ہیں۔

وأشدهم حياء عثمان

مُسلمانوں میں بہت حیاوالے عُثمان ہیں۔

وأقضاهم علي بن أبي طالب

مُسلمانوں میں بہترین فیصلہ کرنے والے علی ابن ابی طالب ہیں۔

ولكل نبي حواري وحواري طلحة والزبير

ہر نبی کے لئے حَواری ہیں اور میرے حَواری طلحہ اور زبیر ہیں۔

وحيث ما كان سعد بن أبي وقاص كان الحق معه

سَعد بن ابی وقاص جہاں کہیں بھی ہونگے حق اُن کے ساتھ ہوگا۔

وسعيد بن زيد من أحباء الرحمٰن

سعید بن زید رحمٰن کے مُحبّین میں سے ہیں۔

وعبد الرحمٰن بن عوف من تجار الرحمٰن

عبدالرحمن بن عوف رحمٰن کے تاجروں میں سے ہیں۔

وأبو عبيدة بن الجراح أمين الله وأمين رسوله

ابوعبیدہ بن جراح اللہ تعالیٰ کے امین اور اُس کے رسول کے امین ہیں۔

ہر نبی کے لئے راز ہے اور میرا رازدار معاویہ بن ابی سفیان ہے۔[1]

جو ان سے محبت کرے گا اُس کی نجات ہوگی اور جو ان سے بغض رکھے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى

یعنی بیشک وہ جن کے لئے ہمارا وعدہ بھلائی کا ہوچکا ہے۔

(سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۱)

اِس کی تفسیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اُن میں سے میں ہوں، ابوبکر وعمر اور عثمان، طلحہ وزبیر، سعد وسعید، عبدالرحمن اور ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

یہ روایت ابوالفرج نے اسباب نزول میں نقل کی۔

---

[1] حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ عشرہ مبشرہ میں شامل نہیں ہیں اس لیے یہ روایت محلِ نظر ہے کیونکہ اس باب میں عشرہ مبشرہ کے فضائل بیان کیے جارہے ہیں اور دس صحابہ کرام کے فضائل کے بعد ان کا ذکر روایت میں الحاقی ٹکڑا محسوس ہوتا ہے۔

باب سوم

عشرہ سے عِلاوہ عشرہ کا بیان

یہ بیان اُن کے علاوہ کے لئے بلا اِختصاص اَربعہ خُلفاء یا اُن کے بعض کے ہے۔

صِدیقیّت وشہادت کا اَثبات

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابو بکر وعمر، عثمان وعلی اور طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ حراء پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ نے ہِلنا شروع کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حرا ٹھہر جا تجھ پر نبی صدیق اور شہید کے علاوہ اور کوئی نہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ساتھ تھے۔ اِس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر نہیں کیا گیا۔

دونوں روایات کی تخریج مسلم نے کی اور اُس کی تخریج میں تفرّد ہے۔

ترمذی نے مناقب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ روایت بیان کی اور اُس میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر نہیں کیا اور کہا: اھدمکان اسکن۔ اور کہا یہ حدیث صحیح ہے اور ترمذی نے سعید بن زید سے روایت نقل کی ہے اور اس میں حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ عشرہ مبشرہ کے باقی تمام اَفراد کا ذکر کیا ہے۔ خلعی نے اس سے تخریج کی اور اِس میں یہ الفاظ بھی ہیں: میں بھائیوں کو گالی نہیں دیتا بلکہ اُن پر اللہ کی رحمت ہو یا فرمایا اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرمائے۔ پھر فرمایا وہ حراء پر تھے اور پہاڑ کانپنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا حراء ٹھہر جا۔ چنانچہ یہ مفہوم بیان کرتے ہوئے اُس نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ دیگر مبشّرین کا ذکر کیا ہے۔

حربی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ان لفظوں کے ساتھ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حِراء پر تشریف فرما تھے کہ پہاڑ کانپنے لگا۔ آپ نے فرمایا حراء ٹھہر جا تجھ پر نبی صدّیق اور شھید کے علاوہ کوئی نہیں اور اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سوائے اَبا عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیگر مُبشّرین کا ذکر کیا ہے۔

حافظ اسحاق بن ابراھیم بغدادی نے جس میں کبار نے صغار سے اور باپوں نے بیٹوں سے روایت کیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی اور اُس میں یہ الفاظ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی ابن ابی طالب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت زبیر حضرت طلحہ حضرت سعد اور حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہم حراء پر تھے اور پہاڑ کانپنے لگا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حِراء ٹھہر جا تُجھ پر نبی صدیق اور شھید کے علاوہ کوئی نہیں'' پس حراء ٹھہر گیا۔

ایسے ہی اس فصل میں اصحاب ثلاثہ کے مناقب بیان ہونگے جن میں مختلف پہاڑوں کا ذکر ہے اور اختلاف روایات کو اِس واقعہ کے بار بار ہونے پر محمول کیا جائے گا۔ واللہ اعلم۔

کیا تُو نے ہر روایت میں ہر پہاڑ پر ہونے والوں کی تعداد کا اختلاف اور ابوبکر کے لئے صدّیقیت کا ظاہر اثبات دیکھا اور اِس کے ساتھ وہ مشہور ہیں اور پانچ اُن حضرات کے لئے شھادت کا اَثبات ہے جو پہلی حدیث کو متضمن ہیں پس وہ مقتول شہید ہیں اور دوسرے تین جو باقی احادیث کو متضمن ہیں قتل نہیں ہوئے شاید وہ صدّیقیت میں داخل ہوں یا بغیر قتل کے دُوسرے معنوں میں شہید ہوں۔ واللہ اعلم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہلِ جنّت کو دیکھنا

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جنّت میں داخل ہونا اور اہل جنّت کو دیکھنا اور

آپ کا عشرہ مبشرہ سے بعض افراد کا تمام اُمّت کے ساتھ وزن کیا جانا اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو دیر ہونا۔

ابی امامہ باہلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں جنّت میں داخل ہوا تو اپنے سامنے اُس میں دھننے کی آواز سُنی پس میں نے کہا یہ کون شخص ہے؟ کہا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پس میں آگے بڑھا تو جنت میں فُقراء مہاجرین اور مسلمانوں کے بچوّں کی اکثریت کو دیکھا اور میں نے دولت مندوں اور عورتوں میں سے کسی کو نہ دیکھا۔ دولتمند تو جنت کے دروازے پر حساب دے رہے تھے اور عورتیں سُرخ سونے اور سُرخ ریشم کے لئے رُکی ہوئی تھیں۔ پھر ہم جنّت کے آٹھ دروازوں میں سے ایک دروازے سے نکلے تو وہاں میزان لگایا گیا۔ اُس کے ایک پلے میں مُجھے اور ایک پلے میں میری اُمت کو بٹھایا گیا تو میرا پلّہ بھاری تھا۔ پھر ایک پلے میں ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اور ایک پلے میں میری اُمت کو بٹھایا گیا تو ابوبکر کا پلّہ بھاری رہا پھر ایک پلے میں عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ایک پلّے میری تمام اُمت کو بٹھایا گیا تو عُمر کا پلاّ بھاری نکلا پھر میرے سامنے میری اُمّت کے ایک ایک شخص کو پیش کیا گیا اور وہ گزرتے رہے اور عبدالرحمٰن بن عوف کو دیر ہوگئی وہ لوگوں کے بعد آئے تو کہا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ قُربان۔ قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ آپ کی طرف میری خُلاصی نہ ہورہی تھی یہاں تک کہ مُجھے گمان ہوا کہ میں آپ کی طرف نہیں دیکھ سکوں گا۔ مگر مُشیبات کے بعد آپ نے فرمایا کیا بات ہے؟ اُنہوں نے کہا اپنے زیادہ مال کا حساب دینے کی بنا پر۔

آپ کے رُفقاء و نجباء کا بیان

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہر نبی کو سات نجیب و رفیق عطا فرمائے گئے یا فرمایا رقباء عطا فرمائے گئے اور مُجھے چودہ عطا فرمائے گئے ہیں۔

ہم نے کہا وہ کون ہیں حضرت علی نے فرمایا ! میں، میرے بیٹے جعفر، حمزہ، ابوبکر، عمر، مصعب بن عمیر، بلال، سلمان، عمار اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ اس کی تخریج ترمذی نے کی۔ اور تمام رازی نے فوائد میں ان لفظوں کے ساتھ نقل کیا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! بیشک مُجھ سے پہلے ہر نبی کو سات نجیب وزیر اور رفیق عطا کیئے گئے اور مُجھے چودہ عطا کیئے گئے۔ حمزہؓ، جعفرؓ، ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ، حسنؓ، حُسینؓ اور سات قریش سے ابن مسعودؓ، عمارؓ، حذیفہؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ قُریش کی تعداد پر دونوں حدیثیں مُتفق ہیں۔ ترمذی نے حضرت مصعب بن عُمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام زائد کیا اور جو اِن کے علاوہ ہے اُس میں اِختلاف کیا ہے۔

ترمذی نے پانچ کا ذکر کیا ہے اور اُس میں حُذیفہ ابوذرؓ اور مقداد کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ علقمہ اور اِن تین کا ذکر کیا ہے۔ ابنِ مسعودؓ، عمارؓ، اور بلالؓ جبکہ مصعب اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر نہیں کیا۔ ان دونوں احادیث سے پندرہ افراد کا اِجتماع ہوتا ہے اور دونوں میں سے کسی ایک میں پہلی حدیث کے ضمن میں چودہ کی تعداد پُوری نہیں ہوتی بلکہ ترمذی نے بارہ کا ذکر کیا ہے۔ اور تمام رازی نے تیرہ کی تعداد بتائی ہے۔

اِمام احمد بن حنبل نے بھی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تفصیل کے ساتھ اس روایت کا ذکر کیا ہے اور اُس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ اُن سے بعض لوگوں نے پُوچھا وہ کون ہیں؟ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں اور میرے بیٹے حسن و حُسینؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، عقیلؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، مقدادؓ، سلمانؓ، عمارؓ، طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم پس اُنہوں نے قریش میں سے گیارہ اور اُن کے علاوہ تین کا ذکر کیا۔

ابن سمان نے بھی موافق میں تعداد کی تفصیل بتائی ہے اور اِمام احمد بن حنبل کی حدیث میں تغیّر لفظی سے کہا کہ حضرت علی نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کوئی نبی

ایسا نہیں جسے سات نجباء رفقاء نہ عطا کئے گئے ہوں۔ اور مُجھے چودہ عطا کئے گئے ہیں۔ سات قُریش سے علی، حسن، حُسین، حمزہ، جعفر، ابو بکر اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور سات مہاجرین سے عبداللہ بن مسعود، سلمان، ابوذر، مقداد، حذیفہ، عمار اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

ایک روایت میں یہ چودہ ہیں۔ ابو بکر، عُمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حُسین، حمزہ، جعفر، ابن مسعود، بلال، عمار، ابوذر اور سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا صیغہ مذکر میں داخل ہونا مذکر کے غلبے کی وجہ سے ہے تو بیشک اُن کا صیغہ اُن کے ساتھ ڈوبا ہوا ہے اور کلام میں خوشگوار ہے۔ اور اِس سے قومِ لوط اور اس کی اَمثال تکذیب ہوتی ہے اور اُن میں عَورت اور مذکر کے لئے مخصوص الفاظ ہیں پس قریش میں عُثمان، طلحہ، زبیر اور عقیل چاروں کا ذکر دونوں حدیثوں میں اُن کو متضمن نہیں۔ چُنانچہ مجموعی احادیث سے اُن چودہ کو جمع کیا گیا ہے۔ ابو بکر، عمر، عثمان، علی، فاطمہ، حسن، حُسین، جعفر، عقیل، حمزہ، طلحہ، زبیر اور مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم تیرہ افراد قریش سے ہیں اور ابن مسعود، عمّار، سلمان، ابوذر، مقداد، بلال اور حذیفہ رضی اللہ عنہم دیگر مہاجرین سے ہیں"

جان لو میں ان سے خُوش ہوں

سھل بن مالک رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اپنے دادا کی روایت بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجۃ الوداع سے تشریف لائے تو آپ نے منبر پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا: اے لوگو! مُجھے ابو بکر سے کوئی بُرائی نہیں پہنچی پس اُس کے لئے یہ بات جان لو اے لوگو میں عُمر عُثمان علی طلحہ بن عبید اللہ زبیر بن العوام سعد بن مالک عبدالرحمن بن عوف اور اولین مہاجرین سے خوش ہوں پس اُن کے لئے یہ بات جان لو۔

اِس روایت کی تخریج خلعی نے اور حافظ دمشقی نے اپنی معجم میں کی ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! أرحم أمّتي بأمّتي أبو بكر یعنی ابوبکر میری اُمت کے ساتھ زیادہ رحم

دل ہیں اور عمران میں اللہ کے دین میں سخت ہیں۔ اور عُثمان اُن میں بہت سچے حیا والے ہیں۔ اور ابیؒ بن کعب اُن میں اللہ کی کتاب کے قاری ہیں اور زید بن ثابت ان میں فرائض کو زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور معاذ بن جبل ان میں حلال وحرام کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

جان لیں کہ ہر اُمت کے لئے ایک امین ہے اور اس اُمت کے لئے امین ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ اِس روایت کی تخریج ابُوحاتم اور ترمذی نے کی۔ اور کہا یہ حدیث غریب ہے۔

طبرانی نے اِسے نقل کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

ارحم امتی بامتی وارفق امتی لامتی عمرو اقضی امتی علی بن ابی طالب۔

پھر باقی حدیث بیان کی جس معنوں کی حدیث اوپر بیان ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اچھے مرد ابوبکر ہیں، اچھے مرد عمرؓ ہیں، اچھے مرد معاذ بن عمرو بن جموع ہیں، اچھے مرد معاذ بن جبلؓ ہیں، اچھے مرد ابوعبیدہ بن جراح ہیں۔

اِس کی تخریج ابوحاتم نے کی۔ اور ترمذی نے یہ روایت نقل کی اور اس میں مزید ہے کہ اُسید بن حفیر اچھے مرد ہیں پس ثابت بن قیس بن شماس اچھے مرد ہیں۔

اور اِن میں سے ایک دوسرے کے نام آگے پیچھے ہیں۔ اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

صحابہ پر دُرود

ابی نجامر سکسکی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

الٰہی! ابوبکر پر دُرود بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے۔

الٰہی! عمرؓ پر رحمت بھیج کیونکہ وہ تُجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے۔

الٰہی! عثمان پر دُرود بھیج کیونکہ وہ تُجھ سے اور تیرے رسول سے محبت کرتا ہے۔

الٰہی! ابوعبیدہ پر درود بھیج کیونکہ وہ تجھ سے اور تیرے رسول سے محبّت کرتا ہے۔

الٰہی! عمر بن عاص پر رحمت بھیج کیونکہ وہ تیرا اور تیرے رسول کا مُحبّ ہے۔

اِس روایت کی تخریج خلعی نے کی۔''

محبوب کون؟

شقیق سے روایت ہے کہا: میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پُوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ کون صحابی ہیں جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب تھے؟

اُنہوں نے فرمایا! ابوبکر۔

میں نے کہا: پھر کون؟

فرمایا ! عمرؓ

میں نے کہا: پھر کون؟

فرمایا! ابوعبیدہ بن جراح۔

میں نے کہا! پھر کون؟ تو آپ خاموش ہوگئیں۔ یہ روایت ترمذی نے بیان کی اور کہا یہ حسن صحیح ہے۔

صحابہؓ کے لئے حضور کی دُعائیں

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

الٰہی! تُونے میری اُمّت کے لئے میرے صحابہ میں برکت فرمائی پس اُن کی برکت سلب نہ فرمانا اور اُنہیں ابوبکر پر جمع کر دینا اور وہ اُس کے حکم سے مُستزاد نہ ہوں اور ابوبکر ہمیشہ اپنے اَمر پر تیرے اَمر کو موثر رکھے۔

الٰہی! عمرؓ بن خطاب کو عزت دینا، عثمان کو صبر دینا، علی کو توفیق دینا، طلحہ کو بخش دینا، زبیر

کو ثابت قدم رکھنا، سعد کو سلامتی دینا، عبد الرحمٰن کو عزت و توقیر دینا اور اُصحابِ مہاجرین و انصار سے سابِقون الاوّلون اور نیک تابعین کا میرے ساتھ الحاق رکھنا اور تُو نے میرے اُصحاب کے لئے ابوبکر میں برکت رکھی پس اُن کی برکت سلب نہ فرمانا اور اُن کو اُس پر جمع رکھنا۔

رشتے داروں کے لئے جنّت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا ! میں نے اپنے رب سے اپنے اصحاب کے لئے جنت کا سوال کیا تو یقیناً عطا فرمادی۔

اِس روایت کی تخریج ابوالخیر حاکمی قزوینی نے کی، ابوعمرو ابن عبدالبر نے الاستیعاب میں کہا کہ یہ حدیث ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں نے اپنے رَب سے سوال کیا کہ میرے رشتہ مُصاحرت والوں میں سے کسی کو دوزخ میں داخل نہ کرنا۔

اور اِس فضیلت میں جمیع قریش داخل ہیں اور اُمید ہے کہ یہ اَمر قیامت تک قائم رہے گا جس کی مصاحرت آپ کی ذُرّیتِ طاہرہ ہوگی۔

جنّت میں صحابہ کے گھر

ابن ابی اوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا: اَے اصحابِ محمد! اللہ تعالیٰ نے رات کو مُجھے تمہارے گھر دکھائے اور تمہارے گھر میرے گھر سے قریب ہیں۔ پھر آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف توجّہ فرمائی اور فرمایا:

اے علی! کیا تو اس پر خوش ہے کہ تیرا گھر میرے گھر کے ساتھ اس طرح ہوگا جس طرح دو بھائیوں کے گھر ملے ہوئے ہوتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا ہاں! یارسول اللہ، پھر وہ رونے لگے۔

پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کی طرف توجّہ دی اور فرمایا! میں اُس شخص کا اور اُس کے باپ کا اور اُس کی ماں کا نام جانتا ہوں کہ جب وہ جنّت میں داخل ہوگا تو جنّت کا ہر بالا خانہ اور ساقی خانہ مرحبا مرحبا کہے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ کون خوش قسمت ہوگا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ ابوبکر بن ابی قحافہ ہے۔

پھر آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجّہ ہوئے تو فرمایا: اَے ابا حفص! بیشک میں نے جنت میں ایک سفید محل دیکھا جس کے کنگرے سفید موتیوں کے تھے۔ میں نے رضوان سے پُوچھا یہ محل کس کا ہے؟

اُس نے کہا! قُریش کے ایک جوان کا۔ مُجھے گمان ہوا کہ میرے لئے ہے تو اُس نے کہا یہ عُمر بن خطاب کے لئے ہے۔ پس مُجھے اُس میں داخل ہونے سے نہیں روکا گیا مگر تیری غَیرت کو جاننے کے ساتھ اَے ابا حفص۔ حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سُن کر رونے لگے اور عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قُربان آپ کے لئے غیرت کیسی۔"

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عُثمان غنی رضی اللہ عنہ کی طرف اِلتفات فرما کر کہا: اَے عثمان! ہر نبی کا ایک رفیق ہوتا ہے اور تُو جنّت میں میرا رفیق ہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی طرف متوجّہ ہوکر فرمایا: اَے ابا عبداللہ ! وہ کیا چیز تھی جو تُو نے میرے اصحاب کے درمیان بغل میں چُھپا رکھی تھی؟

اُنہوں نے کہا! یارسول اللہ مُجھ سے لغزش ہوگئی تھی کہ آپ میرے مال کے بارے میں پُوچھیں گے کہ وہ کہاں ہے اور اس میں کونسی چیز ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تُو نے اُسے خرچ کر دیا اور تیرا گمان تھا کہ میں تجھے نہیں دیکھ رہا ہوں؟

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ! یارسول اللہ مصر سے سواونٹوں کا ایک تجارتی قافلہ آیا ہے آپ گواہ رہیں میں وہ اُونٹ مع مال واسباب کے اہل مدینہ میں صدقہ کررہاہوں شاید اللہ تبارک وتعالیٰ مُجھ سے تخفیف فرمادے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف متوجّہ ہوتے ہوئے فرمایا ! ہر نبی کے ساتھ دوحَواری ہوتے ہیں اور میرے حواری تُم دونو ہو۔''

اِس روایت کی تخریج قاضی ابوبکر یوسف بن فارس نے کی۔

جُمعۃ المبارک کا خُطبہ نہ چھوڑنے والے

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جُمعۃ المبارک کے دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ مدینہ منورہ میں ایک تجارتی قافلہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام اصحاب قافلہ کی طرف چلے گئے یہاں تک کہ بارہ افراد باقی رہ گئے جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت عُمر تھے۔''رضی اللہ تعالیٰ عنہما''

اِس روایت کی تخریج مُسلم نے کی اور اس کے ساتھ تفرد ہے۔

کِسے خلیفہ بناتے؟

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُن سے پُوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی کو اپنا خلیفہ بناتے تو وہ کون ہوتا؟

اُنہوں نے فرمایا! ابوبکر۔

پُوچھا! پھر کون ہوتا؟

فرمایا! عمرؓ۔

پُوچھا! پھر کون ہوتا؟

فرمایا! ابوعبیدہ بن جراح پھر بات ختم کردی۔''اس روایت کی تخریج مسلم نے کی۔''

نزول آیات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد

اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ

یعنی وہ جو اللہ و رسول کے بلانے پر حاضر ہوئے۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۷۲)

اِس کی تفسیر میں فرمایا! یہ آیت ستّر افراد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اُن میں حضرت ابوبکر و عمر اور زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں''

اِس روایت کو واحدی اور ابوالفرج وغیرہما نے بیان کیا۔

اللہ تعالیٰ کے ارشادِ پاک

وَاِذَا جَآءَكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِنَا

اور جب تُمہارے حضُور وہ حاضر ہوں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں۔

(سورۃ الانعام آیت ۵۴)

اِس کی تفسیر میں عطاء رضی اللہ عنہ نے کہا! یہ آیتِ کریمہ ان افراد کے حق میں نازل ہُوئی ہے حضرت اُبوبکر، حضرت عُمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت حمزہ، حضرت جعفر، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوعبیدہ، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت سالم، حضرت ابی سلمہ، حضرت ارقم ابن ابی ارقم، حضرت عمار اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اِس روایت کو ابوالفرج نے اَسباب نزول میں نقل کیا ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد !

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ

اور ہم نے اُن کے سینوں سے کینے کھینچ لیے۔

(سورۃ الاعراف آیت ۴۳)

آیت کی تفسیر میں فرمایا! یہ آیتِ کریمہ حضرت اُبوبکر، حضرت عُمر، حضرت عُثمان،

حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعید بن زید اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

اس کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی۔

جاہلیت کی کُدورت ختم کردی

اس قسم کی روایت ابو صالح نے بیان کی، ابی جعفر نے کہا، یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہُوئی ہے اُن سے پُوچھا گیا یہ کون سی کدورت تھی، کہا یہ زمانہ جاہلیت کی کُدورت تھی جو بنی ہاشم، بنی تیم اور بنی عدی کے درمیان دورِ جاہلیت میں موجود تھی، پس جب یہ لوگ اسلام لے آئے تو اِن سے محبّت ہوگئی اور حضرت حسَن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت اہلِ بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد

فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ

یعنی میرے اُن بندوں کو خوشخبری سُناؤ جو کان لگا کر سنیں پھر اس کے بہتر پر چلیں۔

(سورۃ الزمر آیت ۱۷۔۱۸)

اِس کی تفسیر میں حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا! جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تو اُن کے پاس عبدالرحمٰن بن عوف، عُثمان، طلحہ، زبیر، سعید بن زید اور سَعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئے اور اُن سے پُوچھا تو اُنہوں نے انہیں اپنے اِیمان کی خبر دی تو وہ اِیمان لے آئے پس یہ آیت نازل ہوئی، قول ابو بکر، فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ،،

اللہ تعالیٰ کے ارشاد !

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ

(سورۃ الحدید آیت ۱۹)

اِس کی تفسیر میں ضحاک نے کہا کہ وہ آٹھ ہیں حضرت ابو بکر، حضرت علی، حضرت زید، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد، حضرت حمزہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اللہ تعالیٰ نے اِن کے ساتھ اُس نویں کو شامل کیا ہے جب اُس کی نیت کی سچّائی کو جان لیا۔

مجاہد نے کہا! ہر وہ شخص صدّیق ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اِیمان لایا اور یہ آیت تلاوت کی مقاتلان نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو رسولوں میں شکایت نہیں کرتے جب اُنہیں رسالت کی خبر پہنچی تو اُنہوں نے ایک ساعت بھی اُن کی تکذیب نہ کی، یہ سب واحدی نے بیان کیا اور اُبوالفرج نے اسبابِ نزول میں اِس کی تخریج کی۔

حضرت اِمام جعفر صادق بن حضرت اِمام محمد باقر علیہما السلام اپنے آباءَ الکرام سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ؕ وَالَّذِیْنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ ابو بکر ہیں۔

اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ حضرت عُمر ہیں،

رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ حضرت عثمان ہیں۔

تَرٰھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا حضرت علی ابن ابی طالب ہیں۔

یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا طلحہ و زبیر ہیں۔

سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

(سورۃ الفتح آیت ۲۹)

اس کی تخریج ابن السمان نے الموافق میں کی،،

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تبارک وتعالیٰ کے ارشاد:

لَا تَجِدُ قَوۡمًا يُّؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ يُوَآدُّوۡنَ مَنۡ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ

یعنی تم نہ پاؤ گے اُن لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں اُن سے جنہوں نے اللہ ورسول سے مخالفت کی۔

(سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے، بدر کے دن اُن کے بیٹے نے اُن کو میدان میں پکارا تو عرض کی یارسول اللہ! مجھے لشکر کی اگلی صفوں میں بلایا گیا ہے ؟

آپ نے فرمایا ! اے ابوبکر اپنی ذات سے ہمیں فائدہ پہنچا کیا تو جانتا ہے کہ تو مجھے میری سمع اور بصر کی طرح ہے۔

اور یہ آیت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے بدر کے دن اپنے ماموں عاص بن ہشام بن مغیرہ کو قتل کیا تھا۔

اور یہ آیت حضرت علی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے بدر کے دن شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔

اور یہ آیت حضرت ابی عبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے اُحد کے دن اپنے باپ عبداللہ بن جراح کو قتل کیا۔

اور یہ آیت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں ہے کہ اُنہوں نے اُحد کے دن اپنے بھائی عبید بن عمیر کو قتل کیا اور یہ آیت بھی۔

وَلَوۡ كَانُوۡۤا اٰبَآءَهُمۡ اَوۡ اَبۡنَآءَهُمۡ اَوۡ اِخۡوَانَهُمۡ اَوۡ عَشِيۡرَتَهُمۡ

اور اگر وہ اُن کے باپ یا اُن کے بیٹے یا اُن کے بیٹے یا ان کے بھائی یا اُن کے کنبے والے ہوں۔

(سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

باب چہارم

چاروں خُلفاء کرام رضی اللہ عنہم کے مخصوص فضائل

اللہ تعالیٰ کا اُنہیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی صحبت کے لئے پسند کرنے کی خصوصیّت کا بیان۔

چاروں کو اللہ نے پسند کیا ہے

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے اَصحاب کو دونوں جہان پر پسند فرمایا اور میرے لئے میرے چار اَصحاب کو پسند فرمایا اور وہ ابوبکر و عمر اور عثمان و علی ہیں۔ پس اُنہیں میرے بہتر اصحاب مقرر کیا اور میرے اَصحاب کو تمام اَصحاب میں بہتر بنایا اور میری اُمّت کو اُمتوں پر پسند فرمایا اور میری اُمت کے چار زمانے پسند فرمائے یعنی پہلی، دوسری، تیسری اور چوتھی قرن۔''

اِس روایت کو بزار نے اپنی مُسند میں نقل کیا اُن سے عبدالحق نے احکام میں بیان کیا اور ابن سمان نے اِسے اپنی کتاب موافق میں مُختصراً نقل کیا ہے اور کہا آپ نے فرمایا !

میرے اَصحاب کو سوائے اَنبیاء وُمرسلین کے تمام جہانوں کے اولین اور آخرین پر پسند فرمایا ہے۔

تُم سے مُنہ نہ پھیریں

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا اَے علی ! مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ میں ابوبکر کو وزیر، عمر کو مشیر، عُثمان کو سہارا اور تُجھے اپنا مددگار بناؤں، پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم چاروں کے

متعلق اُمّ الکتاب میں وعدہ لیا ہے کہ تم سے محبت نہیں کرے گا مگر مومن اور تم سے بغض نہیں رکھے گا مگر فاجر، تم میری نبوت کے خلفاء ہو میرے ذمہ کی بیعت لینے والے ہو اور میری اُمت پر حجت ہو، میری اُمت کے لوگ نہ تم سے مقاطعہ کریں نہ تم سے منہ پھیریں اور نہ تمہاری نافرمانی کریں۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی اور اسے حضرت حذیفہ سے دوسرے طریق پر بھی روایت کیا۔

چاروں کی محبّت مومن کے دل میں جمع ہوگی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! ابوبکر وعمر اور عثمان وعلی چاروں کی محبّت سوائے مومن کے دل کے جمع نہیں ہوگی۔

اِس روایت کو ابن سمان اور ناصر سلامی نے نقل کیا۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! اِن چاروں سے محبّت کرنے والے اللہ کے دوست ہیں اور اِن سے بُغض اور نفرت کرنے والے اللہ کے دُشمن ہیں۔

اس کی تخریج ملاء نے کی۔

چاروں حضور کو کیسے ہیں؟

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ابوبکر میرا وزیر ہے اور میری اُمّت میں قائم ہے، عُمر میرا حبیب ہے اور میری زبان بولتا ہے عُثمان مجھ سے ہے اور علی میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابنِ سمان نے موافق میں کی۔"

چاروں کی عظمت

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحمت کرے، اُس نے اپنی بیٹی کو میری زوجیت میں دیا اور مجھے دارِ ہجرت تک لے کر آیا اور غار میں میرا ساتھی بنا اور اپنے مال سے اِس نے بلال کو آزاد کروایا۔

اللہ عمر پر رحم کرے وہ حق کہتا ہے، اگر چہ تلخ ہو۔ اُس نے اپنا حق اور اپنا پیارا مال چھوڑ دیا۔

اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم فرمائے، اُس سے ملائکہ حیاء کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ علی پر رحم فرمائے، الٰہی ! جِدھر وہ جائے اُس طرف حق کو پھیر دے۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے اور خلعی ابنِ سمان نے کی۔

شانِ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم منبر پر چڑھے تو اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا ! میں تمہیں اپنے اصحاب میں اختلاف کرتے ہُوئے دیکھتا ہُوں جب کہ تُم جانتے ہو کہ میری اور میرے اہلبیت کی اور میرے اصحاب کی محبت اللہ تعالیٰ نے میری اُمت پر قیامت تک فرض کر دی ہے۔

پھر فرمایا ! ابو بکر کہاں ہیں ؟ اُنہوں نے کہا یا رسول اللہ ! میں یہاں ہُوں۔

آپ نے فرمایا ! میرے قریب آؤ پھر آپ نے اُنہیں سینے سے لگایا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا، ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آنسو آپ کے رُخساروں پر بہہ رہے ہیں۔

پھر آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا ! اَے مُسلمانوں کے گروہ یہ ابو بکر

ہے، یہ شیخ المہاجرین والانصار ہے، یہ میرا ساتھی ہے، اِس نے میری اُس وقت تصدیق کی جب لوگوں نے میری تکذیب کی اور اُس وقت مجھے پناہ دی جب لوگوں نے مجھ سے مُنہ پھیر لیا اور بلال کو اپنے مال سے خرید کر آزاد کیا۔ پس اِس سے بُغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہو اور تُم میں سے موجود شخص غیر موجود کو (یہ بات) پہنچا دے۔

پھر فرمایا ! اَے ابوبکر بیٹھ جاؤ بیشک اللہ تعالیٰ تیرے لئے یہ جانتا ہے۔

اِعزازِ فاروق رضی اللہ عنہ

پھر فرمایا ! عُمر بن خطاب کہاں ہیں ؟ حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہا یارسول اللہ ! میں یہاں ہُوں۔

آپ نے فرمایا ! میرے قریب آ جاؤ، وہ قریب ہوئے تو آپ نے اُنہیں سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو چُوما اور ہم نے دیکھا کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخساروں پر آنسو بہہ رہے ہیں، پھر آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑا اور بلند آواز سے فرمایا ! اُے مسلمانوں کی جماعت ! یہ عُمر بن خطاب ہے، یہ شیخ المہَاجرین والانصار ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اِسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں، یہ وہ شخص ہے جس کے قلب وزبان اور ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے حق اُتارا ہے، اِس شخص نے اپنا حق چھوڑ دیا ہے اور اپنا پیارا مال دے دیا ہے، یہ شخص سچ کہتا ہے اگرچہ کڑوا ہو یہ شخص اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈرتا اِس کے رعب سے شیطان الگ ہو جاتا ہے اور یہ اہلِ جنّت کا چراغ ہے پس اِس سے بُغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اُس سے بری ہے اور میں اُس سے بری ہوں۔

شانِ عثمان رضی اللہ عنہ

پھر فرمایا ! عُثمان بن عفّان کہاں ہیں ؟ پس عُثمان رضی اللہ عنہ اُٹھے اور کہا یارسول

اللہ! میں یہاں ہوں، آپ نے فرمایا! میرے قریب آؤ پس وہ قریب ہوئے تو آپ نے سینے سے لگا کر اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور ہم نے دیکھا کہ آپ کے آنسو رُخساروں پر بہہ رہے ہیں اور پھر آپ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا، اے معاشر المسلمین یہ مہاجرین و انصار کا شیخ ہے، اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں اسے اپنی سند اور دو بیٹیوں پر داماد بناؤں اور اگر میرے پاس تیسری بیٹی ہوتی تو اِس کے نکاح میں دے دیتا، یہ وہ شخص ہے جس سے ملائکہ آسمان پر حیاء کرتے ہیں اور اِس سے بُغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے۔

مقامِ علی المرتضیٰ علیہ السلام

پھر آپ نے فرمایا! علی ابن ابی طالب کہاں ہیں؟ پس وہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ! میں یہاں ہوں۔ آپ نے فرمایا! میرے قریب آجاؤ، وہ قریب ہوئے تو اُنہیں سینے سے لگایا اور اُن کی پیشانی کو بوسہ دیا اور آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوکر آپ کے رُخساروں پر بہہ رہے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بلند آواز سے فرمایا: اے گروہِ مُسلمین! یہ شیخ المہاجرین والانصار ہے، یہ میرا بھائی، ابنِ عم اور داماد ہے، یہ میرا گوشت اور خُون اور بال ہے، یہ جنت کے جوانوں کے سردار حسن و حُسین سبطین کا باپ ہے، یہ مجُھ سے مصیبتوں کو دُور کرنے والا ہے یہ اللہ کا شیر ہے اور زمین میں اللہ کے دشمنوں پر اللہ کی تلوار ہے۔

پس اِس سے بُغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اُس شخص سے بری ہے اور میں بھی اُس سے بری ہُوں۔

تم میں سے جو موجود ہے وہ غائب کو پہنچادے پھر فرمایا! یا اباحسن بیٹھ جائیں بیشک اللہ تعالیٰ تیرے لئے یہ جانتا ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابوسہل نے شرف نبوت میں کی۔

چاروں کی محبّت نماز کی طرح فرض ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے تم پر ابو بکر و عُمر اور عُثمان و علی کی محبّت اُسی طرح فرض کی ہے جس طرح تم پر نماز، زکوٰۃ اور روزے اور حج فرض ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

چاروں کی محبّت پر مرنے کی دُعا مانگو

محمد بن وزیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے آپ کے قریب ہو کر کہا ! السّلام علیک یا رسول اللہ،،

آپ نے مجھے فرمایا ! وعلیک السّلام اے محمد بن وزیر! تیری کوئی حاجت ہے ؟
میں نے عرض کی: ہاں یا رسول اللہ! میں کثیر العیال اور غریب آدمی ہوں آپ مجھے ایسی دُعا کی تعلیم دیں جس کے ساتھ میں سفر وحضر میں دُعا کروں اور اُس کے ساتھ اپنے اُمور میں مدد طلب کروں۔

آپ نے فرمایا ! بیٹھ جا۔ یہ تین کلمات ہیں ان کے ساتھ ہر سختی کے وقت اور نماز کے وقت دعا کرنا۔ کہا کہ پھر آپ نے مجھے فرمایا کہو !

یاقدیم الاحسان ویامن کل احسانه فوق کل احسان و
یامالك الدنیا والآخرت

پھر آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا ! کوشش کر تیری موت اسلام اور سُنت پر ہو اور ان چاروں کی محبت پر ہو یہ ابو بکر ہیں، یہ عُمر ہیں، یہ عثمان ہیں اور یہ علی ہیں ان سے محبت کرنے والے کو آگ نہیں پکڑ سکے گی۔

انبیاء کی نظیریں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایسا کوئی نبی نہیں جس کی نظیر میری اُمّت میں نہ ہو۔

پس ابوبکر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

عُمر بن خطاب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

عُثمان بن عفان حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہیں۔

علی بن ابی طالب میری اپنی نظیر ہیں۔

اِس روایت کی تخریج خلعی نے اور ملاء نے سیرت میں کی۔

طینت چاروں کی

حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابوبکر وعمر کو ایک مٹی سے تخلیق فرمایا ہے اور عثمان وعلی کی تخلیق ایک مٹی سے کی ہے۔ اخرجہ فضائل عمر۔

خمیر چاروں کا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ! مجھے جبریل نے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اُن کے جسم میں رُوح داخل کی تو مجھے حکم دیا کہ جنّت کا سیب لیکر اِس کے حلق میں نچوڑ دے پس جب میں نے سیب اُن کے مُنہ میں نچوڑا تو یا محمد ! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے اُس کے پہلے نُقطے سے آپ کو تخلیق فرمایا۔ دوسرے سے ابوبکر کو تیسرے سے عمر کو، چوتھے سے عُثمان کو اور پانچویں نُقطے سے علی کو پیدا فرمایا۔

حضرت آدم علیہ السلام نے کہا ! یہ کون صاحبانِ کرامت ہیں ؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا! یہ پانچوں جسم تیری ذُرّیت سے ہیں اور یہ میرے نزدیک میری تمام مخلوق سے مکرّم ہیں کہا کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش ہوئی تو اُنہوں نے کہا الٰہی! ان پانچوں اشباح کی حُرمت سے جنہیں تُو نے فضیلت عطا فرمائی ہے میری توبہ قبول فرما پس اللہ تعالیٰ نے اِس پر توبہ قبول کرلی۔

عرش پر پانچ نُور تھے

امام محمد بن ادریس شافعی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا! میں ابوبکر، عمر، عثمان اور علی حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے ایک ہزار سال قبل یمینِ عرش پر انوار تھے پس جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ہمیں اُن کی پُشت میں جاگزیں فرمایا اور ہم ہمیشہ پاک اَصلاب وارحام میں منتقل ہوتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے صُلبِ عبداللہ میں منتقل کیا، ابوبکر کو صُلب اُبی قحافہ میں، عُمر کو صُلب خطاب کی طرف، عُثمان کو صُلب عفانؓ کی طرف اور علی کو صُلبِ ابی طالب کی طرف منتقل فرمایا۔ پھر تمہیں میرے اصحاب پسند کیا تو ابوبکر کو صدیق، عُمر کو فاروق، عُثمان کو ذُوالنُّورین اور علی کو وصی مقرر فرمایا پس جو میرے اصحاب کو گالی دیتا ہے وہ مجھے گالی دیتا ہے جو مجھے گالی دیتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کو گالی دیتا ہے اُسے وہ مُنہ کے بل آگ میں گرائے گا۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے اپنی سیرت میں کی۔

جب قیامت قائم ہوئی

ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا زمین شق ہونے پر سب سے پہلے میں نکلوں گا پھر ابوبکر، پھر عمر، پھر عثمان، پھر علی، پھر اہلِ بقیع آئیں گے، پھر اہلِ مکہ کا انتظار کروں گا تو وہ زمین سے نکلیں گے پھر مخلوق قائم ہوگی۔

اِس روایت کی تخریج ملاء نے کی۔

حضرت عثمانؓ کا حساب نہیں ہو گا

ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے سنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی پہلے کون حساب دے گا ؟

آپ نے فرمایا ! اَے ابو بکر تو۔

عرض کی! پھر کون ؟ آپ نے فرمایا ! عُمر

عرض کی! پھر کون ؟ آپ نے فرمایا ! علی

عرض کی! تو عثمان؟ آپ نے فرمایا ! میں نے اُس کا حساب اپنے رب سے سوال کر کے اپنے لئے ہبہ کروالیا اُس کا حساب مجھے بخش دیا گیا ہے اِس روایت کی تخریج الجندی نے کی۔

تشریح: ابو بکر حافظ بغدادی نے کہا ! دوسری روایت میں ہے کہ میری حاجت کو مخفی طور پر پُوری کر یہ اللہ تعالیٰ سے حضرت عثمان کا حساب پوشیدہ طور پر لینے کا سوال ہے تو دو روایات کے درمیان تضاد نہیں بلکہ پہلی روایت اُن کا حساب لوگوں کے درمیان جبراً لینے کے سوال پر محمول ہوگا، تو آپ کیلئے ہبہ ہوا، اس کے اور اُس روایت کے درمیان اِس کا اجتماع ہے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں بعض طرق سے آئی ہے کہ اُن کا حساب نہیں ہوگا، یہ روایت اُن کے خصائص میں آئے گی اور سب سے پہلے حساب لینے کے معنی یہ ہوں گے کہ اُن کو سب سے پہلے حساب کے لئے اُٹھایا جائے گا کیونکہ سب سے پہلے زمین اُن کے لئے شق ہوگی جیسا کہ پہلے بیان ہوا پھر حساب نہیں ہوگا۔

جنّت کی بشارت

ابی حذیفہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تلاش کیا ؟

آپ کو مدینہ منورہ کے احاطہ میں درخت یا کھجور کے درخت کے نیچے استراحت فرماتے پایا، مجھے آپ کو بیدار کرنا گوارا نہ ہوا میں نے کھجور کے پتوں کو توڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے۔ پھر آپ نے مجھے فرمایا ! جنت کی بشارت ہو، دوسرے کو، تیسرے کو اور چوتھے کو بشارت ہو، پس ابو بکر آئے تو انہوں نے اُحاطہ کے پیچھے سے اجازت طلب کی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلام کا جواب دیتے ہوئے اُنہیں جنّت کی بشارت دی۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا اور آپ نے اُنہیں بھی جنت کی بشارت دی۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُنہوں نے بھی ایسا ہی کیا اور آپ نے اُنہیں بھی جنت کی بشارت دی۔

پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم آئے اور اُنہوں نے بھی ویسا ہی کیا تو آپ نے اُنہیں بھی جنت کی بشارت دی۔

اس روایت کو ابو بکر اسماعیلی نے معجم میں نقل کیا ہے۔

تین اشخاص جنّتی ہیں

کعب بن عجرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! کیا میں تجھے جنتی اشخاص کی خبر دوں ؟

ہم نے عرض کی ! ہاں یارسول اللہ ! آپ نے فرمایا ! نبی جنت میں، صدیق جنت میں اور وہ شخص جو اپنے جنتی بھائی کی اللہ کی راہ میں زیارت کرتا ہے، اس روایت کی تخریج خثیمہ بن سلیمان نے کی اور اس سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے صدیقیت اور باقی تینوں اشخاص کے لئے شہادت کا اثبات ہوتا ہے۔

جنت میں داخل ہونے والے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکیہ لگائے مدینہ منوّرہ کے دروازے سے نکلے، آپ نے بایاں ہاتھ مبارک حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر رکھا ہوا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے سامنے تھے۔ آپ نے فرمایا! یہ سب جنّت میں داخل ہوں گے اور جو اِن میں فرق کرتا ہے اُس پر اللہ کی لعنت ہے۔

کوثر پلانے والے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میرے حوض کے چار ارکان ہیں۔

پہلا رکن ابوبکر کے ہاتھ میں ہوگا، دوسرا عُمرؓ کے ہاتھ میں ہوگا جبکہ تیسرا عُثمان کے ہاتھ میں اور چوتھا علی کے ہاتھ میں ہوگا، پس جو ابوبکر سے محبّت اور عُمر سے بُغض رکھے گا، اُسے ابوبکر پانی نہیں پلائیں گے اور جو علی کا محبّ اور عُثمان کا مُبغض ہوگا اُسے علی پانی نہیں پلائیں گے اور جو ابوبکر سے محبّت کرے گا تو بیشک وہ دین پر قائم ہوگا اور جو عُمر سے محبّت کرے گا اُس کا راستہ واضح ہوگا اور جو حضرت عُثمان سے محبّت کرے گا وہ اللہ کے نُور کے ساتھ طاہر ہوگا اور جو حضرت علی سے محبت کرے گا بے شک وہ عُروۃ الوثقیٰ سے تمسّک کرے گا۔

اِس روایت کو ابوسعد نے شرفِ نبوّت میں نقل کیا اور اِسے غیلانی نے روایت کیا اور کہا! اِن چاروں کا مقام محبوب ہے۔

جنّت میں داخل کرنے والے

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! منادِ قیامت کے دن عرش کے نیچے سے منادی کرے گا، اصحابِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہاں ہیں؟ پھر ابوبکر وعمر اور عثمان و علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم آئیں گے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کہا جائے گا جنّت کے دروازے پر ٹھہر جائیں اور جسے چاہیں اللہ کی

رحمت کے ساتھ داخل کریں اور جسے چاہیں اللہ کے علم کے ساتھ بُلائیں اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے کہا جائے گا ! میزان کے پاس ٹھہر جائیں، جسے چاہیں اللہ کی رحمت کے ساتھ بھاری کریں اور جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ ہلکا کریں اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دو حُلّے آئیں گے اور اُنہیں کہا جائے گا دونوں پہن لیں۔ میں نے دونوں کو تیرے لئے اُس وقت بنایا جب آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عصائے مزین عطا کیا جائے گا جو اُس درخت سے بنایا گیا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جنت میں لگایا ہوا ہے۔

عرش پر کیا لکھا ہے؟

حضرت امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہما السلام اپنے باپ اور دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، کیا میں تمہیں عرش پر لکھے ہوئے کی خبر دوں، ہم نے کہا! ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا ! عرش پر لکھا ہوا ہے۔ لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ، ابوبکر الصدیق، عمر الفاروق، عثمان الشہید، علی الرضا۔

ابو سعد نے اِس روایت کی تخریج شرف نبوت میں کی۔

لِواءُ الحمد پر کیا لکھا ہے؟

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لواء الحمد کے بارے میں پُوچھا۔ آپ نے فرمایا ! اُس کے تین پرت ہوں گے، اُن دونوں میں سے ہر گوشہ آسمان اور زمین کے درمیان ہوگا۔ پہلے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سُورۃ فاتحہ لکھی ہوگی، دُوسرے پر لا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ مرقوم ہوگا اور تیسرے پر ابوبکر صدیق، عُمر فاروق، عُثمان ذوالنُورین اور علی المرتضیٰ لکھا ہوگا۔

اس روایت کی تخریج ملاء نے کی۔

خلافتِ راشدہ تیس سال رہے گی

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا میرے بعد خلافت تیس سال ہے پھر بادشاہی ہوگی، فرمایا! ابوبکر کی خلافت دو سال، عمر کی خلافت دس سال، عثمان کی خلافت بارہ سال اور علی کی خلافت چھ سال ہوگی۔

علی بن جعد نے کہا ! میں نے حماد سے کہا۔سفینہ خلافت کے رُک جانے کے قائل ہیں کہا!ہاں۔

اِس روایت کی تخریج ابوحاتم نے کی اور یہ اُس سے مغائرت رکھتی ہے۔جس کا ذکر خلافتِ علی میں اہلِ تاریخ نے کیا اور بیشک وہ چار سال آٹھ ماہ ہے۔

اور صحیح مدت ولایت میں چار سال ہیں اور بیشک یہ دوسال تین ماہ دس دن حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے، دس سال چھ ماہ پانچ دن خلافتِ عمر کے، بارہ دن کم بارہ سال خلافت عثمان کے اور چار سال آٹھ ماہ خلافتِ علی کے اور اِس مدت پر تیس سال کی قربت کا اطلاق ہوگا۔

یا پھر حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولایتِ محسوبہ کی مُدّت اِس مدّت سے ہے اور اُس سے تیس سال کی تکمیل ہوئی۔

خلافتِ نبوّت تیس سال ہے

حضرت سعد بن ابی خثیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! خبردار اور بیشک میرے بعد چار خُلفاء ہیں اور میرے بعد خلافتِ نبوّت و رحمت تیس سال ہے پھر خلافت پھر بادشاہت، پھر جبریہ اور طواغیت پھر عدل و انصاف اور خبردار اِس اُمت کا اوّل وآخر بہتر ہے، اِس روایت کی تخریج ابوالخیر قزوینی حاکمی نے کی۔

خاتمِ خلافت

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے اِس خلافت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر کھولا اور دوسرے خلیفہ عمر ہیں اور تیسرے خلیفہ عثمان ہیں اور اسے میرے ساتھ ختم کیا اور نبوت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختم فرمائی۔

اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت تک دُنیا سے تشریف نہیں لے گئے جب تک کہ آپ نے مجھ سے یہ عہد لیا کہ میرا امر میرے بعد ابوبکر کو ملے گا پھر عمر کو پھر عثمان کو پھر میری طرف آئے گا اور لوگ مجھ پر مجتمع نہیں ہوں گے۔

اور آپ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وصال نہیں فرمایا! یہاں تک کہ مجھ پر یہ راز ظاہر فرمایا کہ میرے بعد میری ولایت ابوبکر کو ملے گی پھر اس مفہوم کی حدیث بیان فرمائی جو پہلے بیان ہوئی اور اِس میں یہ نہیں کہا کہ علی پر لوگ جمع نہیں ہوں گے۔

تشریح: اور اِس حدیث میں اُس روایت سے بعد ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے چھ ماہ پیچھے رہے اور اس کی نسبت اس عرصہ بعید کی مثل میں حدیث بھول جانے کی طرف کی جائے گی کہ پھر اُنہوں نے حضرت عثمان کے امر خلافت میں توقف فرمایا جو اِس کی تائید کرتا ہے کہ آپ کو حدیث بھول گئی تھی اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس پر عہد لیا تھا تو آپ توقف نہ فرماتے۔

خلافت ملے تو کیا کرو گے

ابوبکر ہذلی نے اپنے اشیاخ سے جس چیز کی خبر دی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا ! اے ابوبکر اگر میرے بعد

تجھے امر خلافت ملے تو تُو کیسے کرے گا ؟

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس سے پہلے مجھے موت آجائے۔

آپ نے فرمایا ! اَے عمر تو کیسے کرے گا ؟

حضرت عُمر نے عرض کی ! میں ہلاک ہو جاؤں۔

جب آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پُوچھا تو اُنہوں نے عرض کی ! کھاؤں گا اور کھلاؤں گا اور تقسیم کروں گا اور بے انصافی نہیں کروں گا۔

آپ نے فرمایا ! علی تو کیسے کرے گا ؟

اُنہوں نے عرض کی ! اُس قدر کھاؤں گا جس سے زندہ رہ سکوں آواز پست رکھوں گا، پھلوں کو تقسیم کروں گا اور انگشت نمائی سے بچوں گا۔

آپ نے فرمایا ! تُم سب عنقریب مجھے ملو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال تُمہیں دکھائے گا۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے الموافق میں کی۔

آسمانی ڈول کا پانی

سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت۔ ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت۔ میں عرض کی یارسول اللہ ! میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ آسمان سے ڈول اُترا پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُنہوں نے اُس سے تھوڑا سا پانی پیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُنہوں نے اُسے کھینچا اور سیراب ہو کر پانی پیا۔ پھر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُنہوں نے اُسے کھینچا اور پیاس بجُھائی پھر اُس سے اُس پر کوئی چیز گر پڑی پس یہاں تک کہ سَیراب ہو کر پیا پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو اُس کی رسی پکڑ کر کھینچا تو وہ مضطرب ہو گئی پس آپ نے پانی پیا۔ اخرجہ الخجندی۔

تشریح: تھوڑا پانی پینے سے آپ کی کم مُدّتِ خلافت کی طرف اشارہ ہے اور یہ دو سال ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدت خلافت دس سال ہے۔

کھیتی اور اُس کا مشجر

وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ ۚ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سُوقِهِ

اور اُن کی مثل انجیل میں جیسے کھیتی کہ اُس نے اپنی سُوئی نکالی پھر اُس نے اپنی سُوئی کو قوی کیا اور پھر وہ اور موٹی ہوئی اور پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی۔

(سورۃ الفتح آیت ۲۹)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں!

"زَرْعٍ" یعنی کھیتی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

"شَطْأَهُ" یعنی اُس کی سوئی حضرت ابوبکر صدیق ہیں۔

"فَآزَرَهُ" یعنی سوئی کی قوت، حضرت عمر فاروق ہیں۔

"فَاسْتَغْلَظَ" ۔یعنی سُوئی کی طاقت ور ہونا تو یہ حضرت عثمان کے ساتھ ہے اور اُس کو کاٹنے پر سیدھی کھڑی ہونا حضرت علی کے ساتھ ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

اِس روایت کی تخریج جوہری نے اور امالی میں ابن عبد اللہ نے کی ہے۔

سورۃ وَالعَصر کی تفسیر

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ اُنہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سورۃ "والعصر" پڑھ کر عرض کی یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان اِس سورت کی تفسیر کیا ہے؟

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

(سورۃ العصر آیت ا۔ ۳)

آپ نے فرمایا ! وَالْعَصْرِ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دن کے آخر کے ساتھ قسم ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ سے مراد ابو جہل بن ہشام۔

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد ابو بکر صدّیق ہیں۔

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سے مُراد عُمر فاروق اور وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ سے مراد عثمان بن عفان ہیں۔

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں۔

ابنِ عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موجودگی میں حضرت ابو بکر و عمر اور عثمان و علی کی افضلیت بیان کرتے تھے۔

اِس روایت کی تخریج ابو الحسن حزی نے کی،،

حضرت علی سے ترتیبِ افضیلت

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں عرض کی اے امیر المومنین ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد لوگوں میں بہتر کون ہے؟

آپ نے فرمایا ! ابو بکر۔

میں نے عرض کی! پھر کون ؟

آپ نے فرمایا ! عمر

میں نے عرض کی ! پھر کون ؟

آپ نے فرمایا ! عثمان

میں نے عرض کی ! پھر کون ؟

آپ نے فرمایا ! میں۔

اِس روایت کی تخریج ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں کی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے خطاب کرتے ہوئے ایک طویل خطبہ کے آخر پر فرمایا جان لو بیشک اُن کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خیر النّاس ابوبکر صدیق ہیں پھر عُمر فاروق پھر عثمان ذوالنورین اور پھر میں۔ اس کے ساتھ تمہاری گردنوں اور تمہاری پشتوں کے پیچھے ماروں گا پس تمہارے لئے مجھ پر کوئی حجت نہ ہوگی، یعنی اگر تم انکار کروگے تو میں اِس چھڑی کے ساتھ ماروں گا۔

اِس روایت کو ابن سمان نے موافق میں نقل کیا،

خُلفاء کی پہچان

حضرت علی ابن ابی طالب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ میرے خلفاء پر رحم فرمائے ؟

لوگوں نے کہا ! یارسول اللہ آپ کے خلفاء کون ہیں؟

آپ نے فرمایا ! جو میرے بعد آئیں گے اور میری اَحادیث اور میری سُنّت کو اُن میں دیکھیں گے تو لوگ اُسے جان لیں گے۔

اِس روایت کی تخریج نظام الملک نے کی اور اُس کے یہ الفاظ ہیں اگرچہ عام بات ہوگی لیکن قرینہ سے خاص ہو جائے گی اور جملہ پر اُسے محمول کرنا اُن پر تعمیم سے زیادہ قریب ہے۔ واللہ اعلم۔

خُلفائے اَربعہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی نظر میں

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی

عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا ! خدا اُن پر رحم فرمائے وہ قرآن کی تلاوت کرنے والے، شر کو مٹانے والے، منکر سے روکنے والے، معروف کا حکم دینے والے، اللہ کے لئے صبر کرنے والے، فحشاء کی طرف میلان نہ کرنے والے، قائم اللّیل، صائم النّہار، اللہ کے دین کو جاننے والے، اللہ سے ڈرنے والے، محارم سے اِجتناب کرنے والے، موبقات سے خرچ کرنے والے، اپنے ساتھیوں پر فوقیت رکھنے والے، رعایت اور قناعت کرنے والے، زیادہ احسان کرنے والے امانت دار تھے جو اُن پر طعن کرے اللہ تعالیٰ اُسے قیامت تک عقوبت میں رکھے۔

پوچھا! جب وہ خلیفہ تھے تو اُن کی مُہر کا نقش کیا تھا ؟

فرمایا ! عبد ذلیل لرب جلیل۔

پوچھا ! حضرت عمر کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں ؟

فرمایا ! اللہ تعالیٰ ابی حفص پر رحم فرمائے، خدا کی قسم! وہ اسلام کے حلیف، یتیموں کی پناہ گاہ، محلِ ایمان، منتہی الاحسان، اپنی مجلس میں بیٹھے ہوئے کمزوروں کے ماویٰ، خلفاء کی دائی، حق کا قلعہ، لوگوں کے مددگار، اللہ کے حق کے ساتھ صبر کے ساتھ احتساب کرنے والے، یہاں تک کہ دین ظاہر ہوا اور دیار فتح ہوئے اور اللہ تعالیٰ عزوجل کا ذکر تلال و بقاع تک پہنچا، نرمی سختی میں اللہ کے لئے باوقار، ہر وقت اُس کا شکر کرنے والے پس اللہ تعالیٰ اُن سے بغض رکھنے والے پر قیامت تک گرفتِ عقوبت رکھے۔

پوچھا ! جب وہ خلیفہ تھے تو اُن کی مُہر کا نقش کیا تھا ؟

فرمایا ! اُس پر نقش تھا۔ ''اللہ المعین لمن صبر''

پوچھا ! آپ حضرت عثمان کے حق میں کیا کہتے ہیں ؟

فرمایا ! اللہ ابی عمرو پر رحم فرمائے۔ خُدا کی قسم ! وہ نیکوں کے افضل، خدّام کے اکرم، بہت زیادہ استغفار کرنے والے، صُبحوں کے ساتھ جاگنے والے، ذکرِ جہنّم کے وقت جلد آنسو

بہانے والے، اس میں ہمیشہ فکر کرنے والے، شب و روز مدد کرنے والے، ہر بزرگی کو لپک کر حاصل کرنے والے، ہر نجات کی طرف کوشش کرنے والے، ہر ہلاکت سے بھاگنے والے، وفی، نقی، حفی، جیشِ عسرت کیلئے سامان دینے والے، صاحبِ بئر رومہ۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہیں اللہ تعالیٰ انہیں شہید کرنے والے پر قیامت تک اپنی گرفت قائم رکھے۔

پوچھا ! ان کی خلافت کے زمانہ میں ان کی مہر کا نقش کیا تھا ؟

فرمایا ! اس پر لکھا تھا ''اللھم احینی سعیدا و امتنی شھیدا'' پس خدا کی قسم ! وہ زندگی میں سعید رہے اور شہادت کی موت پر فائز ہوئے۔

پوچھا ! آپ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے حق میں کیا کہتے ہیں ؟

فرمایا ! اللہ تعالیٰ ابی الحسن پر رحم فرمائے۔ خدا کی قسم وہ علم الھدیٰ، کھف التقیٰ طود النھیٰ، محل الحجی، عین الندیٰ اور علمِ وریٰ کے منتہی تھے۔ وہ اندھیروں میں چمکتا ہوا نور تھے، وہ حجتِ عظمیٰ کی طرف بلانے والے، وہ عروۃ الوثقیٰ پکڑے ہوئے، تقوے کا خلعت اور رِدا زیبِ تن کرنے والے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد شہیدِ نجویٰ سے مکرّم ہونے والے، صاحبِ قبلتین، ابو سبطین، زوجِ خیر النساء، پس ان پر کسی کو فوقیت نہیں، میری آنکھوں نے ان کی مثل کسی کو نہیں دیکھا اور نہ کسی کو ان کی مثل سنا۔ جنگ میں شجاعت کے پیکر، اقران اور گیدڑوں کے ابطال کے لئے قتال کرنے والے، پس ان سے بغض رکھنے والے پر اللہ تعالیٰ کی اور اس کے بندوں کی قیامت تک لعنت ہو۔

پوچھا ! ان کی خلافت کے زمانہ میں ان کی مہر کا نقش کیا تھا ؟

فرمایا ! اس پر لکھا تھا ''اللہ الملک''

اِس روایت کی تخریج کمال اصفہانی اور ابوالفتح قواس نے کی۔

خلفاءِ اربعہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی نظر میں

مفصل بن عمر اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا !

بیشک حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اُن کا دل مشاہدۂ ربوبیّت سے بھرا ہُوا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اُس کے علاوہ کوئی موجود نہ تھا، وہ لَآ اِلٰہ اِلاَّ اللہ کا وِرد کثرت سے کرتے تھے۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ کی عظمت کے پہلو میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو چھوٹی اور حقیر سمجھتے اور غیر اللہ کے لئے تعظیم کو نہ دیکھتے اُن کا وِرد اکثر طور پر اللہ اکبر ہوتا۔

اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ! اللہ تعالیٰ کے ماسواء کو معلول دیکھتے جب اُس کا رجوع فناء کی طرف ہو اور وہ سوائے اللہ تعالیٰ کے تنزیہہ کو نہ دیکھتے اُن کا وِرد سبحان اللہ تھا۔

اور حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہما کائنات کے ظہور کو اللہ تعالیٰ سے دیکھتے اور قیام کائنات کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھتے اور کائنات کا رُجوع اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے اُن کا اکثر کلام الحمد للہ تھا۔

اس روایت کو الخجندی نے اربعین میں نقل کیا۔

خلفاء کی موافقتِ رسول

روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مُجھے تُمہاری دُنیا سے تین چیزوں سے محبت ہے خُوشبو، عوٗرت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضرت ابوبکر نے عرض کی یارسول اللہ! میں بھی دُنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں، آپ کے رُخِ انور کی زیارت کرنا، آپ پر خرچ کرنے کے لئے مال جمع کرنا، آپ کی طرف آپ کی قرابت کے ساتھ توسّل حاصل کرنا۔

حضرت عُمر نے عرض کی یارسول اللہ! میں دُنیا کی تین چیزوں سے محبّت کرتا ہوں بھوکے کو کھانا کھلانا، پیاسے کو پانی پلانا، اور برہنہ کو کپڑے پہنانا۔

حضرت علی ابن ابی طالب نے عرض کی یارسول اللہ! میں نے دُنیا سے تین چیزیں پسند کی ہیں، گرمیوں میں روزے رکھنا، غرُوبِ آفتاب کے وقت پڑھنا اور آپ کے سامنے تلوار کی ضرب لگانا۔

اِس روایت کی تخریج الجخندی نے کی۔

باب پنجم

اصحابِ ثلاثہ کے مخصوص فضائل

آپس میں موازنہ اور ایک دُوسرے کا رُجحان

قبل ازیں تیسرے باب میں اِس سے قدرے بیان ہو چکا ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی میں نے خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک ترازو اُترا ہے اُس میں آپ کو اور ابوبکر کو وزن کیا گیا تو آپ کا پلہ بھاری تھا، پھر ابوبکر اور عمر کو وزن کیا گیا تو ابوبکر بھاری تھے۔ پھر حضرت عمر اور حضرت عثمان کو تولا گیا تو عُمر کا پلہ بھاری تھا پھر ترازو کو اُٹھالیا گیا۔ فاستالھا یہ آپ کو پسند نہ تھا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! یہ خلافتِ نبوت ہے پھر اللہ تعالیٰ جسے چاہے عطا فرمائے۔

اِسے ابو داوٗد اور بغوی نے مصابیح فی الحسان میں روایت کیا اور حافظ دمشقی نے موافقات میں نقل کیا۔

خثیمہ بن سلیمان نے یہ الفاظ زائد بیان کئے کہ جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے استفسار فرمایا ! کیا تُم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے ؟

ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ! میں نے دیکھا گویا کہ آسمان سے ایک ترازو اُترا پس ایک پلّے میں آپ اور ایک پلّے میں ابوبکر بیٹھے تو آپ کا پلّہ نیچے تھا اور ابوبکر کا پلّہ اُٹھ گیا۔ جب عمر کو ابوبکر کے ساتھ تولا گیا تو عمر کا پلہ اُونچا ہو گیا۔ پھر حضرت ابوبکر اُٹھ گئے اور حضرت عمر کے ساتھ حضرت عُثمان کو تولا گیا تو حضرت عثمان کا پلّہ اُونچا ہو گیا۔ اور یہ قول کہ فاستاء لھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،بعض نے کہا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کی ناپسندیدگی پر محمول ہوگا کہ افضلیت وکنارہ کے دَرجات کا حصر کیا جائے اگرچہ اس سے زیادہ ہوں پس اللہ تعالیٰ ہی تفصیل کو جانتا ہے،فساہ کے بارے میں بیان ختم ہوا۔

تمام اُمّت کے ساتھ ہر ایک کا پلّہ بھاری ہونا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح کو سورج طلوع ہونے کے بعد ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ نے فرمایا ! میں نے فجر سے پہلے دیکھا گویا کہ مجھے مقالید وموازین عطا کردیئے ہیں ۔ مقالید تو یہ چابیاں ہیں اور موازین ترازو جس میں میرے ساتھ میری اُمت کو تولا گیا تو میرا پلہ بھاری تھا، پر ابوبکر آئے تو میری اُمت کو اُن کے ساتھ وزن کیا گیا تو ابوبکر بھاری تھے پھر عمر آئے تو اُمّت کے ساتھ اُن کا وزن کیا گیا تو عمر کا پلہ بھاری تھا پھر عثمان آئے تو اُنہیں اُمت کے ساتھ تولا گیا تو عثمان کا پلہ بھاری تھا پھر ترازو کو اُٹھالیا گیا۔

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں کی۔

ایک روایت میں ہے کہ اُن سے مکان وزن کیا گیا تو اُن کے ساتھ بھاری ہوا۔ اِس کی تخریج ابوالخیر قزوینی نے اربعین میں کی ۔ میں کہتا ہوں ! تمام اُمّت کے اتفاق پر اُن میں سے ہر ایک اپنی خلافت کے اِعتبار سے تمام اُمت پر بھاری ہے گویا، کہ اُن کے ساتھ بیٹھنا اور اُن کے ساتھ اُٹھانا اور میزان کا اُٹھ جانا اِختلاف کی طرف اشارہ ہے۔

اس روایت اور اُس روایت کے درمیان تضاد نہیں جو آگے آئے گی جس میں خلافتِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اور اُن کے مناقب پر استدلال ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں نے رات کو خواب میں دیکھا جیسا کہ میرے اَصحاب سے تین کا وزن کیا گیا ہے۔

پس ابوبکر کو تولا گیا تو پُورا وزن تھا، پھر عُمر کو تولا گیا تو پُورا وزن تھا، پھر عثمان کو تولا گیا تو ہمارے دونوں اصحاب سے کم وزن تھا اور وہ صالح ہے۔

تشریح: اِس کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی اِن دونوں کو ہر ممکن حد تک دونوں حدیثوں کے مابین متغائر معنوں پر حمل کیا جائے گا اور یہ دونوں کے ملا دینے سے بہتر ہے۔

آپ کا فرمان! رجح یعنی بھاری ہونا۔ معنی مذکور پر حمل ہوگا۔ اور آپ کا قول! فَوُزِنَ، یعنی پورا وزن ہوا۔ اُن کی آراء کی رائے کے لئے موافقت پر محمول ہوگا تو بے شک حضرت عثمان کی رائے کو ابو بکر و عمر سے وزن کیا جائے تو اُن دونوں کی رائے اُس کے ساتھ موزون و معتدل آئے گی وہ دنوں رائے میں اُس کی مخالفت نہیں کرتے۔ اور اگر بادی النظر میں اتفاق اِس کے خلاف ہوگا تو دونوں صَواب والوں میں اُس کی طرف رجوع کریں گے دونوں اُس کی رائے کا حق کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں گویا کہ اُس کے ساتھ ہیں جیسا کہ دونوں نے مرتدین کے قتال میں اور اس قسم کے معاملات میں کیا۔ اور یہ معنیٰ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملہ میں نہیں ہیں تو بے شک وہ بہت سے واقعات میں اُن کی رُائے کے مخالف تھے اور اُن کی طرف اُنہوں نے رجوع نہیں کیا بلکہ اُن پر اپنے انکار پر اصرار کیا۔

یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے باوجود اس کے وہ حق پر تھے جس کی وہ احادیث شاہد ہیں جو ان کے خصائص میں آئیں گی باوجود اس کے وہ ایک صالح شخص تھے اس پر یہ حدیث شاہد ہے پس ان کا وزن کم ہونا اس چیز سے ہے جو شیخین کے ان کے مُوازنہ سے قبل ثابت ہے اور یہ اس اعتبار سے ہے جس کا ہم نے ذکر کیا نہ یہ کہ ان کی رائے میں نکلے ان کا نکلنا حق پر ہوگا اور وہ کیسے حق سے نکل سکتے ہیں جب کہ وہ صالح شخص تھے پس حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے احوال میں کامل تھے ان سے حق سے کوئی چیز نہیں نکلی۔ اور ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس اصل میں اشتراک کے ساتھ زُہد و ورع اور اس قسم کی مزید بزرگی میں ملاسبت کے ساتھ ان سے اکمل تھے پس حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کمی ان دونوں کی اکملّیت سے ہے اس کے علاوہ سے نہیں پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں میں سے ہر ایک اُمت کے ساتھ بھاری ہونگے اور اُمتّوں کا وزن مذکورہ اِعتبارات سے ہے اور

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا امت کے ساتھ بھاری ہونا اور ان سے پورا نہ ہونا اعتبار مذکور کے ساتھ ہے

اور اسے ان کے درمیان موازنہ پر حمل کرنا ممکن نہیں جیسا کہ اس شخص کا خواب دو وجہوں کے لئے مقدم ہے

اوّل۔ یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کی رائے کی اُمت کے ساتھ موازنہ کی خبر دی ہے تو یہ اس پر پہلی قید پر مطلقاً محمول ہوگا دوسرے موازنہ کے اِعتقاد سے اس شخص کے خواب کی موافقت کے لئے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنفسہ خبر نہیں دی۔

دوم۔ یہ کہ سیاق نقط اس پر اس کے حَمل سے خبر دیتا ہے تو بیشک آپ نے فرمایا۔ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تولا گیا تو وہ پُورا اُترا تو اس کا معنیٰ اس تقدیر پر ہوگا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ وزن کیا گیا تو اس کے ساتھ بھاری نکلا جیسا کہ اس شخص کے خواب میں ہے پھر فرمایا کہ عمر کو تولا گیا تو پُورا اترا یعنی حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ پھر فرمایا کہ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تولا گیا تو اس کا اِقتضاء یہ ہے کہ انہیں بغیر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تولا گیا کیونکہ پہلے جملہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ان کو تولا گیا ہے تو اس خواب میں ان کے علاوہ کا ذکر نہیں پس جس کا ہم نے پہلے ذکر کیا اسی طرف لوٹنا ہوگا۔

اَصحابِ ثلاثہ کا نام عرش پر

حضرت امام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے آباؤ اَجداد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا میں نے معراج کی رات عرش پر لکھا ہوا دیکھا۔

لَا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق ظلماً شہید کئے گئے عثمان ذوالنورین۔

[illegible] کی تخریج دیباج نے کی اور ابو سعد نے اسے شرف النبوۃ میں نقل کیا اور اُس

میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا ذکر بھی کیا جس کا بیان پہلے باب میں گذر چکا ہے۔

اصحابِ ثلاثہ کا نام جنّت کے ہر پتے پر

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جنت کے ہر درخت کے پتے پر لکھا ہوا ہے، لَا اِلٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان ذوالنورین۔

اس روایت کی تخریج صاحبِ دیباج اور امام ابوالخیر قزوینی نے کی ہے۔

کنکروں کا تسبیح پڑھنا

حضرت سوید بن یزید سالمی سے روایت ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس میں اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا میں نے اِسے غنیمت جانا اور اُن کے پاس بیٹھ گیا اور کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قوم کا حال بیان کریں؟

اُنہوں نے فرمایا! نہیں میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں سوائے خیر کے کوئی بات نہیں کروں گا بعد اُس کے کہ جو بات میں نے اُن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاں دیکھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ کی خَلوتوں میں پیروی کرتا تھا آپ ایک دن ایسے اور ایسے مقام تک تشریف لے گئے اور وہاں بیٹھ گئے تو میں نے حاضرِ خدمت ہو کر سلام عرض کیا اور آپ کے پاس بیٹھ گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوذر تیرے ساتھ کیا چیز آئی ہے؟

میں نے کہا ! اللہ تعالیٰ اور اُس کا رسول۔ پس ہم ایسے ہی ذکر کر رہے تھے کہ حضرت ابوبکر تشریف لے آئے اور سلام کہنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ آپ نے پوچھا! اے ابوبکر تیرے ساتھ کیا چیز آئی ہے؟

عرض کی: اللہ اور اُس کا رسول۔

پھر حضرت عمر تشریف لائے اور سلام کہنے کے بعد حضرت اُبو بکر کے داہنی طرف بیٹھ گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پُوچھا اے عُمر تیرے ساتھ کیا ہے؟

عرض کی! اللہ اور اُس کا رسول۔

پھر حضرت عثمان تشریف لائے اور سلام کرنے کے بعد آپ کی بائیں طرف بیٹھ گئے۔ آپ نے پوچھا اے عثمان تیرے ساتھ کیا ہے؟

عرض کی! اللہ اور اُس کا رسول۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات یا نو کنکریاں اُٹھا کر اپنی ہتھیلی پر رکھیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنی پھر رکھ دیا تو وہ خاموش ہو گئیں، آپ نے پھر اُٹھا کر حضرت ابو بکر کے ہاتھ پر رکھ دیں تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز سنی۔ اُنہیں رکھ دیا گیا تو خاموش ہو گئیں۔

پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں اُٹھا کر حضرت عُمر کے ہاتھ پر رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے اُن سے مکھیوں کے بھنبھنانے کی آواز سنی پھر اُنہیں زمین پر رکھ دیا تو خاموش ہو گئیں پھر آپ نے اُنہیں زمین سے اُٹھا کر حضرت عثمان کی ہتھیلی پر رکھ دیا تو وہ تسبیح پڑھنے لگیں یہاں تک کہ میں نے مکھیوں کی بھنبھناہٹ جیسی آواز سنی پھر اُنہیں زمین پر ڈال دیا تو خاموش ہو گئیں۔

اُحد ٹھہر جا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُحد پر چڑھے تو حضرت ابو بکر، حضرت عُمر اور حضرت عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے آپ کی اِتّباع کی، پس اُن کے ساتھ پہاڑ ہلنے لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا اُحد ٹھہر جا، تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہیدوں کے علاوہ کوئی نہیں۔
(مسند احمد، بخاری، ترمذی، ابو حاتم)

حِراء ٹھہر جا

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حِرا پر تشریف فرما تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر و عُمر اور عُثمان تھے حِرا پہاڑ ہلنے لگا تو آپ نے فرمایا! حِرا ٹھہر جا، بیشک تجھ پر نہیں مگر نبی یا صدیق یا شہید۔

اِس روایت کی تخریج امام احمد بن حنبل نے کی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تیسرے باب میں مسلم وغیرہ کی حدیث گذر چکی ہے جس میں حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر زیادہ تھا۔

ثبیر ٹھہر جا

حضرت ثمامہ نے حضرت عُثمان بن عفاّن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ثبیرِ مکّہ پر تھے اور آپ کے ساتھ ابو بکر و عُمر اور میں تھا۔ پس پہاڑ ہلنے لگا یہاں تک کہ اُس کے پتھّر پہاڑ سے الگ ہو کر گِرنے لگے، تو آپ نے پاؤں کی ٹھوکر لگا کر فرمایا! ثبیر ٹھہر جا، بیشک تُجھ پر نبی، صدّیق اور دو شہید ہیں۔

جنّت کی ایک اور بشارت

حضرت اُبو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے مسجد نبوی میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں دریافت کیا تو لوگوں نے بتایا آپ کا رخ اس طرف تھا وہ اس نشانی پر چلتے ہوئے بئر اریس پر پہنچے تو اس کی کھجور کی شاخ کے بنے ہوئے دروازے کے پاس بیٹھ گئے حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قضائے حاجت

کے بعد تشریف لائے اور وضو فرمالیا تو وہ آپ کی طرف کھڑے ہو گئے۔

حضرت اُبو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کنوئیں کے منڈیر پر تشریف فرما ہو گئے تو میں اس روز آپ کا بواب بن کر دروازے پر بیٹھ گیا۔

پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور دروازہ ہٹایا میں نے پُوچھا کون ہے؟ کہا: ابوبکر۔

میں نے کہا! آپ کا پیغام پہنچاتا ہُوں۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا اور عرض کی! ابوبکر اِجازت طلب کرتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلمنے فرمایا! اسے اجازت ہے اور اس کے لئے جنّت کی بشارت ہے میں نے حضرت ابوبکر کو بتایا آپ کی طرف سے اجازت اور جنّت کی بشارت ہے پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ داخل ہُوئے اور آپ کے ساتھ دائیں طرف کنویں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے جس طرح آپ تشریف فرما تھے اور اپنی پنڈلیاں کھول دیں۔

پھر میں واپس آکر بیٹھ گیا تو میرا بھائی وضو چھوڑ کر میرے پاس بیٹھ گیا۔ میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ فلاں کے ساتھ بھلائی کا اِرادہ کرے اس سے مراد اُن کا اپنا بھائی تھا جو اُن کے ساتھ آیا تھا۔

پھر کسی انسان نے دروازے کو حرکت دی تو میں نے پُوچھا کون ہے؟

کہا: عُمر بن خطاب میں نے کہا آپ کا پیغام پہنچاتا ہوں پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی: عُمر اجازت مانگتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اُسے اجازت ہے اور اُس کے لئے جنّت کی بشارت ہے۔ میں نے حضرت عُمر کو آکر بتایا آپ کو اجازت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپ کو جنّت کی بشارت دی ہے۔

پس وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کُنویں کی منڈیر پر بائیں طرف بیٹھ

گئے اور پاؤں کنویں میں لٹکا لئے پھر میں واپس آکر بیٹھ گیا اور کہا! اگر اللہ تعالیٰ فلاں شخص کی بہتری چاہتا ہے تو وہ آجائے۔

اِمام زین العابدین علیہ السلام کی حضرت ابُوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما سے محبّت

حضرت علی بن حسین بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا! اے اہلِ عراق ہماری محبت اسلام کی محبّت ہے۔ پس خُدا کی قسم! تمہاری محبّت کی عمارت ہمیشہ رہے گی یہاں تک کہ تم گالی کو پہنچو۔ اِس میں اُن کی محبت کے مزاج پر انکار کے ساتھ تعریض ہے جو اُن لوگوں کی طرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بغض اور دونوں کو بُرا کہنے سے منسوب تھا۔

اِمام محمد باقر علیہ السلام کی ابُوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما سے دوستی

حضرت ابنِ ابی حفصہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر بن علی اور امام جعفر بن محمد باقر علیہم السلام سے حضرت ابوبکر اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا۔ تو فرمایا! وہ دونوں عادِل امام ہیں اُن دونوں کے ساتھ محبّت اور اُن کے دُشمنوں سے بریّت ہے۔ پھر امام جعفر بن محمد باقر کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا! اُے سالم کیا اِس کا نانا ابوبکر صدیق نہیں ہے۔ پس میرے نانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت نہیں پہنچے گی، اگر ابُوبکر اور عمر کے ساتھ دوستی اور اُن کے دشمنوں سے بریت نہ ہو۔

اِمام جعفر صادق علیہ السلام اور تمام اہلبیت کی ابُوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما سے محبّت

حضرت ابی جعفر امام محمد باقر بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام فرماتے ہیں جو شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بزرگی سے ناواقف ہے وہ سُنّت سے ناواقف ہے۔

اور آپ ہی سے روایت ہے جب اُن سے پُوچھا گیا کہ آپ ابوبکر و عمر کو نہیں دیکھتے ؟ آپ نے فرمایا ! میں اُن دونوں سے محبّت کرتا ہُوں اور اُن دونوں کے لئے استغفار کرتا ہُوں اور میں نے اہلِ بیت میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو اُن سے دوستی نہ رکھتا ہو۔

دین سے نکل گئے

آپ ہی سے روایت ہے، جب اُن سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گالیاں دینے والوں کے بارے میں پُوچھا گیا تو آپ نے فرمایا! وہ دین سے نکل گئے ہیں۔

بُغضِ ابوبکر و عُمر منافقت ہے

آپ ہی سے روایت ہے جس نے اُن دونوں میں شک کیا اُنہوں نے سُنّت میں شک کیا اور ابوبکر و عمر کا بغض منافقت ہے اور انصار کا بغض منافقت ہے بیشک بنی ہاشم بنی عدی اور بنی تیم کے درمیان جاہلیت کے زمانہ میں کینہ تھا پس جب اسلام لائے تو اُن کے درمیان محبّت قائم ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کینہ کو اُن کے دلوں سے کھینچ لیا، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پہلو میں سردی کی شکایت ہوگئی تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنا ہاتھ آگ سے گرم کر کے اُن کے پہلو کو سینک دیا اور اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ

ہم نے اُن کے سینوں سے کینہ کھینچ لیا بھائی ہیں آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوئے۔

(سورۃ الحجر آیت ۴۷)

دُشمنانِ ابوبکر و عُمر رضی اللہ عنہما سے امام باقر کی لڑائی

حضرت جابر جعفی امام محمد باقر بن علی سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا ! مجھے

عراق کے لوگوں کی خبر پہنچی ہے جن کا گمان ہے کہ وہ ہمارے ساتھ محبّت کرتے ہیں اور ابوبکر وعمر سے بریت کرتے ہیں اور اُن کا خیال ہے کہ میں اُنہیں اِس کا حکم دوں۔ پس اُنہیں یہ بات پہنچادے کہ میں اللہ کی طرف اُن سے بری ہُوں اور اُس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اگر میرے ہاتھ میں حکومت ہوتی تو اللہ تعالیٰ کی طرف اُن کے خون پیش کرتا، مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت نہ پہنچے اگر اُن دونوں کے لئے اِستغفار نہ کروں اور اُن پر رحم نہ کروں۔

آپ ہی سے روایت ہے کہ مُحمد بن علی نے فرمایا! اہلِ کُوفہ کو بتادو جو شخص ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بریت کرتا ہے میں اُس سے بری ہوں۔

آلِ ابوبکر اور آلِ مُحمّد علیہم السّلام

اِمام جعفر صادق بن امام محمد باقر علیہما السلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آلِ ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عہد پر بلاتے ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ آلِ محمد سے موسُوم ہیں۔

اُنہی سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خیبر کو فتح فرمایا تو آپ نے مہاجرین وانصار کے درمیان کھجوریں اور خُشک انگور تقسیم فرمائے اور بنی ہاشم کے درمیان گندم اور جو تقسیم فرمائے اور اُن کے ساتھ آلِ ابی بکر کے لئے بھی گندم اور جو تقسیم فرمائے اِس میں اُن کے علاوہ سو یا دو سو وسق ہر ایک کو ملے اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں دو سو وسق آئے۔

ابوبکر سے برأت، علی سے برأت ہے

حضرت زید بن علی بن حسین بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی روایت کا جو ذکر آیا ہے یہ ہے کہ حضرت زید بن علی علیہ السلام نے فرمایا ! ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے برأت علی

علیہ السلام سے برأت ہے پس جو چاہے تقدّم کرے اور جو چاہے تاخر کرے۔

اُن سے ہی روایت ہے جب اُن سے پُوچھا گیا کہ آپ ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے حق میں کیا کہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا ! میں اُن دونوں سے دوستی رکھتا ہوں۔

پوچھا: جو اُن سے بریّت کرے اُسے آپ کیسا جانتے ہیں ؟

فرمایا! میں اُس سے بری ہوں یہاں تک کہ موت آجائے۔

زَید بن زین العابدین اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہم

ابن ابی جارود حسین بن مغیرہ واسطی سے روایت ہے کہ ایک گروہ جمع ہو کر حضرت زُید بن علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو کہا اے ابنِ رسول اللہ جب آپ نکلیں گے تو ابی بکر و عمر رضی اللہ عنہما سے بریت ظاہر فرمائیں گے ؟

آپ نے فرمایا! نہیں۔

اُنہوں نے کہا: تو ہم آپ کے خُون سے بری ہیں اور آپ کے ساتھ نہیں نکلیں گے مگر آپ ابو بکر و عُمر سے بریّت کریں گے تو ہماری ساٹھ ہزار تلواریں آپ کے ساتھ ہوں گی۔

کہا: پس جب وہ نکلنے کے لئے اُٹھے اور اُن سے الگ ہوئے تو آپ نے فرمایا ! واپس آجاؤ میں تمہیں ایک حدیث سناؤں ؟

چنانچہ وہ واپس آئے تو آپ نے فرمایا ! مجُھ سے میرے باپ نے اپنے دادا حضرت علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَے علی ! تجُھے بشارت ہو تُو اور تیرے شیعہ جنّت میں ہوں گے، سوائے اُس قوم کے جو تجُھ سے محبّت کرے گی اور اسلام ظاہر کرے گی اور وہ لوگ حنیفیت سے اِس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر نشانے سے نکل جاتا ہے ان کے لئے بُرائی ہے جس کے ساتھ وہ بُلائیں گے اُنہیں رافضی کہا جائے گا۔ اَے علی ! اگر تُو اُنہیں دیکھے تو اُن سے جنگ کرنا بیشک وہ مشرک ہیں۔

حضرت زید علیہ السلام نے فرمایا ! وہ تم لوگ ہو۔ الٰہی ! میری اِن سے دُنیا و آخرت میں جنگ ہے پھر ان پر بددعا کی۔

وہی فیصلہ کرتا

اور آپ ہی سے روایت ہے جب اُن سے فدک کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا ! بیشک جنابِ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اُنہیں فدک عطا فرمایا ہے۔

پس زید نے کہا ! خُدا کی قسم اگر یہ قضیہ میرے پاس آتا تو وہی فیصلہ کرتا جو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا ہے؟

حضرت زَید علیہ السلام ہی سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا ! جو شخص حضرت ابو بکر اور حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر سب کرتا ہے اُس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔

اِمام جعفر صادق علیہ السلام کی روایات

حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السلام سے حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ! جو اُن دونوں سے بری ہے میں اُس سے بری ہوں۔

آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا شاید آپ نے یہ تقیہ کے طور پر فرمایا ہے؟

آپ نے فرمایا ! ایسا ہو تو میں اِسلام سے نکل جاؤں اور مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

آپ نے فرمایا ! میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی شفاعت کا اُمیدوار نہیں میں شفاعتِ ابو بکر کی امید رکھتا ہوں۔

فرمایا ! میں اُس سے بری ہوں جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر سے بری ہے۔

کسی نے آپ سے پوچھا ! فلاں شخص کا گمان ہے کہ آپ ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بریت فرماتے ہیں۔

فرمایا ! مجھے یہ بات ہو تو اللہ مجھ سے بری ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مجھے قرابتِ ابوبکر نفع دے گی اگر شکایت ہو تو میں اُس کی وصیت اپنے ماموں عبدالرحمن بن قاسم کی طرف کرتا ہوں۔

آپ فرماتے تھے ! جو جانتا ہے کہ میرا جدِ امجد کون ہے؟ تو میں حضرت ابوبکر یا حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شفاعت کا اُمیدوار ہوں اور جو انہیں صدیق کے نام سے یاد نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اُس کی بات کو سچی نہیں کرتا۔

آپ کی بیماری کے دوران آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا ! میں ابوبکر وعمر سے محبت کرتا ہوں اگر میرے نفس میں اس کے علاوہ ہو تو مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

جب اُن دونوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا ! تم اُن دو اشخاص کے بارے میں پوچھتے ہو جو جنت کے پھل کھاتے ہیں۔

ابوبکر پر اِفتراء مجھ پر افتراء ہے

حضرت امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت اِمام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا! ابوبکر میرا نانا ہے اور عُمر میرا ختن ہے جو مجھ پر میرے نانا اور ختن کے بغض کی تہمت لگاتا ہے وہ مجھ پر افتراء کرتا ہے۔

حضرت حسن علیہ السلام کی روایات

حسن بن علی بن عبداللہ بن حسن بن علی بن ابی طالب علیہم السلام حضرت عبداللہ بن امام حسن علیہ السلام سے حضرت ابوبکر اور حضرت عُمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں پوچھا گیا تو

اُنہوں نے فرمایا ! دونوں افضل ہیں اور دونوں کے لئے مغفرت ہے۔

آپ کی خدمت میں عرض کی گئی شاید یہ تقیہ ہو اور آپ کے دل میں اختلاف ہو۔

آپ نے فرمایا ! اگر میں اپنے دل کی بات کے خلاف کہوں تو مُجھے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت نہ پہنچے۔ جب آپ سے اُن کے بارے میں پُوچھا گیا تو فرمایا ! دونوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جو اُن پر درود نہ پڑھے اُس پر اللہ کی رحمت نہ ہو۔

آپ نے ایک رُافضی کو فرمایا ! اگر ہمسائیگی کا حق نہ ہوتا تو خُدا کی قسم میں تُجھے قُربت کے لئے قتل کر دیتا۔

حسن بن صالح کے بھائی ابی محمد صالح حضرت عبداللہ بن صالح سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسن نے اُسے فرمایا ! رَبِ کعبہ کی قسم جو امامت میں کہتے ہیں باطل کے لئے ہے۔

حضرت حسن بن مثنیٰ بن حسن کی روایات

حضرت حسن بن حسن علیہما السلام نے اِن میں سے ایک غالی شخص کو فرمایا ! تم ہم سے محبّت باللہ کرو اگر ہم اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریں تو ہم سے محبّت کرو اور اگر ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کریں تو ہم سے بغض رکھو۔

اُس شخص نے کہا ! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی اور اہلِ بیت ہیں؟

آپ نے فرمایا ! اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قُربت کا بغیر عملِ اطاعت کے اللہ تعالیٰ نفع دیتا تو مجھ سے اور اُن کے ماں باپ سے زیادہ آپ کا کون قریبی ہے میں ڈرتا ہوں اگر اللہ تعالیٰ گنہگار کے لئے دُگنا عذاب کرے۔

خُدا کی قسم ! مجھے اُمید نہیں کہ مُحسن ہم سے دو مرتبہ اس کا اجر عطا کرے گا۔

پھر فرمایا ! ہمارے ساتھ ہمارے آباؤ اُمہات اگرچہ جو کہتے ہیں اللہ کے دین سے کہتے ہیں پھر ہمیں اِس پر نہ خبر ہے اور نہ اِس پر اطلاع ہے اور نہ اس میں رَغبت ہے اور ہم

تمہاری قربت سے اُن کے زیادہ قریب ہیں اور اُن پر واجب ہے کہ وہ اس میں ہمارے ساتھ تُم سے زیادہ رغبت رکھیں۔

اور اگر امرِ خلافت! جیسا کہ کہتے ہیں اللہ عزّ وجل اور اُس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اِس امر کے لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو مُنتخب فرمایا اور لوگوں کی طرف اس کا قائم ہونا بعد میں ہے تو بیشک لوگوں سے بڑے خطا کار اور مجرم علی ہوں گے کیونکہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے امر کو چھوڑ دیا جو اُن میں قائم تھا جیسا کہ اُن کا امر اور لوگوں کی طرف عذر ہے تو وہ رَافضی ہے کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے نہیں فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اُس کا علی مولا ہے ؟

پھر فرمایا ! لیکن خُدا کی قسم اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس اَمر اور سلطنت کے قیام کے ساتھ لوگوں پر کھول کر بیان فرماتے جیسا کہ نماز، زکوٰۃ اور روزہ وحج کو فصاحت کے ساتھ بیان کیا ہے اور فرماتے:

اَے لوگو! یہ میرے بعد میرا خلیفہ ہے اِن کی بات سُننا اور اِن کی اطاعت کرنا۔

اہلِ بیت کے یہ تمام اَذکار حافظ ابُوسعد اسماعیل بن حسن بن سمان رازی نے کتاب الموافق میں اہلِ بیت اور صحابہ کے درمیان نقل کئے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

دونوں کے ساتھ فرشتے تھے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بتایا کہ بدر کے دن ایک کے ساتھ جبریل اور دُوسرے کے ساتھ میکائیل وِاسرافیل بڑے فرشتے جنگ میں موجود تھے یا کہا صفوں میں موجود تھے۔

اِس کی تخریج امام احمد نے ''مسند'' میں اور حاکم نے ''مُستدرک'' اور تمام رازی نے ''فوائد'' میں کی ہے۔

دُوسری قسم

ایک ایک کے مناقب میں اور اِس میں دس باب ہیں

پہلا باب

خلیفہ رسول اللہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مناقب میں
اور اِس میں پندرہ فصلیں ہیں

پہلی فصل! اُن کے نسب کے بارے میں۔

دوسری فصل! اُن کے نام کے بارے میں۔

تیسری فصل! اُن کی صِفت کے بارے میں۔

چوتھی فصل! اُن کے اِسلام کے بارے میں۔

پانچویں فصل! اُن کے ہاتھ پر اِسلام لانے والوں کے بارے میں۔

چھٹی فصل! قبل از اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اُن کی دوستی کے بارے میں

ساتویں فصل! اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدافعت کرنے سے اُن پر آنے والی مصیبتوں کے بیان میں۔

آٹھویں فصل! اُن کی ہجرت کے بیان میں۔

نویں فصل! اُن کے خصائص کے بیان میں۔

دسویں فصل! اُن کی اَفضلیت کا بیان۔

گیارہویں فصل! اُن کی جنّت کیلئے شہادت کے بیان میں۔

بارہویں فصل! اُن کے فضائل کے بیان میں۔

تیرہویں فصل! اُن کی خِلافت کے بیان میں۔

چودھویں فصل! اُن کی وفات کے بیان میں۔

پندرھویں فصل! اُن کی اَولاد کے بیان میں۔

پہلی فصل

اُن کے نسب اور والدین کے اسلام کا بیان

نسب نامہ

عشرہ مُبشّرہ کے شجرۂ انساب میں اُن کا نسب پہلے بیان ہو چکا ہے کہ آپ بنی تیم بن مرہ سے منسوب ہیں پس اُنہیں تیمی کہتے ہیں جناب مرّہ تک پہنچنے کے لئے آپ کے آباؤ اجداد کی اُتنی ہی تعداد ہے جتنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباؤ اجداد کی ہے کیونکہ جناب مرّہ اور اُن کے درمیان حضرات کے آباء کی تعداد چھ ہے پس نسب میں دونوں کے درمیان یہ موافقت اتفاقی ہے جیسا کہ صحیح تر قول کے مطابق دونوں کی عُمر میں بھی اتفاق ہے اِس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

والدہ کا نام

آپ کی والدہ کا نام لفظاً حضرت اُمّ الخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے اور معناً سلمٰی بنت صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے اور وہ آپ کی والدہ کے چچا کی بیٹی ہیں۔

یہ جمہور اہلِ نسب کا قول ہے اور شاذ نے کہا سلمٰی بنتِ صخر بن عامر بن عمر بن کعب تو وہ اُنہیں اُن کے چچا کی بیٹی بناتے ہیں تو یہ صحیح نہیں۔

اَبُو قحافہ کا اسلام

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد

بن تیم بن مرّہ فتح مکہ کے روز اسلام لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بیعت کی اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبہ اور اپنے بیٹے حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانہ میں زندہ تھے اور حضرت عمر کی خلافت کے دوران فوت ہوئے۔

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتی ہیں۔ فتح مکہ کے وقت جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وادی ذی طویٰ میں ٹھہرے تو ابو قحافہ نے اپنے چھوٹے بیٹے سے کہا اے میرے بیٹے میرے ساتھ کوہِ ابو قبیس پر آؤ پھر آنکھوں پر ہاتھ پر چھجا بنا کر کہا ! کیا دیکھا ؟ کہا سیاہی کا اجتماع ہے۔ کہا یہ لشکر ہے کہا اور ایک شخص ہے جو اِس سیاہی کے درمیان مقبل ومدبّر مصروفِ کوشش ہے۔ کہا اے بیٹے ! یہ اُس لشکر کی صفیں مرتّب کر رہا ہے اور لشکر کا سپہ سالار ہے پھر کہا ! واللہ سیاہی مُنتشر ہوگئی ہے، کہا واللہ یہ لشکر ہمارے گھر کی طرف آئے گا چُنانچہ وہ پہاڑ سے اُتر کر اپنے گھر کی طرف چلے تو گھر پہنچنے سے پہلے لشکر سے جا ملے۔ اُن کی لڑکی کی گردن میں چاندی کا طوق دیکھا تو ایک شخص نے اُتار لیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکّہ معظمہ میں داخل ہوئے اور مَسجد میں تشریف لے گئے تو حضرت اُبو بکر اپنے باپ کو لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ جب آپ نے اُنہیں دیکھا تو فرمایا ! بُوڑھے کو گھر چھوڑ آتے اور ہم خُود اِس کے پاس چلے جاتے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی ! یا رسول اللہ یہ آپ کے جانے سے آپ کے پاس آنے کے زیادہ حق دار تھے۔

ایک روایت میں ہے اگر بُوڑھا اپنے گھر میں رُک جاتا تو ہم اُبو بکر کے اکرام کے لئے اُس کے گھر جاتے کہا ! پھر وہ آپ کے سامنے بیٹھا تو آپ نے اُس کے سینے کو مسح کرتے ہوئے فرمایا ! اِسلام قبول کر لے تو اُس نے اِسلام قبول کر لیا اور کہا ! اُن کا سر سفید نباتات کی طرح تھا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! اِن بالوں کو تبدیل کر لو، پھر حضرت ابو بکر کھڑے ہوئے اور اپنی بہن کا ہاتھ تھام کر کہا اللہ تعالیٰ آپ کو اِسلام کے ساتھ سلامت رکھے

اور بہن کا ہار کسی ایک شخص کے لئے واجب نہیں۔ پس آپ نے فرمایا اے بہن! اپنے ہار کے موتی شمار کر خدا کی قسم یہ لوگوں میں قلیل وقت کے لئے امانت ہے۔ اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل، ابو حاتم اور ابنِ اسحاق نے کی۔

ایک روایت میں اِس قول کے بعد ہے بُوڑھے کو چھوڑ دیتے یہاں تک کہ ہم اُس کے پاس آتے حضرت ابو بکر نے کہا! یارسول اللہ میں چاہتا تھا اُسے عز و جل پکڑ لے۔ مگر قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا مجھے ابی تمس یعنی ابو قحافہ کے اسلام سے ابی طالب کے اسلام کی زیادہ خوشی ہے اِس لئے کہ وہ آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ آپ نے فرمایا! تو نے سچ کہا۔

اِس روایت کو فضائلِ ابو بکر میں نقل کیا اور کہا یہ حدیث حسن ہے۔

حضرت اُبوبکر کی والدہ کے اِسلام کا بیان

حضرت سلمٰی بنت صخر دارِ ارقم بن ابی ارقم میں پہلے اسلام لانے والی اور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بیعت کرنے والی ہیں اور وہ اِسلام کے ساتھ فوت ہوئیں۔

اِس کا ذِکر حافظ دمشقی اور صاحب صفوت وغیرہما نے کیا ہے اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کی مجموعی تعداد اُنتالیس ہو گئی تو ایک اجتماع میں حضرت اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی کہ اسلام کو لوگوں میں ظاہر کیا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اُے ابوبکر! ہم تھوڑے ہیں، پس وہ آپ کی خدمت میں مُسلسل عرض کرتے رہے یہاں تک کہ آپ مسجد میں تشریف لے آئے۔ چنانچہ مسلمان مسجد کے اردگرد پھیل گئے اور حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک جگہ بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطاب کیا اور حضرت ابوبکر اسلام میں پہلے خطیب ہیں جنہوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

طرف دعوت دی۔

مشرکین نے نواحِ مسجد میں حضرت ابوبکر اور مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور اُنہیں پیٹنا شروع کر دیا اور شدید ضربات پہنچائیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت ہی زیادہ مارا پیٹا اور عُتبہ بن ربیعہ فاسق نے اُن کے چہرے پر جوتوں کی بارش کر دی جس کی وجہ سے اُن کا مُنہ اور ناک ایک ہو گئے اِسی اثناء میں بنُو تیم آ گئے تو مُشرکین نے اُنہیں چھوڑ دیا اور وہ لوگ اُنہیں کپڑے میں ڈال کر گھر لے گئے اور اُنہیں اُن کی مَوت میں کوئی شک نہ تھا اُنہیں گھر چھوڑ کر وہ مسجد میں آئے اور کہا خدا کی قسم اگر ابوبکر مَر گئے تو ہم عُتبہ بن ربیعہ کو قتل کر دیں گے پھر ابوبکر کے پاس واپس آ گئے ابوقحافہ اور بنُو تیم حضرت ابوبکر کو بُلاتے رہے یہاں تک کہ دن کے آخری پہر اُنہوں نے یہ بات کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیسے ہیں ؟

یہ بات سُن کر اُن کی زبانیں گُنگ ہو گئیں اور اُنہوں نے کھڑے ہو کر اُمّ الخیر سے کہا انہیں دیکھیں اور کچھ کھلائیں پلائیں۔

جب تخلیہ ہوا تو آپ نے اپنی والدہ سے پُوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟

اُنہوں نے کہا خدا کی قسم! مُجھے آپ کے ساتھی کا حال معلوم نہیں۔

حضرت ابوبکر نے کہا ! آپ خطاب کی بیٹی اُمِّ جمیل کے پاس جا کر اُن سے دریافت کریں حضرت اُمّ الخیر جنابِ اُمّ جمیل کے پاس تشریف لے گئیں اور کہا ابوبکر حضرت مُحمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں پُوچھتے ہیں؟

اُنہوں نے کہا ! نہ میں اُبوبکر کو جانتی ہوں نہ مُحمد بن عبداللہ کو جانتی ہوں اگر آپ چاہتی ہیں تو میں آپ کے بیٹے کے پاس چلی جاتی ہوں۔

اُنہوں نے کہا ! ٹھیک ہے وہ حضرت اُمِ جمیل کو ساتھ لیکر گھر آئیں تو ابوبکر کو شدّتِ تکلیف سے بے ہوش پایا، حضرت اُمّ جمیل نے اُن کے قریب ہو کر خود کو ظاہر کیا اور کہا جن

فاسقوں نے آپ کو اِس حال میں پہنچایا ہے مجھے اُمید ہے اللہ تعالیٰ اُن سے اِس کا ضرور اِنتقام لے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا کیا حال ہے؟

حضرت اُمِ جمیل نے کہا ! آپ کی والدہ سُن لیں گی؟ فرمایا! آپ اِن کا فکر نہ کریں اُم جمیل نے کہا ! آپ بالکل ٹھیک ٹھاک ہیں۔ کہا ! کہاں تشریف فرما ہیں ؟

کہا! دارِ ارقم میں۔ کہا ! میں جب تک آپ کے پاس نہیں جاؤں گا کچھ نہیں کھاؤں پیئوں گا۔ جب لوگ سو گئے تو حضرت اُمّ الخیر اور اُمِ جمیل کے کندھوں کا سہارا لیکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! انہیں سنبھالو تو مُسلمانوں نے آپ کو سہارا دے کر بٹھایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اُنہیں دیکھ کر شدید رِقت طاری ہو گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان مُجھے سوائے اس کے کچھ نہیں ہوا کہ فاسق نے میرے چہرے پر جُوتے مارے تھے یہ میری والدہ ہیں اور آپ برکت والے ہیں انہیں آپ اللہ تعالیٰ کی طرف بُلائیں اور انہیں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ آگ سے محفوظ رہنے کے لئے ہے پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت پر وہ اِسلام لے آئیں۔

وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ایک ماہ تک اقامت گزین رہے اور اُن کی تعداد انتالیس تھی اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مضروب ہونے کے دن اِسلام قبول کیا۔

حافظ دمشقی نے اربعین طوال میں اِس روایت کی تخریج کی اور ابنِ ناصر سلامی نے عبداللہ بن محمد طلحی کی حدیث میں قاسم بن مُحمد بن عائشہ سے بیان کیا۔

حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کے والدین اسلام لے آئے اور اُن کے علاوہ کسی مہاجر صحابی کے والدین اسلام نہ لائے تھے۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصٰلُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۖ حَتّٰى إِذَا بَلَغَ أَشُدَّهُ وَبَلَغَ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً ۙ قَالَ رَبِّ أَوْزِعْنِيْٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ

اور ہم نے آدمی کو حکم کیا کہ اپنے ماں باپ سے بھلائی کرے، اُس کی ماں نے اُسے پیٹ میں رکھا تکلیف سے اور اُس کو تکلیف سے جنم دیا اور اُسے اُٹھائے پھرنا اور اُس کا دودھ چھڑانا تیس مہینے میں ہے یہاں تک کہ اپنے زور کو پہنچا اور چالیس برس کا ہوا تو عرض کی! اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ کی۔

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵)

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عُمر شریف تیرہ سال تھی تو آپ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی تھے اور جب اٹھّارہ سال کی عُمر ہوئی تو شام میں تجارت کے لئے گئے اور آپ سے سفر وحضر میں کبھی مفارقت نہیں ہُوئی اور آپ کے بارے میں ایسی نشانیاں دیکھی تھیں جن کے ساتھ آپ کے دل میں یقین ہوگیا تھا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں چُنانچہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت مُبارکہ ہوئی تو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی اور کہا اے میرے رب میرے دل میں ڈال کہ میں تیری نعمت کا شکر کروں جو تُو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر بھی کی یعنی۔

رَبِّ أَوْزِعْنِيْٓ أَنْ أَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْٓ أَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلٰى وَالِدَيَّ

یعنی مجھ پر اور میرے والدین پر ایمان کی طرف جو ہدایت کے ساتھ
انعام کیا اور ایسے ہی۔

وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ

یعنی وہ کام کروں جو تجھے پسند آئے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبولی کی اور اُنہوں نے سات مومنوں کو آزادی دلائی۔

وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ ذُرِّيَّتِيْ

اور میرے لئے میری اولاد میں اصلاح رکھ۔

(سورۃ الاحقاف آیت ۱۵)

پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی اس دُعا کو قبول فرمایا اور اُن کا ایک بھی بیٹا اور بیٹے کا بیٹا ایسا نہ تھا جس نے ایمان لا کر آپ کی تصدیق نہ کی ہو۔ اِس کی تخریج واحدی نے کی اور اُن کے باپ کے ساتھ اُن کی ہمشیرہ حضرت اُم فرُوہ بنتِ اَبی قحافہ بھی ایمان لائیں اُن کی شادی اشعث سے ہوئی اور اُن کے ہاں اُن کا بیٹا محمد پیدا ہوا۔

دُوسری فصل

نام کے بیان میں

اُن کا نام عبداللہ تھا بعض نے کہا عبدُالکعبہ تھا جب وہ اِسلام لائے تو حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کا نام عبداللہ رکھا۔

جمہور اہلِ نسب اور اکثر مُحدّثین نے آپ کا نام ''عتیق'' بیان کیا ہے اور اس میں اِختلاف ہے بعض نے کہا اُن کا یہ لقب اِسلامی ہے اور اِسلام میں سب سے پہلے یہ لقب اُنہیں ملا۔ یہ مُحمد بن حمدویہ نیشاپوری نے کہا اور ابنِ اسحاق نے کہا کہ ایک جماعت اس میں اس پر ہے کہ اُن کا یہ نام اُن کے والد نے رکھا تھا اور یہ روایت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کی ہے۔

عتیق حضُور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا

مُوسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ اُن کا نام اُن کی والدہ نے رکھا اور نام عتیق نہ ہونے میں اِختلاف کرتے ہیں؟ اِس جماعت میں لیث بن سعد نے کہا یہ نام اُن کے چہرے کے عتاق و جمال کے لئے ہے۔ بعض نے کہا ! یہ لقب انہیں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کے چہرے کی خُوبصورتی کے لئے دیا تھا۔

عتیق نام کی دیگر روایات

اِس کا ذکرِ ابن قتیبہ نے معارف میں مُوسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ سے کیا انہوں نے کہا ! جناب ابوبکر صدّیق کی والدہ کی اَولاد زندہ نہ رہتی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو اُنہوں نے کہا الٰہی اِسے موت سے آزاد رکھ اور مجھے بخش دے۔ بس اُن کا نام ''عتیق'' رکھا اور وہ اِسی نام سے

پہچانے جاتے تھے۔ اِس روایت کی تخریج الخجندی نے اَربعین میں اور دُوسروں نے کی۔

بعض نے کہا ! اُن کا بھائی عتق وعتیق تھے تو دونوں میں سے ایک کے نام سے موسُوم ہوئے اِس کا ذکر بغوی نے معجم میں کیا مصعب اور اہلِ نسب کے طائفہ نے کہا اُن کا نام عتیق اِس وجہ سے تھا کہ اُن کے نسب میں کوئی عیب دار چیز نہ تھی۔

ابونعیم فضل بن دکین کہتے ہیں ! اُن کا یہ نام اِس لئے ہے کہ وہ خیر میں قدیم اور عتیق القدیم تھے اُس سے عُتق ،عتقا اور عتاق کہتے ہیں۔

دُوسروں نے کہا ! یہ نام اِس لئے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن کی طرف دیکھ کر فرمایا ! جس نے عتیق مِن النار یعنی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا ہو وہ اِسے دیکھ لے تو اُن کا نام ''عتیق'' ہو گیا۔

اہلِ خانہ نے عبداللہ نام رکھّا

حضرت عائشہ بنتِ طلحہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتی ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا ! اُن کا نام گھر والوں نے عبداللہ رکھا تھا، اِس کا ذکر ابُو عمر وغیرہ نے کیا اور اِس پر اکثر مُحدثین متفق ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں ! حضرت ابوبکر کا نام عبداللہ بن عُثمان تھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا ! **اَنۡتَ عَتِیۡقٌ مِنَ النَّار** یعنی تو آگ سے آزاد ہے تو اُن کا نام عتیق اِس وجہ سے ہوا ہے۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی اور ابُو حاتم نے کی اور ان تمام اقوال کے درمیان تضاد نہیں کیونکہ جائز ہے کہ پہلے اُن کے والدین میں سے کسی ایک نے یہ لَقب دیا ہو پھر دُوسروں نے اِس مفہوم پر اُن کی اِتبّاع کی ہو یا دوسرے معنی کے لئے ہو پھر قُریش نے اِس پر عمل کیا ہو اور اِس پر مقرر ہوں پھر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نام مقرّر کیا ہو۔

آگ سے آزاد

اور جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

یا ابابکر انت عتیق اللہ من النّار

یعنی اے ابوبکر تجھے اللہ تعالیٰ نے آگ سے آزاد کر دیا ہے تو اُس روز اُن کا نام عتیق ہُوا۔ واللہ اعلم

تو اس دن سے یہ نام اِس قدر مشہور ہوا کہ اس کے سوا اُن کا کوئی نام متعارف نہ ہوا۔

آپ کا اِسم صِدّیق

اِس کے معنوں میں اختلاف ہے۔ بعض نے کہا یہ لقب قبل از اسلام ہی اُن پر غالب تھا کیونکہ وہ زمانۂ جاہلیت میں رؤسائے قُریش میں سے وجیہہ اور سردار تھے اور اُن کی طرف اشناق ہوتی تھی اور یہ دیت ہے۔ جب آپ دِیّت کی ذمّہ داری اُٹھا لیتے تو قُریش کہتے وہ سچے ہیں اور اُن کے ساتھ تعاون کرتے اور جب اُن کے علاوہ کوئی شخص یہ بوجھ اُٹھاتا تو اُسے رُسوا کرتے اور اُس کی تصدیق نہ کرتے جوہری نے کہا! شنق دِیَت کے علاوہ ہے۔

تصدیقِ معراج

بعض نے کہا! آپ کا نام صدیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج کی خبر میں تصدیق کی بناء پر ہوا۔ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد اقصیٰ کی طرف سَیر کی تو صبح کو یہ بات لوگوں میں بیان کی تو اہلِ ایمان پھر گئے اور مشرکین کے کچھ لوگوں نے حضرت ابوبکر کے پاس آکر کہا!

ھل لک الی صاحبک؟

یعنی کیا آپ کو اپنے ساتھی کی خبر ملی اُن کا گمان ہے کہ اُنہوں نے رات کو بیت المقدس کی سیر کی ؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! کیا وہ ایسا فرماتے ہیں ؟

اُنہوں نے کہا ! ہاں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! اگر یہ بات ہے تو اُنہوں نے سچ فرمایا ہے۔

اُنہوں نے کہا ! آپ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ وہ رات کو بیت المقدس کی طرف گئے اور صبح ہونے سے پہلے واپس آگئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میں تو اِس سے بھی دُور کی بات آسمانی خبر کی شب و روز تصدیق کرتا ہوں پس اِس لئے اُن کا نام صدّیق ہوا۔

اِس روایت کی تخریج حاکم نے مُستدرک میں کی اور ابنِ اسحٰق نے اِسے نقل کیا ہے۔

اُن کا دُور کی بات کہنا مشرکین کو حیران کرنے کے لئے تھا پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی ! اَے اللہ کے نبی آپ اِس رات بیت المقدس کی طرف گئے تھے ؟

آپ نے فرمایا ! ہاں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! اَے اللہ کے نبی مجُھے بیت المقدس کا حال سُنائیں اُدھر کیا تھا۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا گیا تو میں نے اُس کی طرف دیکھا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بیت المقدس کا نقشہ بتا دیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میں گواہی دیتا ہُوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تو صدیق ہے پس اُس

دن سے اُن کا نام ''صدیق'' ہوا۔

حضرت حسن فرماتے ہیں اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی جو اسلام سے پھر گئے تھے۔

وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ

اور ہم نے وہ دکھاوا نہ کیا جو آپ کو دکھایا تھا مگر لوگوں کی آزمائش کو۔

شرح ! حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ کہنا کہ مجھے بیت المقدّس کے اوصاف بتائیں دو معنوں میں ہے۔''

اوّل ! یہ کہ اپنی قوم کے سامنے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سچائی کا اظہار کیا تو بیشک وہ قولِ ابوبکر کی توثیق کرتے تھے۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خبر کے مطابق جو ابوبکر نہیں جانتے تھے اُس کی تصدیق کرنا اُن لوگوں پر حجت ظاہرہ تھی۔

دوم ! یہ کہ اپنے اطمینانِ قلب کیلئے ایسا کہا تھا جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِيْ کہا تھا، نہ یہ کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اِس میں کوئی شک تھا ہاں یہ دلیل کے لئے تھا تصدیق تو آپ پہلے ہی کر چکے تھے۔ واللہ اعلم

ابوبکر نے تصدیق کی

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں کعبۃ اللہ کے پاس تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المُقدّس کو میرے سامنے کر دیا۔ میں نے اُسے اور جو اُس میں تھا اُس کو دیکھ لیا اور بیشک میں نے جہنّم اور اہلِ جہنّم کو دیکھا اور جنّت میں جانے سے پہلے جنّت اور اہلِ جنّت کو دیکھا جیسا کہ میں تیری طرف دیکھ رہا ہوں پس میں نے اپنی قوم کو اِس بات کی خبر دی تو اُنھوں نے تکذیب اور ابوبکر نے تصدیق کی۔

صدّیق تصدیق کرے گا

مولیٰ ءابو ہریرہ سے روایت ہے کہا: ابو بکر بن قحافہ کو اُس نے دیکھا کہ حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں نے معراج کی شب جبریل علیہ السلام سے کہا: میری قوم اِس کی تصدیق نہیں کرے گی تو جبریل نے مجھے کہا: ابو بکر! آپ کی تصدیق کریں گے۔ پس وہ صدّیق ہیں۔ دونوں نے ابو بکر کے فضائل میں نقل کیا اور ملاء نے سیرت میں اِس کی تخریج کی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو چیز بھی عام طور آئی اُس کی تصدیق اور شہادت کے لئے ابو بکر صدّیق کا گھر تھا۔

صدّیق لُغت میں فعیل ہے اِس کا معنی تصدیق میں مُبالغہ ہے یعنی فوراً ہی ہر چیز کی تصدیق کرنا اور اِس کی تائید حضرت ابُو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! کیا تُم میرے لئے میرے ساتھی کو چھوڑ دو گے ؟

اے لوگو ! میں کہتا ہُوں میں تُم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کا رسُول ہوں پس تُم میری تکذیب کرتے تھے اور ابو بکر تصدیق کرتے تھے۔

اور یہ حدیث انشاء اللہ عنقریب آئے گی۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ نگاہِ علی رضی اللہ عنہ میں

(۱) نزال بن سبرہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا ! مَیں ایک دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے پاس قیام پذیر تھا اور آپ خُوش مزاجی اور مزاح فرما رہے تھے مَیں نے عرض کی اَے امیر المومنین! ہمیں اپنے مخصوص اَصحاب کے بارے میں بتائیں ؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایسا کوئی صحابی نہیں جو میرا صحابی نہ ہو۔

ہم نے کہا! ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص صحابہ کے بارے میں بتائیں؟

آپ نے فرمایا ! پُوچھو۔

ہم نے کہا ! ہمیں حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے متعلق بتائیں؟

آپ نے فرمایا ! اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر اُن کا نام صِدّیق رکھا۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے وہ ہمارے دین کے لئے راضی تھے ہم اُن سے اپنی دُنیا کیلیے راضی تھے۔

اِس روایت کی تخریج خلعی اور ابنِ سمان نے الموافق میں کی۔

اللہ نے صِدّیق نام رکھا

(۲) ابی اسحٰق ابی یحییٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ہم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر شریف پر متعدد بار یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اللہ عزّ وجل نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر ابوبکر کا نام صدّیق رکھا۔

ابی اسحاق نے اُن کے فضائل میں نقل کیا۔

اسمِ صدّیق آسمان سے آیا

(۳) حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ اُنھوں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر فرمایا ! بیشک اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا نام "صدّیق" آسمان سے اُتارا۔

اِس روایت کی تخریج سمرقندی اور صاحب صَفوت نے کی۔

آسمانوں کی ہر چیز پر ابُوبکر کا نام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا! میں نے آسمان کی طرف عروج کیا تو ہر چیز پر لکھا ہوا دیکھا، محمد رسول اللہ اور ابوبکر صدیق میرا خلیفہ ہے۔

ابنِ عرفہ، عبدی اور ثقفی اور اصبہانی نے اِس روایت کو نقل کیا ہے۔

ابُوبکر کی خلافت تھوڑا عرصہ ہے

زُہری نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مرفُوع حدیث بیان کی۔ آپ نے فرمایا! میرے پیچھے بارہ خلفاء ہیں۔ ابوبکر صدّیق تھوڑا عرصہ رہیں گے۔

اِسے صاحبِ صفوت نے نقل کیا۔ اِس سے پہلے یہ حدیث مناقب ثلاثہ میں حضرت عُمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے بیان ہوئی اور اِس میں تینوں خلفاء ابوبکر وعُمر اور عُثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر ہے۔

اِس کی تخریج ابنِ اضحاک اور صُوفی نے یحییٰ بن معین سے کی۔

دونوں صِدّیق ہیں

اِن احادیث میں بعینہٖ کسی کے لئے معنیٰ حُجّت نہیں بلکہ جائز ہوگا کہ اللہ ورسول نے دونوں کو صدّیق کہا ہو اور جائز ہوگا کہ اِس نام کے ساتھ اس کے وصف میں صِدق کے ساتھ مبالغہ ہو۔ اسے اس کے لئے حضرت ابُو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں گواہی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سُنا۔

ما اظلت الخضراء ولا اقلت الضبراء صدق لهجة من ابوبكر

صدّیق آسمان میں حلیم مشہور ہیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئے تو ایک گوشے میں طویل مُدّت تک ٹھہرے رہے پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے تو جبریل علیہ السلام نے عرض کی ! یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ ابنِ ابی قحافہ ہیں ؟

آپ نے فرمایا ! اَے جبریل (علیہ السلام) کیا یہ آسمان میں مُتعارف ہیں؟

جبریل نے عرض کی! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا وہ آسمان میں زمیں سے زیادہ مشہور ہیں اور آسمان میں اُن کا نام حلیم ہے۔

اُس نے اِس لئے فضائل میں اور ملاء نے اپنی سیرت میں نقل کیا۔

تیسری فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حُلیے کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے اُن سے بعض لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حُلیہ کے بارے میں پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا !

اُن کا رنگ سفید تھا اور جسم نحیف تھا، رُخساروں پر بہت کم گوشت تھا۔ آپ کا پیٹ بڑھا ہوا تھا اور تہبند پہلو سے ڈھلک جاتا تھا۔

آپ کے جسم پر بہت کم گوشت تھا یہاں تک کہ ہڈیاں نظر آتی تھیں۔ آپ کی آنکھیں دھنسی ہوئی تھیں اور پیشانی کی رگیں نمایاں تھیں۔

اِس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔

حضرت قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ مَیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مرض الموت میں اپنے باپ کے ساتھ اُن کے پاس گیا تو مَیں نے دیکھا کہ آپ بہت ہی کم گوشت والے اور نحیف ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ابوبکر بن مخلد نے کی اور مشہور وہ ہے جو پہلے بیان ہوا کہ آپ کا رنگ گورا تھا اور آپ مہندی اور وسمے کا خضاب لگاتے تھے اِس روایت کی تخریج مسلم نے کی۔

بڑی زُلفوں والے

اصمعی کا بیان ہے کہ ابو عمرو بن علاء نے کہا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ افرع تھے۔ کیونکہ اُن کی زُلفیں کثیر اور لمبی تھیں جبکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اصلح تھے کیونکہ اُن کے سَر کے درمیانی حصّہ میں بالکل بال نہیں تھے اور سَر کے کناروں پر حاشیہ کی طرح تھے۔ مرد کو افرع اور عورت کو فرعاء کہتے ہیں۔

ابنِ درید نے کہا فرعاء زیادہ بالوں والی عورت کو کہتے ہیں اور مرد کو افرع نہیں کہتے جب بڑی ڈاڑھی والا ہو۔ مرد کو اصلع اَفرع کی ضد کے لئے کہتے ہیں ولیکن یہ صِفاتِ معنوی ہیں تو بیشک حضرت ابوبکر دونوں کے باب میں حضرت علی کی مَدح میں اِس کا بیان ہوا اور اِنشاء اللہ تعالیٰ آئندہ اُن کے کثیر فضائل میں بیان آئے گا۔

چوتھی فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اِسلام اور ابتدائے اِسلام کا بیان

حضرت ربیعہ بن کعب سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسلام آسمان میں وحی کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے چنانچہ حضرت اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تجارت کے لئے شام کو گئے تو ایک خواب دیکھا جو بحیرا راہب کو سُنایا۔

بحیرا نے کہا ! آپ کہاں سے آئے ہیں ؟

فرمایا ! مکہ سے

پُوچھا ! کس قبیلے سے ہیں ؟

فرمایا ! قُریش سے۔

کیسے آنا ہوا ؟

فرمایا ! تجارت کے لئے۔

بحیرا نے کہا ! اللہ تعالیٰ نے آپ کو سچّا خواب دکھایا ہے۔ آپ کی قوم میں ایک نبی مبعوث ہوں گے اور آپ اُن کی زندگی میں اُن کے وزیر ہوں گے اور اُن کے وصال کے بعد اُن کے خلیفہ ہوں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سُنا تو اُن کے دل کو مسرت حاصل ہوئی یہاں تک کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت مُبارکہ ہوئی تو اُنہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا:

یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کے دعوے کی کیا دلیل ہے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! وہ خواب جو تُو نے شام میں دیکھا تھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے بغل گیر ہو کر آپ کی پیشانی کو چوم لیا اور کہا! میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو میرے اسلام سے بہت زیادہ خوشی حاصل ہوئی۔

اِس روایت کی تخریج فضائلی نے کی ہے۔

حضرت اُبوبکر رضی اللہ عنہ کے اِسلام کی دُوسری روایت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملاقات کے لئے نکلے اور وہ زمانۂ جاہلیت میں آپ کے دوست تھے۔ جب مُلاقات ہوئی تو اُنہوں نے آپ کی خدمت میں عرض کی اَے ابا القاسم! آپ نے اپنی قوم کی مجالس چھوڑ دی ہیں اور اُن کے آباواَدیان پر معیوب ہونے کی تُہمت لگاتے ہیں ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! میں اللہ کا رُسول ہوں اور تجھے اللہ عزوجل کی طرف بُلاتا ہوں جب آپ اِس بات سے فارغ ہوئے ،تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کرلیا اور اُس وقت آپ اخشبین مکّہ کے دو پہاڑوں کے درمیان تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام سے بہت زیادہ خُوشی حاصل ہوئی۔

حافظ ابوالقاسم دمشقی نے اربعین طوال میں اور حافظ ابنِ ناصر سلامی نے اِس روایت کی تخریج کی۔

اِسلامِ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تیسری روایت

اُم المومنین حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں !

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھی اور دوست تھے۔ جب آپ مبعوث ہوئے تو قریش کے لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے تو کہا اے ابا بکر! تمہارا ساتھی دیوانہ ہوگیا ہے۔ معاذ اللہ،،

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! وہ کیا کہتے ہیں؟

اُنہوں نے کہا ! وہ مسجدِ حرام میں لوگوں کو توحید کی طرف بلاتے ہیں اور اُن کا گمان ہے کہ وہ نبی ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! یہ بات اُنہوں نے کی ہے؟

اُنہوں نے کہا ! ہاں اور وہ یہ بات مسجدِ حرام میں کہہ رہے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مُلاقات کے لئے نکلے اور بیت اللہ شریف کے دروازے پر گئے تو آپ باہر تشریف لا رہے تھے جب آپ نمودار ہوئے تو حضرت ابوبکر نے کہا اے اُبوالقاسم! مُجھے آپ سے کیا پہنچا ہے ؟

آپ نے فرمایا ! اَے ابا بکر تُجھے مجھ سے کیا پہنچا ہے ؟

اُنہوں نے کہا ! مجُھے یہ بات پہنچی ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی تَوحید کی دعوت دیتے ہیں اور آپ کا گمُان ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں ؟

آپ نے فرمایا ! ہاں اے ابا بکر مجُھے میرے رَبّ عزّ وجل نے بشیر ونذیر بنایا ہے اور مجُھے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا بنایا ہے اور تمام لوگوں کی طرف بھیجا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! خُدا کی قسم مجُھے آپ سے کبھی جھُوٹ کا تجربہ نہیں ہوا اور بیشک آپ خلیق بِالرسالت، امینِ اعظم اور صِلہ رحمی فرمانے والے اور اچھے اَفعال کرنے والے ہیں اپنا ہاتھ بڑھائیں تا کہ میں آپ کی بیعت کروں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ اقدس بڑھایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی بیعت کی اور آپ کی تصدیق کی اور اِقرار کیا کہ آپ جو لیکر

آئے ہیں وہ حق ہے۔ پس خدا کی قسم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوبکر کو اسلام کی طرف بلایا تو اُنہوں نے دیر نہیں لگائی۔

اِس روایت کو ابنِ اسحاق اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا۔

ابنِ اسحق کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اِس میں جو مُجھے پہنچا وہ آپ کا یہ فرمان ہے کہ میں نے جسے بھی اِسلام کی دعوت دی ہے اُس نے تردّد کیا مگر ابوبکر بن ابی قحافہ نے بغیر کسی تردّد اور غور وفکر کے اسلام قبول کرلیا۔ مَیں نے جب اُس سے اسلام کا ذکر کیا تو اُس نے انتظار نہیں کیا۔

ایک اور تصدیق

ابنِ ہشّام نے کہا ! مُجھ سے بعض اہلِ علم نے حدیث بیان کی کہ عباس بن مرداسی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا ! یہ شعر تُو نے کہا ہے:

فاصبح یھنی و نھب العبید

بین الاقرع وعُیینۃ

حضرت ابوبکر صدّیق نے کہا ! بین عیینۃ والاقرع

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! دونوں ایک ہی ہیں۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا ! میں گواہی دیتا ہوں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے !

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ

یعنی، ہم نے اُسے شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی شعر اس کی شان کے لائق ہے۔

(سورۃ یٰسین آیت ٦٠)

پہلے اسلام لانے کا بیان

حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مَردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور قبلہ کی طرف سب سے پہلے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے نماز پڑھی۔

اِس روایت کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی ہے۔

حضرت حسّان کی گواہی

شعبی سے روایت ہے کہا کہ لوگوں نے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا کہ سب سے پہلے اسلام کون لایا ؟

آپ نے فرمایا ! کیا حسان بن ثابت کا قول نہیں سُنا۔

اذا تذکرت شجوا من اخی ثقة
فاذکر اخاك ابابکر بما فعلاً
خیر البریة اتقاہا واعدلها
بعد النبی واوفا یاہما حملا
والثانی التانی محمود مشهده
واول الناس منهم صدق الرسلا

جب تو ثقہ بھائی سے بہادروں کا تذکرہ کرے تو اپنے بھائی ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کا ذکر کر اس کے ساتھ جو اُس نے کام کئے۔

جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد خیر البریّۃ، متقی، مُنصف اور اُس کے عہد کو پورا کرنے والا ہے جو بوجھ اُس نے اُٹھایا۔

جو اُن کے محمود مشہد کے پیچھے چلنے والا دوسرا اور لوگوں میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تصدیق کرنے والا پہلا ہے۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ کیا تُو نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں بھی کچھ کہا ہے ؟

پس اُنہوں نے یہ شعر پڑھے اور ان میں چوتھا شعر یہ ہے۔

وثانی اثنین فی الغار المنیف وقد
طاف العدو بھم اذ صعد الجبلا

اور وہ غارِ منیف میں دُوسرا جب وہ پہاڑ پر چڑھ رہے تھے تو دشمن اُن
کے ساتھ چکر کاٹ رہے تھے۔

پس نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اظہارِ مسرت کرتے ہوئے فرمایا !

احسنت یاحسّان!

یعنی اَے حسّان ! تُو نے خوب کہا۔

اِس روایت کو اُبو عمر نے نقل کیا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت حسّان کا شعر سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہنس پڑے۔ یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں مبارکہ ظاہر ہو گئیں پھر فرمایا! حسّان تُو نے سچ کہا۔ وہ ایسا ہی ہے جیسا تُو نے کہا۔

اِس روایت کو صاحبِ صفوۃ نے اُن کے فضائل میں نقل کیا ہے کہا کہ اُبو عمر اِس میں یہ پانچواں شعر بھی نقل کیا ہے۔

وکان حب رسول اللہ قد علموا
من البریہ لم یعدل بہ رجلا

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبّت کرنے والے ہیں اور لوگ
جانتے ہیں نیکوں میں کوئی شخص اُن کے برابر نہیں۔

صداقت پر اِیمان تھا

فرات بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے میمون بن مہران رضی اللہ عنہ سے کہا! کیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ابوبکر رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لائے تھے یا علی ابنِ ابی طالب علیہ السلام ؟

اُنہوں نے کہا ! خدا کی قسم ابوبکر رضی اللہ عنہ بحیرا راہب کے زمانہ میں آپ پر ایمان لے آئے تھے اور اِس میں اُن کے اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زمانے کا اِختلاف ہے یہاں تک کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہو گیا۔

اور یہ تمام واقعات حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی ولادتِ مبارکہ سے پہلے کے ہیں۔ اور اِس ایمان سے مُراد آپ کی سچّائی پر یقین ہے اور حدیث میں جو اِس کی گواہی ہے اِس کا قصّہ اِس کے بعد آئندہ بیان ہوگا۔

حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

اُنہوں نے کہا ! کیا ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں میں اِس اَمر کے زیادہ مستحق نہیں؟

کیا اُنہوں نے سب سے پہلے اِسلام قبول نہیں کیا، کیا وہ اَیسے نہیں ہیں ؟

اِس کی تخریج بغوی اور ابوحاتم نے کی۔"

حضرت ابوبکر سے راہب نے کیا کہا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی تھے وہ اٹھارہ سال کی عُمر میں تجارت کی غرض سے شام کو گئے یہاں تک کہ وہ ایک منزل پر اُترے تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیری کے سائے میں تشریف فرما ہو گئے اور ابوبکر راہب کے پاس گئے تو بحیرا راہب

نے اُن سے پوچھا! بیری کے سائے میں کون تشریف فرما ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: وہ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہیں۔

بحیرا نے کہا: خدا کی قسم! وہ اللہ کے نبی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سوائے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے کوئی شخص اِس بیری کے سائے میں نہیں بیٹھا پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں اِس واقعہ سے یقین ہوگیا۔

دونوں نے اِسے فضائل میں بیان کیا ہے اور یہ میمون بن مہران کی روایت کی تفسیر ہے اور یقیناً اِس سے اِن کی مُراد ابوبکر کا اسلام ہے جو اُن کے دل میں یقین سے ثابت تھا مگر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ نکاح اور شام کی طرف سفر آپ کی بعثت مبارکہ کے بعد ہے۔

اور ابونضرہ نے کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے کہا! میں آپ سے پہلے ایمان لایا ہُوں یہ طویل حدیث میں موجُود ہے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اِس سے انکار نہیں کیا۔

پہلے اِسلام لانے کی مزید روایات

(۱) ابونضرہ نے ابی سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! کیا میں پہلا مُسلمان نہیں ہوں؟

(۲) حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا آپ کے ساتھ پانچ غلام، دو عورتیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

اِس روایت کی تخریج صُوفی نے یحییٰ بن معین سے کی ہے۔

(۳) عمرو بن عنبسہ سے روایت ہے کہ میں نے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ عکاظ میں تھے۔

میں نے کہا: اِس اَمر میں آپ کے ساتھ اور کون ہے ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: حُر اور عبد یعنی آزاد اور غُلام۔ اور آپ کے ساتھ اُس وقت حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کے سوا کوئی نہ تھا۔

اور کہا: میں چلا آیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے پھر اپنے نجیب کو متمکّن فرمایا اور بعض طُرق میں ہے کہ وہ مکّہ میں آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پوشیدہ پایا۔ اِس کی مسلم نے طویل قصے میں تخریج کی۔"

سَابِقُونَ الاَسلام

جوہری نے زُر سے، اُس نے عبداللہ سے روایت کی سب سے پہلے سات اشخاص نے اسلام قبول کیا اور وہ یہ ہیں۔ حضرت اُبو بکر، حضرت عمّار، حضرت عمّار کی والدہ، حضرت سمّیہ، حضرت صہیب، حضرت مِقداد اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

پس حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت پر مامور فرمایا اور ابو بکر کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اُن کی قوم سے کروائی اور باقی سب کو مُشرکین نے پکڑ لیا اور اُنہیں لوہے کی زِرہیں پہنا کر سُورج کے سامنے لٹا دیا۔

فانہ انت علیہ نفسہ فی اللہ عزوجل وہان علیٰ قومہٖ

پس کُفّار نے اُن کو پکڑ کر لڑکوں کے حوالے کر دیا۔ لڑکے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو مکہ معظّمہ کی گھاٹیوں کا چکر لگواتے اور وہ اَحد اَحد پُکارتے۔

احمد نے مُسند میں اور ابنِ سری نے اس کی تخریج کی۔ اُسی سے روایت ہے سب سے پہلے تلوار کے ساتھ اسلام ظاہر کرنے والے حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اِس کی واحدی نے تخریج کی۔"

پہلے اسلام لانے والے کے بارے میں عُلماء کے اَقوال کا بیان اور اِختلاف اور مُختلف فیہ اَحادیث کا مجموعہ

حضرت اُبوبکر کے حق میں

مُحدثین کے درمیان حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں اِختلاف نہیں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے والے پہلے مرد ہیں اور اِس میں اختلاف ہے کہ کیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت کے وقت پیدا ہو چکے تھے یا نہیں اور اِس میں جو لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اوّل اسلام لانے کی طرف گئے ہیں وہ حضرت ابنِ عباس، حضرت حسان بن ثابت، حضرت ابواروی، حضرت دوسی، حضرت اسماء بنت ابوبکر نخعی ابنِ ماجشون، مُحمد بن مکندر اور حسنی رضی اللہ عنہم ہیں۔

اِس کا ذکر صاحبِ صفوۃ اور ابوعمر وغیرہما نے کیا ہے۔

حضرت علی کے حق میں

ابوعمر نیک کہا ! جو لوگ مردوں میں سب سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے اسلام قبول کرنے کی طرف گئے ہیں اُن کے بارے میں مجھے یہ بتایا گیا کہ وہ حضرت سلمان، حضرت ابوذر، حضرت مقداد، حضرت خباب، حضرت جابر، حضرت اُبوسعید خُدری اور حضرت زَید بن ارقم رضی اللہ عنہم ہیں اور یہ ابنِ شہاب عبداللہ بن مُحمد، محمد بن کعب اور قتادہ رضی اللہ عنہم کا قول ہے اور اِس اَمر پر سب کا مطلقاً اِتفاق ہے کہ حضرت خَدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔

ابنِ اسحاق نے ذکر کیا کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو نازل ہوا اُس

کی تصدیق کرنے والے اور سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے اور سب سے پہلے نماز پڑھنے والے حضرت علی ابنِ ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور اُن کی عُمر بعثت کے وقت دس سال تھی۔ اور یہ بھی کہا کہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسلام قبول کیا پھر زَید بن حارثہ رضی اللہ عنہ نے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر مُسلمانوں کے ایک گروہ نے اسلام قبول کیا اِن میں سے حضرت عُثمان، حضرت زبیر، حضرت طلحہ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

اور ایسے ہی ابنِ قتیبہ نے معارف میں بیان کیا ہے۔

تطبیق یُوں دی جائے گی

اِن کے علاوہ بعض اہلِ علم نے کہا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا جبکہ اُن کی عُمر آٹھ سال تھی اور عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام قبول کیا۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی۔

بہتر یہ ہے کہ تمام روایات میں موافقت اور اِس کی تصدیق ہے پس کہتے ہیں کہ مُطلقاً سب سے پہلے جنھوں نے اسلام قبول کیا وہ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ بنتِ خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں اور مردوں میں سب سے پہلے جنھوں نے اسلام قبول کیا وہ حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ہیں اور وہ اس وقت بچے تھے اور بلوغت کو نہیں پہنچے تھے۔

جیسا کہ اُن کی عمر کے بارے میں پہلے بیان ہوا اور اُنہوں نے اپنا اسلام چھپا رکھا تھا اور جس پہلے عربی بالغ شخص نے اسلام قبول کیا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور موالی میں سے جنھوں نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا وہ حضرت زَید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور یہ اَمر بلا اختلاف متفق علیہ ہے اور اِس پر ہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وغیرہ کا

یہ قول محمول کیا جائے گا کہ مردوں میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ یعنی بالغ مردوں میں سے۔

حضرت علی کا ظرف

اِس کی تائید حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ روایت کرتی ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خِدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور کہا اے امیر المومنین! مہاجر و انصار نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت پر سبقت کیسے کی، جبکہ آپ اُن سے اَسبق ہیں اور آپ کی منقبت اُن سے زیادہ روشن ہے۔

حضرت حسن بصری کہتے ہیں: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! تیری بربادی ہو ابوبکر مُجھ پر چار باتوں میں سبقت رکھتے ہیں۔ جن میں سے مُجھے کوئی نہیں پہنچی، وہ مُجھ سے اسلام ظاہر کرنے میں سبقت رکھتے ہیں۔

وہ ہجرت میں مُجھ پر سبقت رکھتے ہیں۔

وہ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مَصاحِب تھے۔

اور وہ نماز قائم کرنے میں اسبق ہیں اور میں شعب میں اسلام کے اظہار و اخفا میں تھا قریش میری تحقیر کرتے تھے۔

خدا کی قسم! اگر ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساتھ چھوڑ دیتے تو دونوں طرف دین نہ پہنچتا اور لوگ گُرعۂ طالُوت کی طرح گرعہ ہوتے۔

اور فرمایا: تُجھ پر افسوس! بے شک اللہ عزَّ وجل نے لوگوں کی مذمّت کی ہے اور ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

اِلَّا تَنۡصُرُوۡهُ فَقَدۡ نَصَرَهُ اللّٰهُ ... الآیت

(سورۃ توبہ آیت ۴۰)

اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے اور اُس کی رُوح کو میرا سلام پہنچائے۔

اِس کی تخریج فضائل ابوبکر میں کی گئی ہے۔

اور خثیمہ بن سلیمان نے اِس مفہوم کی روایت بیان کی اور اُس میں یہ زیادہ کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن ابی زناد رضی اللہ عنہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک شخص آیا اور لوگوں کو روتا چھوڑتا ہوا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا اور عرض کی:

اے امیر المومنین ! مہاجرین و انصار کو کیا ہو گیا کہ اُنہوں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقدم کر لیا اور آپ کی منقبت اُن سے زیادہ روشن اور ظاہر ہے۔ اور آپ پہلے اسلام قبول کرنے والے اور سابق الاسلام لوگوں میں سب سے پہلے ہیں؟

فرمایا ! اگر تُو قریشی ہوتا تو میں تیرا سختی سے محاسبہ کرتا۔ پھر فرمایا! بیشک ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو چار چیزوں میں مجھ پر سبقت ہے۔ جن میں سے مجھے کوئی نہیں ملی۔

وہ مجھ پر امامت یا تقدیمِ امامت، ہجرت و غار کی سبقت اور افشائے اسلام میں سبقت رکھتے ہیں۔ اِسے ابنِ سمان نے الموافق میں نقل کیا ہے۔

اور اِس پر یہ زیادہ کیا کہ پھر فرمایا ! مجھ میں کوئی ایک بات نہیں جو مجھے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت دے یہاں تک کہ اُس پر افتراء کی حد قائم کی جائے یعنی اُسے اَسّی کوڑے لگائے جائیں جو مجھے اُن پر فضیلت دیتا ہے۔"

محمد بن حنفیہ کی روایت

محمد بن حنفیہ سے روایت ہے جب پوچھا گیا کہ کیا ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں میں سب سے پہلے اسلام لائے ہیں؟ فرمایا ! نہیں۔

اُنہیں کہا گیا: کون سی چیز اعلیٰ اور اسبق ہے یہاں تک کہ اُس کا ذکر دوسرے میں نہیں کیا گیا ؟

اُنہوں نے فرمایا ! وہ اسلام لائے جس دن اسلام لائے اور وہ اسلام لانے والوں میں بہتر تھے اور اِس پر ہمیشہ رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اُنہیں فوت کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا! بیشک وہ اُن میں افضل اِیمان لانے والے تھے یہاں تک کہ رحلت فرما گئے۔

یہ دونوں روایتیں ابنِ سمان نے موافق میں بیان کی ہیں۔"

حضرت علی نے اِسلام ظاہر نہ کیا تھا

محمد بن کعب، سے روایت ہے اُن سے پُوچھا گیا کہ سب سے پہلے کون اسلام لایا حضرت علی یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ؟

اُنہوں نے فرمایا ! سُبحان اللہ۔ علی کرم اللہ وجہہ الکریم پہلے اِسلام لانے والے ہیں اور اِس میں لوگوں کو شک تھا کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے اسلام کو حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ سے چھپایا تھا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا اور ہمارے نزدیک اِس میں شک نہیں کہ حضرت علی کرّم اللہ وجہہٗ الکریم نے اُن سے پہلے اسلام قبول کیا۔

اِس کی تخریج ابوعمر نے کی۔"

اور اِسی سے روایت ہے کہ حضرت اُبوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! میں وہ پہلا شخص ہوں جس نے اپنا اِسلام ظاہر کیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے اِسلام کو اپنے باپ سے پوشیدہ رکھا یہاں تک کہ حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن سے مُلاقات کی تو پوچھا ! کیا تم نے اسلام قبول کر لیا ہے ؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے کہا ! ہاں۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اپنے ابنِ عم کی بات ماننا اور اُن کی امداد کرنا۔

اور حضرت علی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پہلے اِسلام قبول کر چکے تھے۔

اور اِس کی تخریج حاکمی نے اربعین میں کی۔"

پانچویں فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں پر اسلام قبول کرنے والے

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں! جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا تو حضرت عُثمان ابن عفّان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم نے اِسلام قبول کرلیا۔ پھر دُوسرے دن وہ حضرت عُثمان بن مظعون، حضرت ابی عبیدہ بن جراح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابی سلمہ اور حضرت ارقم کے پاس گئے تو وہ اِسلام میں داخل ہوگئے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اِس روایت کی تخریج ابن ناصر سلامی نے کی۔

ابوبکر نے لوگوں کو اللہ کی طرف بُلایا

ابنِ اسحاق کی روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے اسلام قبول کیا تو اپنا اِسلام ظاہر کردیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بُلایا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی قوم کے مؤلف اور آسانی پیدا کرنے والے تھے۔ وہ قریش کے سب سے بڑے نسّاب اور اچھے بُرے وقت میں اُن کا ساتھ دینے والے تھے وہ اچھے اخلاق والے معروف تاجر تھے اور لوگ اپنی ضروریات کے لئے اُن کے پاس آیا کرتے تھے چُنانچہ جب وہ اسلام لے آئے تو اپنی مجلس میں بیٹھنے والوں کو اِسلام کی دعوت دیتے تو وہ قبول کرلیتے۔

جب اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف بُلایا تو اُن کے جواب میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت زبیر بن عوام، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اُن کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مُسلمان ہو گئے۔

آگ میں گرنے سے بچالیا

محمد بن عبید بن عمر بن عثمان بن عفان سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن سعید بن عاص قدیم الاسلام ہیں اور اُن کا بھائی اُن کے بعد اسلام لایا۔ اُن کی ابتدائے اِسلام کا واقعہ یہ ہے کہ اُنہوں نے خود کو خواب میں آگ کے کنارے پر دیکھا جس کی وُسعت کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اُنہوں نے دیکھا کہ اُن کے باپ کو اُس آگ میں ڈال دیا گیا اور اُنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کمر سے پکڑ لیا۔

وہ یہ خواب کا منظر دیکھ کر گڑگڑانے لگے اور کہا خُدا کی قسم! یہ خواب سچا ہے۔ پس وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور اُنہیں خواب کا واقعہ سُنایا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تیرے ساتھ بھلائی کا ارادہ ہے یہ اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اِن کی اِتباع کر اور اِسلام تجھے اِس آگ میں داخل نہیں ہونے دے گا جس میں تیرا باپ گرایا گیا۔

پس اُنہوں نے مقامِ اجیاد پر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا محمد! آپ کس چیز کے لئے بلاتے ہیں ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مَیں اللہ وحدہٗ لاشریک کی دعوت دیتا ہوں اور محمد اُس کے بندے اور رسول ہیں اور جو اِس پر نہیں اُس سے الگ ہو جاتا ہوں۔

اِس روایت کی تخریج فضائل ابی بکر میں کی گئی۔"

یہ وجہ بھی تھی

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کے قریب مسجد بنا کر اُس میں نماز پڑھتے اور تلاوتِ قُرآن کیا کرتے۔ پس لوگ اُن کے پاس جمع ہو جاتے اور اُن کی تلاوت سُنتے اور اُنہیں نماز پڑھتے اور روتے ہوئے دیکھتے یہاں تک کہ اِس وجہ سے بھی ایک گروہ مُسلمان ہو گیا اور یہ اُن کی مشہور خبر ہے۔"

چھٹی فصل

زمانۂ جاہلیت میں حضور رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابُوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان محبّت اور دوستی

رَازدارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اِس سے پہلے حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اِسلام کی اِبتداء میں اِس کا بیان ہوا۔ ابی میسرہ ابنِ شرجیل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غیب سے یا محمد کی ندا سُنا کرتے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کے اِس راز میں آپ کے ندیم تھے۔"

اِنہی سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو فرمایا ! جب میں خلوت میں اکیلا ہوتا ہوں تو ایک آواز سُنتا ہوں۔ واللہ! میں اِس اَمر کے ہونے سے ڈرتا ہوں۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: مَعاذ اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ کوئی ناپسندیدہ اَمر واقع نہیں کرے گا۔ خُدا کی قسم! آپ امانتیں واپس کرتے ہیں اور صِلہ رحمی بھی کرتے ہیں اور آپ کی بات کی تصدیق کی۔

اِس واقعہ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ گھر پر موجُود نہیں تھے۔ حضرت خَدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بات سے آگاہ کیا اور کہا:

اُے عتیق! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ہمراہ ورقہ کے پاس جائیں چنانچہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑا اور کہا! آئیں وَرقہ کے پاس چلیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تُجھے کس نے بتایا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی! حضرت خَدیجہ "رضی اللہ عنہا" نے۔ پس دونوں ورقہ کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے یہ واقعہ سُنایا۔

اِس سیاق کے ساتھ دونوں کے ورقہ کے پاس جانے کا بیان مشہور حدیث میں ہے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا حضور رِسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے یہ قول بُخاری و مُسلم نے نقل کیا اور اَیسے ہی ورقہ کی حدیث اور آپ کے لئے اُس کا قول ہے۔"

ساتویں فصل

اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے اور آنحضرت کا مُشرکین سے دفاع کرنے اور مُشرکین کو ڈرانے کے سلسلہ میں حضرت ابُوبکر کا تکلیفیں برداشت کرنا

اپنی جان پیش کر دی

اِس سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کے ایمان لانے کے بیان میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث پہلے گزر چکی ہے۔

اور حضرت اُسماء بنت ابوبکر صدیق سے روایت ہے اُن سے پُوچھا گیا کہ اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مُشرکین کا سب سے زیادہ تشدّد کیا دیکھا ہے ؟

اُنہوں نے فرمایا ! مُشرکین مسجد حرام میں بیٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں باتیں کر رہے تھے کہ آپ اُن کے مَعبودوں کے بارے میں اُن کے درمیان رہتے ہوئے ایسی باتیں کہتے ہیں۔

جب آپ مسجد حرام میں تشریف لائے تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور جو بات آپ سے پُوچھتے آپ ٹھیک بتا دیتے۔ پس اُنہوں نے کہا ! کیا آپ ہمارے معبُودوں کو ایسے اور ایسے کہتے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! ہاں تو اُن لوگوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو کسی کی چیخ سُنائی دی کہ اپنے ساتھی کو دیکھو۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نکلے

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو لوگوں میں گھِرے ہُوئے پایا تو فرمایا! تُمہاری بربادی ہو تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیاں لیکر آیا ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں! مُشرکین نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیٹنے لگے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں! جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے پاس آئے تو اُن کے رُخساروں سے کوئی چیز مَس نہ کرتی تھی۔ مگر وہ اُس کے ساتھ آئے اور وہ کہتے تھے: تبارکت یاذوالجلال والاکرام۔

اِس حدیث کی تخریج ابو عمر وغیرہ نے کی۔''

بے مثل بُردباری

قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کعبے شریف کو جاتے ہُوئے قُریش کے ایک بے وقوف شخص سے مِلے تو اُس نے اُن کے سر پر مٹی ڈال دی۔ جب آپ ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل کے پاس سے گُذرے تو اُس نے کہا ! کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اِس بے وقوف نے تمہارے ساتھ کیا کِیا ہے ؟

آپ نے فرمایا ! تُو اپنے نفس کے ساتھ یہ کرتا ہے؟

اُس نے تین بار کہا ! کون سے رَب نے تجھے بُردباری دی ہے۔

جاں نثارِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا ! مَیں نے عبداللہ بن عَمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے پوچھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مُشرکین نے سب سے بڑی سختی کیا کی ہے ؟

عبداللہ نے کہا ! مَیں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز پڑھ رہے تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردن میں کپڑا ڈال دیا اور اُسے بل دے کر بُری طرح آپ کا گلا گھونٹ دیا۔ اِسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے آکر اُسے روکا اور کہا تم ایسے شخص کو قتل کرنے کے درپے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے۔

اِس روایت کی تخریج بخاری نے کی اور اُس نے عمرو بن العاص سے بنفسہٖ روایت بیان کی اور اُس میں کہا کہ آپ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے اور اُس کے بعض طُرق میں ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کعبے کے پاس تھے کہ عُقبہ بن معیط آیا اور اُس نے آپ کی گردن میں چادر ڈال کر آپ کی گردن مُبارک کس دی اِسی اثناء میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اُنہوں نے اُسے کندھے سے پکڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پرے ہٹایا۔

ایک اور روایت

عُمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دن چڑھے بیت اللہ شریف کا طواف کر رہے تھے کہ مُشرکین کعبہ شریف میں داخل ہوئے اور آپ کا طواف مُنقطع کر دیا اور آپ کو کندھوں سے پکڑ لیا اور کہا ! آپ ہمیں اُن معبودوں کی عبادت سے روکتے ہیں جن کی عبادت ہمارے باپ دادا کیا کرتے تھے۔

کہا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پیچھے تھے اُنہوں نے مشرکین سے کہا ! تم ایسے شخص کو قتل کر دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی نشانیوں کے ساتھ آیا ہے ۔ اگر وہ جھوٹ کہتا ہے تو اُس کا جھوٹ اُس پر ہے اور اگر وہ سچ کہتا ہے تو اُسے اُس کا حصّہ ملے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں بھر آئی تھیں یہاں تک کہ مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا راستہ چھوڑ دیا۔

عمرو بن العاص نے اِس قصّے کو آنکھوں سے دیکھا تھا جبکہ اُس کے بیٹے کو اُس سے پہنچا ہے اور اُس نے خُود مشاہدہ نہیں کیا۔

دِیوانہ بیٹا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ مُشرکین نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِس قدر زدوکوب کیا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ آئے اور اُنہوں نے کہا! سُبحان اللہ تم ایسے شخص کو قتل کرتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔

لوگوں نے کہا ! یہ کون ہے ؟

کسی نے کہا ! ابُوقحافہ کا دیوانہ بیٹا۔ ''اخرجہ فی فضائل''

ابُولہب کی بیوی کی دیوانگی

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ جب سورت ''تبت یدا ابی لھب وتب'' نازل ہوئی تو ابُولہب کی بیوی اُمِ جمیل بنت حَرب ہاتھ میں پتھر لئے شور مچاتی ہوئی آئی اور کہا !

مذمما ابینا ووینہ قلینا ،واھرہ عصینا۔

ہمارے آباؤ اجداد کی مذمّت کرتا ہے، ہمارے دین کو بُرا کہتا ہے اور اُس کا اُمر ہماری نافرمانی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دیکھا تو عرض کی، یارسول اللہ! وہ آرہی ہے اور مُجھے خدشہ ہے کہ وہ آپ کو دیکھ لے گی۔

آپ نے فرمایا ! وہ مُجھے نہیں دیکھ سکے گی اور قرآن پڑھ کر اُس کی نظر روک دی۔

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَاِذَا قَرَاْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَیْنَكَ وَبَیْنَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا

اور اے محبوب! جب آپ نے قرآن پڑھا ہم نے آپ میں اور آخرت پر ایمان نہ لانے والوں میں ایک پوشیدہ پردہ کر دیا۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۴۵)

پس وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ٹھہر گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ دیکھ سکی تو کہا : اے ابوبکر! تمہارا ساتھی میری ہجو کرتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! نہیں اس گھر کے رب کی قسم ! آپ تیری ہجو نہیں کرتے۔ وہ شور مچاتی ہوئی کہنے لگی۔ قریش مجھے جانتے ہیں۔ میں اُن کے سردار کی بیٹی ہوں۔

یہ روایت فضائلِ ابوبکر میں اس سیاق کے ساتھ تخریج کی گئی اور ابنِ اسحاق کے نزدیک اِس کا یہ مفہوم ہے کہ اِس قول کے بعد کہا مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ میری ہجو کرتے ہیں، خدا کی قسم! اگر اُنہیں پالیتی تو اِس پتھر سے مارتی۔

ابنِ اسحاق نے کہا ! قریش حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مذمّم کہتے اور پھر گالیاں دیتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مُجھے قریش کی اذیت سے بچالیا ہے وہ مذمم کی ہجو کرتے ہیں اور مَیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہوں۔

اور حضرت اسماء بنت ابی بکر ہی سے روایت ہے کہ اُمِّ جمیل حضرت ابوبکر کے پاس آئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے پاس تھے۔ پس اُس نے کہا ! اے ابنِ ابی قحافہ تیرے ساتھی کی کیا شان ہے کہ وہ کہتے ہیں ؟

اُم جمیل نے کہا ! کیا اُس نے نہیں کہا !

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر کو فرمایا! اس سے پُوچھو کیا اُس نے کسی کو تیرے پاس دیکھا ہے؟ پس وہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اُس کے اور میرے درمیان پردہ حائل کر دیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس سے پُوچھا تو اُس نے کہا ! اے ابنِ ابی قحافہ مجھ سے مذاق کرتا ہے مَیں نے کسی کو بھی تیرے پاس نہیں دیکھا۔

اِس کی تخریج ''فضائل'' میں یوں ہوئی ہے۔

اللہ ورسول کی اَمان کافی ہے

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، میرے سنِ شعور سے پہلے ہی میرے والدین دینِ اِسلام قبول کر چکے تھے اور کوئی دن ایسا نہیں گذرا جس روز حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صبح وشام ہمارے گھر نہ تشریف لائے ہوں۔

جب مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جب وہ یمن کے علاقہ میں مقامِ برک الغماد پر پہنچے تو وہاں اُن کی مُلاقات قارہ کے سردار ابنِ دغنہ سے ہوئی۔

ابنِ دغنہ نے کہا ! ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میری قوم نے مجُھے نکال دیا ہے اور میں زمین میں سیاحت کرتے ہوئے اپنے پروردگار کی عبادت کروں گا۔

ابنِ دغنہ نے کہا ! اے ابوبکر آپ جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے اور نہ ہی نکالا جاسکتا ہے۔ آپ بے سہاروں کی امداد کرتے ہیں۔ صِلہ رحمی کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اُٹھاتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق کے لئے پیش آنے والی مصیبتوں میں لوگوں کی مدد کرتے ہیں، مَیں آپ کو پناہ دیتا ہوں۔ آپ واپس جاکر اپنے شہر میں اپنے رب کی عبادت کریں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابنِ دغنہ کے ساتھ واپس آ گئے۔ ابنِ دغنہ

قریش کے سرداروں کے پاس گیا اور کہا ! ابوبکر جیسا شخص نہ نکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاسکتا ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو نکال دینا چاہتے ہو جو غریبوں کا مددگار، صلہ رحمی کرنے والا، بے سہاروں کا اُٹھانے والا، مہمان نواز اور حق کی راہ میں پیش آنے والے مصائب میں معاونت کرنے والا ہے۔

قریش نے ابنِ دغنہ کی اَمان کو جھٹلانے کی بجائے کہا ! ابوبکر کو کہدیں کہ وہ اپنے گھر میں محدود رہتے ہوئے اپنے رَب کی عبادت کیا کریں۔ اپنے گھر میں ہی نماز ادا کریں اور وہیں پر جو چاہیں پڑھیں وہ ہمیں اپنے پڑھنے کی آواز سے تکلیف نہ پہنچائیں۔ اگر اُنہوں نے بلند آواز سے پڑھا تو ہمیں خدشہ ہے کہ ہماری عورتیں اور بچے اِس فتنے کی لپیٹ میں نہ آجائیں۔

ابنِ دغنہ نے یہ باتیں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بتادیں تو اُنہوں نے ایسا ہی کیا۔ بعدازاں اُنہوں نے اپنے گھر کے سامنے مسجد بنالی اور وہاں پر نماز پڑھنے اور تلاوت کرنے لگے۔

قُریش کی عورتیں اور بچے آپ کے پاس جمع ہونے لگے اور آپ کو نماز پڑھتے اور تلاوت کرتے ہوئے تعجّب کے ساتھ دیکھتے حضرت ابُوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نہایت رقیق القلب تھے۔ جب وہ قُرآن کی تلاوت کرتے تو اُن کی آنکھیں بے اِختیار آنسو بہایا کرتیں۔

قریش کے سرداروں کو یہ بات پسند نہ آئی تو اُنہوں نے ابنِ دغنہ کو بُلا کر کہا ! ہم نے ابوبکر کو تیری امان پر اِس شرط کے ساتھ امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں مُحدود ہو کر اپنے رب کی عبادت کریں۔ مگر اُنہوں نے اِس شرط سے تجاوز کیا ہے اور اپنے گھر کے سامنے مسجد بنا کر اُس میں اِعلانیہ نماز پڑھتے ہیں اور تلاوت کرتے ہیں ہمیں خدشہ ہے کہ اِس وجہ سے کہیں ہماری عورتیں اور بچے اِس فتنے میں نہ مُبتلا ہو جائیں تم اُنہیں ایسا کرنے سے روک دو۔

اگر وہ تمُہاری بات مان کر خود کو اپنے گھر تک محدود کر کے عبادت کرنے پر رضامند ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ اُن سے اپنی امان واپس لے لیں کیونکہ ہمیں نہ تو یہ پسند ہے کہ تمہاری

تذلیل ہو اور نہ ہم یہ برداشت کر سکتے ہیں کہ ابو بکر اعلانیہ طور پر اپنے اُمور بجا لائے۔

ابنِ دغنہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور کہا آپ جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے لئے مشروط وعدہ کیا تھا۔ اگر آپ کو اس شرط پر قائم رہنا منظور نہ ہو تو میری ذمّہ داری واپس کر دیں۔ مَیں نہیں چاہتا کہ عرب یہ بات سُنیں اور میں کسی شخص کے لئے عہد کر کے ذِلت اُٹھاؤں۔

حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! مَیں تیری امان واپس کرتا ہُوں اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اَمان پر خوش ہوں۔

اِس روایت کو بخاری اور ابو حاتم نے نقل کیا اور ابنِ اسحاق نے اِس کی تخریج کرتے ہوئے کہا ! حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہجرت کی اجازتِ طلب کی تو آپ نے اجازت عطا فرما دی پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے لئے نکلے جب اُنہیں مکہ معظمہ سے گئے ہوئے ایک یا دو دن ہوئے تو اُن کی مُلاقات ابنِ دغنہ سے ہوئی پھر اِس مفہوم کو بیان کیا۔

آٹھویں فصل

حضرت ابُوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہجرت کرنا اور دونوں کے ساتھ پیش آنے والے راستے اور غار کے واقعات اور مدینہ منوّرہ میں تشریف لے جانا

ہجرت کا شرف

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مُسلمانوں کو فرمایا ! مُجھے تُمہاری ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے جو دو پہاڑوں کے درمیان نخلستان میں واقع ہے۔ چنانچہ اِس کے بعد جس نے بھی ہجرت کی وہ مدینہ منوّرہ میں پہنچا اور حبشہ کو ہجرت کر کے جانے والے بعض حضرات بھی وہاں سے مدینہ منوّرہ چلے گئے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منوّرہ کو جانے کا سامان تیار کیا تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُنہیں فرمایا ! ابھی ٹھہریں مُجھے بھی اجازت ملنے کی اُمید ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی ! میرا باپ آپ پر قُربان، آپ کو بھی ہجرت کی اُمید ہے ؟ آپ نے فرمایا ! ہاں۔

بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے لئے رُک گئے اور اپنی دو اونٹنیوں کو چار ماہ تک ببول کے پتوں کا چارہ کھلاتے رہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک روز دوپہر کے وقت ہم اپنے گھر میں بیٹھے ہوئے تھے کہ کسی کہنے والے نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رُخِ اقدس پر کپڑا اوڑھے تشریف لا رہے ہیں۔

چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دوپہر کے وقت ہمارے گھر تشریف نہیں لایا کرتے تھے۔ اِس لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کی، میرے ماں باپ آپ پر قُربان، آپ اِس وقت کسی خاص کام کے لئے تشریف لائے ہیں ؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آکر اِجازت مانگی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اجازت دے دی۔ چنانچہ آپ اندر داخل ہوئے اور فرمایا ! اپنے گھر والوں کو یہاں سے ہٹا دو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میرے ماں باپ آپ پر قُربان، یہ تو آپ کے اپنے اہلِ خانہ ہیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مُجھے ہِجرت کی اِجازت مل گئی ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قُربان کیا میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا ؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! ہاں تم میرے ساتھ چلو گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میری اِن دو اُونٹنیوں سے ایک آپ لے لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! ہم ایک اُونٹنی قیمتاً لیں گے۔

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: پھر ہم نے اُن کے لئے اچھی قسم کا زادِ راہ تیار کیا اور چمڑے کی تھیلی میں کچھ کھانا رکھ دیا۔ حضرت اُسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے کمر بند کا ایک ٹکڑا کاٹ کر اُس تھیلی کا مُنہ باندھ دیا۔ اِسی لئے اُن کا نام ''ذات النطاق'' یعنی کمر بند والی پڑ گیا۔

بعد ازاں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جبلِ ثور کے ایک غار میں تشریف لے گئے اور وہاں پر تین راتیں ٹھہرے رہے۔

اِس روایت کی تخریج بخاری اور ابو حاتم نے کی اور بخاری نے یہ روایت مزید بیان کی۔

قُریش کی خبریں لانے والا

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نوجوان بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اچھی سُوجھ بُوجھ کے مالک تھے وہ رات حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بسر کرتے اور علی الصبح قریشِ مکّہ کے پاس پہنچ جاتے اور یوں معلوم ہوتا کہ وہ رات کو بھی وہیں تھے چُنانچہ وہ قریشِ مکہ کی مکاریوں کا حال سُن کر تاریکی ہوتے ہی دونوں حضرات کو آکر بتا دیتے تھے۔

علاوہ ازیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ بھی اُن کے قریب بکریاں چرایا کرتے تھے۔ جب رات کا اندھیرا پھیلتا تو وہ بکریاں اُن کے پاس لے آتے اور دونوں حضرات دودھ پی کر رات بسر کر لیتے۔ عامر بن فہیرہ تین راتیں ایسے ہی اُن کے پاس رات کے اندھیرے میں بکریاں لے کر آتے رہے۔

راستہ بتانے والا

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنی دئل کے ایک شخص کو جو بنی عبد بن عدی سے تھا، اُجرت پر رکھ لیا تا کہ وہ راستہ بتاتا رہے۔ وہ شخص راستہ بتانے میں بہت زیادہ مہارت رکھتا تھا۔ اور وہ بنی عاص بن وائل سہمی کا حلیف اور کفار قریش کے دین پر تھا۔ حضور رسالت مآب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے امین بنالیا اور اپنی سواریاں اُس کے سپرد کرتے ہوئے اُس سے وعدہ لیا کہ وہ تین راتیں گذر جانے کے بعد اُن کی سواریاں لے کر آجائے گا، چنانچہ جب چوتھے دن کی صبح ہوئی تو عامر بن فہیرہ اور وہ رہبر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر

صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کولیکر ساحل کے ساتھ ساتھ عازمِ سفر ہو گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ اُس رَہبر نے عاص بن وائل کو جان لڑا دینے کا حلف دیا تھا۔ تاہم اِس میں اُن کے ساتھ ساحل کے راستے اذاخر کا راستہ پکڑا۔

ابی حاتم کے نزدیک ہے کہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میرے پاس دو اُونٹنیاں ہیں، جب دونوں کو لیکر نکلے تو اُن میں سے ایک حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی اور یہی ناقہ جدعا ہے۔ پس دونوں سوار ہوئے، یہاں تک کہ غار میں آئے۔ پھر اس کے بعد جو واقعہ بیان ہوا ہے۔

تشریح

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹنی کی قیمت ادا کرنے کا مقصد یہ تھا کہ ہجرت کے خالص ثواب میں کسی کی شرکت نہ ہو۔ ورنہ تو آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مال میں اپنے مال کی طرح ہی مُتصرّف تھے جس کا بیان انشاء اللہ آگے آئے گا۔

ابنِ اسحاق کا بیان ہے کہ جب حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹنیاں لے کر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دونوں میں سے بہتر اُونٹنی آپ کی خدمت میں پیش کی اور کہا! میرے ماں باپ آپ پر قُربان! سوار ہو جائیں۔

آپ نے فرمایا ! یہ اُونٹ میرے لئے نہیں۔

عرض کی! یارسول اللہ، یہی آپ کے لئے ہے۔

آپ نے فرمایا ! نہیں، مگر اِس کی قیمت لینا ہوگی۔

خُوشی کے آنسو

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں صبح و شام دو مرتبہ آنے میں کبھی کمی نہیں کی۔ یہاں تک کہ وہ دن آگیا جس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہجرت کے لئے اجازت عطا فرمائی۔ چُنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس ہجیرہ میں آئے پھر آپ نے متذکّرہ حدیث بیان کی اور اِس قول کے بعد کہا! پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ! مَیں آپ کا ساتھی بنوں گا ؟

آپ نے فرمایا ! تُو ساتھی ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ! خُدا کی قسم مَیں نے اِس دن سے پہلے کسی کو اس طرح روتے ہوئے نہیں دیکھا۔ جس طرح حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اُس روز خُوشی سے روتے ہوئے دیکھا۔

امانتیں لَوٹانے والا

اِس روایت کی تخریج ابنِ اسحاق نے کی اور سوائے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہِجرت کے لئے نکلنے کا کسی کو پتہ نہیں تھا۔

چُنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو اپنے جانے کے متعلّق ارشاد فرمایا ! وہ پیچھے رہیں اور آپ کے بعد آپ کے پاس جو لوگوں کی امانتیں تھیں اُنہیں اُن کے مالکوں کو لوٹا دیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس لوگوں کی اَمانتوں اور صدقہ کے علاوہ کوئی ایسی چیز نہ تھی جو خدَشے کا باعث ہوتی، چُنانچہ جب آپ نے ہجرت کی تیاری کی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر سے کھڑکی کے راستے نکلے اور غارِ ثور میں تشریف لے گئے۔

غارِ ثور مکہ کی اُترائی میں ایک پہاڑ ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ وہ دِن کو قریشِ مکہ کی خبریں سُنیں اور رات کے وقت اُنہیں آکر بتادیا کریں اور اپنے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا کہ دن کو اِس پہاڑ پر بکرّیاں چرایا کرے اور شام کو بکریاں لے کر غار میں آجایا کرے۔

ذات النطاقین

حضرت اُسماء بنتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کے لئے کھانا تیار کر کے رات کو لے آتیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تین شب و روز غار میں قیام پذیر رہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ رہے جبکہ قُریش مکّہ نے سو اُونٹنیوں کے ساتھ اُن کی تلاش جاری رکھی۔ جب تین دن گذر گئے تو لوگ دونوں سے مایوس ہو کر بیٹھ گئے، پھر اُجرت پر لیا گیا شخص اُن کے دونوں اونٹ اور اپنے لئے ایک اُونٹ لیکر آ گیا اور حضرت اسماء بنتِ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا دونوں کے لئے کھانا لے کر آئیں تو تھیلی کا مُنہ باندھنے کی رسّی بھول گئیں۔ جب آپ چلنے لگے تو اُنہوں نے کھانے کی تھیلی پیش کی، مگر اُس کا منہ کُھلا تھا۔ پس اُنہوں نے اپنا کمر بند کاٹ کر اُس سے تھیلی کا منہ باندھ دیا، یعنی اِسی بنا پر اُنہیں ''ذات النطاق'' یعنی کمر بند والی کہتے ہیں۔

ابنِ ہشام نے کہا ! مَیں نے ایک سے زیادہ اہلِ علم سے سُنا کہ اُنہیں ذات النطاقین یعنی دو کمر بندوں والی کہتے تھے اور اِس کی تفسیر یہ ہے کہ اُنہوں نے اپنا کمر بند کاٹ کا ایک حصّے سے تھیلی کا منہ باندھا اور ایک کو کمر بند کے طور پر استعمال کیا۔

حضرت اُسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کھانا حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہکے گھر میں تیار کیا گیا تھا جب آپ نے مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی تو اُس وقت نہ کھانے کے تھیلے کو باندھنے کے لئے رسی تھی اور نہ پانی کے مشکیزے کا منہ باندھنے کے لئے، چُنانچہ مَیں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی، خدا کی قسم میں سوائے اپنے کمر بند کے کوئی چیز نہیں پاتی۔

آپ فرماتی ہیں: پھر میں نے کمر بند کے دو ٹکڑے کئے ایک سے کھانے کی تھیلی کا مُنہ باندھ دیا اور ایک سے پانی کے مشکیزے کا منہ باندھ دیا پس اِس لئے میرا نام ''ذات النطاقین'' پڑ گیا۔ (بخاری)

ابنِ سمان نے موافق میں روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ایک درہم دے کر فرمایا ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے کھانا تیار کرو تو وہ گوشت روٹی خرید لائیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس گوشت کو پسند فرمایا۔

اور کہا ! حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے تو تمام سوراخوں کو بند کر دیا مگر ایک بڑا سوراخ باقی رہ گیا تو اُس میں آپ نے اپنا پاؤں رکھ دیا۔ پھر کہا ! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئیں۔

ابوبکر کو سانپ کا ڈسنا

کہا ! پھر مُشرکین اکٹھے ہو کر نکلے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں کے نشانات دیکھتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پہنچ گئے۔ حضرت اسماء بنتِ ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا گوشت پکا رہی تھیں وہ چراغ لے کر باہر نکلیں۔ کافروں نے حضرت اَسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پُوچھا تو اُنہوں نے فرمایا ! میں اپنے کام میں مصروف ہوں۔ پس وہ وہاں سے نکلے اور آپ کو قتل کرنے کے لئے سو اُونٹ لے کر آپ کی تلاش شروع کر دی یہاں تک کہ غار کے دروازے پر آ گئے۔ پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قدموں کے نشانات محو کر دیئے اور آپ اُن کی نگاہوں سے پوشیدہ رہے اُن میں سے ایک شخص پیشاب کرنے کے لئے بیٹھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے دیکھ کر عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں نے ہمیں دیکھ لیا ہے ؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! نہیں اے ابوبکر وہ ہمیں نہیں دیکھ پائے اور اگر وہ دیکھ لیتے تو یہ شخص ہمارے سامنے پیشاب کرنے نہ بیٹھ جاتا۔

پس وہ لوگ متفرق ہو گئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ رات

سانپ کے ڈسنے کی وجہ سے بڑی تکلیف سے بسر کی، جب صبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا! اے ابوبکر یہ کیا ہے؟ کیونکہ اُن کا جسم متورّم ہو گیا تھا۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہٗ نے عرض کی! یارسول اللہ سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے فرمایا! تُو نے مجُھے کیوں نہ بتایا؟

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! مجھے آپ کو پریشان کرنا اچھا نہ لگا تھا۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر رکھا تو اُن کے جسم سے تکلیف دُور ہوگئی اور وہ نشان رسّی کی طرح تھا پھر اس کے بعد کا ذکر کیا۔

ابُوجہل کی کمینگی

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے گئے تو ہمارے پاس قریش کے لوگ آئے جن میں ابوجہل بن ہشام بھی تھا، پس وہ لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازے پر ٹھہر گئے تو مَیں اُن کی طرف نکلی۔

انہوں نے کہا! اے ابوبکر کی بیٹی تیرا باپ کہاں ہے؟

میں نے کہا! واللہ میں نہیں جانتی کہ میرا باپ کہاں ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ابوجہل خبیث نے گالیاں دیتے ہوئے اپنا ہاتھ اُٹھایا اور میرے منہ پر تھپڑ مار دیا۔ پھر وہ لوگ چلے گئے۔

جنّ کا اعلان

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ہم نے تین دن گزار دیئے مگر میں نہیں

جانتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رُخِ اقدس کہاں ہے۔ یہاں تک کہ ایک جنّ مکّہ کی ترائی میں پہنچا تو اُس نے عربوں کے ترنّم میں گاتے ہوئے شعر پڑھے، لوگ اُس کی آواز سُن کر آواز کی طرف گئے مگر اُسے دیکھ نہ سکے یہاں تک کہ مکہ کی وہ بُلندی سے یہ کہتا ہوا نکلا:

جزی اللہ رب الناس خیر الجزا ئہ

رفیقین حلاء خیمتی اُم معبد

ھمانزلا با لبر ثم تروحا

فا فلح من امسی رفیق محمد

لیھن بنی کعب مکان فتاتھم

و مقعد ھا للمومنین بمرصد

اِس روایت کی تخریج ابنِ اسحاق نے کی اور اِس کا ذکر انشاء اللہ اِس فصل کے تیسرے بیان میں حضرت اُم مَعبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قصہ میں آئے گا۔

اور قریش کا حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کی اِس بیٹی کے پاس آنا ظاہر کرتا ہے کہ یہ پہلی کے علاوہ ہیں جنہیں ابنِ سمان کی حدیث متضمن ہے۔ اور اگر یہ اُن میں سے بعد کی بات ہے تو کیا تُو نے دیکھا کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر کہتی ہیں میں نہیں جانتی اُن کا رُوئے انور کہاں ہے؟

اور اُسی وقت وہ جانتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غار میں ہیں کیونکہ پہلے بیان ہُوا کہ وہ اُن کے لئے کھانا لے کر آتی تھیں، اور اُن کا کہنا کہ ہم تین دِن سے مقیم ہیں اور میں نہیں جانتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رُوئے انور کہاں ہے یعنی دونوں کے غار سے چلے جانے کے بعد ہے، "واللہ اعلم"

اور جائز ہے کہ اُس کے قریب یہ پہلے یا بعد ہو کہ جب وہ غار میں تھے تو وہ اُس وقت نہیں جانتی تھیں پھر اس کے بعد جان گئیں سوائے اس کے کہ اُن کا یہ قول کہ ہم تین دن سے قائم ہیں اور نہیں

جانتی، یہ پہلے تین دنوں پر محمول نہیں ہوگا۔ یقیناً یہ مدت اُن کے غار میں قیام کی ہے، اور وہ اِس بات کو جانتی تھیں پس اِس میں اُن سے پوچھا ہوگا، اور وہ ظاہر چیز سے باحث کے حال میں ہو، اور اُن کا قول ہم تین دن سے مقیم ہیں کہ بعد اُنہیں علم ہوا ہو، پھر وہ غار سے چل دیئے۔ واللہ اعلم،،

جب سب چلے گئے

ابنِ اسحاق سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار سے بیعت لے لی اور اپنے اصحاب کو مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا اور فرمایا ! اللہ تعالیٰ نے تُمہارے لئے بھائی بنائے ہیں اور گھر مقرّر کئے ہیں جن میں تم امن سے رہو، پس وہ نکلے اور مدینہ منورہ پہنچ گئے، اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اللہ تعالیٰ کے اِذن کے انتظار میں مکّہ معظمہ ہی میں اقامت گزیں رہے اور سوائے قیدیوں یا فتنہ زدوں یا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے آپ کا کوئی صحابی پیچھے نہ رہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت مرتبہ آپ سے ہجرت کی اِجازت طلب کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں فرمایا جلدی نہ کرو، شاید اللہ تعالیٰ تُمہیں میرا ساتھی بنائے، چُنانچہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ جانے کا لالچ پیدا ہوگیا۔''

ہمارا تیسرا اللہ ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں بتایا ہم غار میں تھے تو مَیں نے نبی کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں عرض کی اگر مُشرکین میں سے کوئی شخص آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نشانات قدم دیکھنا چاہے تو اُسے میرے قدموں کے نیچے نظر آئیں۔ آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا اے ابوبکر کیا تیرا گمان ہے کہ ہم دو ہیں، ہمارا تیسرا اللہ ہے۔

اِس روایت کی تخریج ابوحاتم نے کی۔''

ہجرتِ صدیق بزبانِ فاروق

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب اُن کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کیا تو وہ رونے لگے اور کہا! کاش میرے تمام اعمال لے کر غار میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ہمراہی کا ایک دن یا ایک رات مل جاتی۔

پس جب وہ دونوں غار کی طرف گئے تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: خُدا کی قسم! میں آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو داخل نہیں ہونے دوں گا یہاں تک کہ آپ سے پہلے خُود اندر جاؤں گا پس اگر کوئی چیز ہوگی تو وہ آپ کے بغیر مُجھے پہنچے گی۔ پس وہ غار کے اندر گئے اور اُسے غور سے دیکھا تو اُس کے اطراف وجوانب میں سُوراخ تھے جنہیں آپ نے اپنی چادر پھاڑ کر بند کر دیا اور دو سُوراخ بچ گئے تو اُن میں اپنے پاؤں رکھ دیئے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کی، اندر تشریف لے آئیں۔ چنانچہ آپ اندر تشریف لے گئے اور اُن کی گود میں سر مبارک رکھ کر محوِ خواب ہو گئے۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاؤں کو سُوراخ میں سے سانپ کے ڈسنے کی تکلیف پہنچی مگر اُنہوں نے اس ڈر سے پاؤں کو حرکت نہ دی کہ ایسا کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِستراحت میں خلل واقع ہو جائے گا اور آپ بیدار ہو جائیں گے۔

پس اُن کے آنسو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُخسار مبارک پر گرے تو آپ نے بیدار ہو کر پُوچھا! ابوبکر تجھے کیا ہوا؟

کہا ! میرے ماں باپ آپ پر قُربان سانپ نے کاٹ لیا ہے۔

آپ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے اُس جگہ اپنا لعابِ دہن مُبارک لگایا تو زہر کا اثر زائل ہو گیا۔ پھر یہ زہر اُن کی مَوت کا باعث بنا، چُنانچہ جب رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا وصال مُبارک ہوا تو اہلِ عرب مُرتد ہو گئے اور اُنہوں نے زکوٰۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تو حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر کسی نے زکوٰۃ کی ایک رسّی بھی روک لی میں اُس

سے جہاد کروں گا۔

میں نے کہا: اے خلیفہء رسول! لوگوں کی تالیف فرمائیں اور اُن کے ساتھ مِہربانی سے پیش آئیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! جاہلیت میں جابر اور اِسلام میں کمزور، بیشک وحی منقطع ہوگئی ہے اور دین پُورا ہوگیا ہے، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں پھر وہ وصال فرماگئے اور ہم زندہ ہیں۔ نسائی،،

ابوبکر صدیق درجہء رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں

صفوت میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غار کے واقعہ کے آخر میں ہے جب صُبح ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! تیرا کپڑا کہاں ہے؟ اُنہوں نے اُس کے سُوراخوں میں استعمال ہونے کے بارے میں بتایا۔

تو آپ صَلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! الٰہی ابوبکر کو قیامت کے دن میرے درجے میں جگہ دینا پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف وحی بھیجی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دُعا قبول ہوگئی ہے۔

نِگاہِ فاروق میں شبِ صدیق

حافظ ابوالحسن بن بشران اور ملاء نے سیرت میں میمون بن مہران سے روایت کی کہ جناب ضبہ بن محصن غنویٰ نے کہا! بصرہ میں حضرت اُبوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے گورنر تھے، اُنہوں نے خُطبہ دیا تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر دُرود وسلام کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دُعا کی۔

مجھے اِس بات پر سخت غُصّہ آیا تو میں نے اُن کی طرف اُٹھ کر کہا! آپ کہاں ہیں، کیا اپنے ساتھی سے اُنہیں افضل سمجھتے ہیں؟

پس اُنہوں نے تین مرتبہ یہی عمل کیا اور حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میری شکایت لکھ بھیجی، حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُنہیں خط لکھا جس میں مجُھے اپنی خدمت میں حاضر ہونے کا حکم دیا گیا۔ حسَب الحکم میں بصرہ سے اُن کے پاس گیا اور وہاں جا کر اُن کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ وہ میرے لئے باہر تشریف لائے اور فرمایا تُو کون ہے؟

مَیں نے کہا ! مَیں ضبہ بن محصن غنوی ہُوں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! تیرے لئے نہ مرحبا ہے اور نہ اھلاً وسھلاً ہے۔

مَیں نے کہا! رہا مرحبا! تو اللہ عز وجلّ کا اِحسان ہے، رہا اھلاً وسھلاً تو نہ میرے اہل وعیال ہیں اور نہ میرے پاس مال ہے، کہا یہ آپ کے لئے جائز تھا کہ آپ مجُھے اپنے شہر میں بُلاتے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تیرے اور تیرے گورنر کے درمیان کیا نزاع واقع ہوا تھا؟

مَیں نے کہا ! اَے امیر المومنین آپ کو اس وقت اُس واقعہ کی خبر مل چکی ہے کہ جب اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم پر درود وسلام کے بعد آپ کے لئے دُعا کی تو مَیں غضبناک ہو کر اُن کی طرف اُٹھا اور اُنہیں کہا ! آپ کہاں ہیں؟ کیا انہیں آپ اپنے ساتھی سے افضل گردانتے ہیں تو اُنہوں نے آپ کی طرف میری شکایت لکھ بھیجی، پھر مَیں رونے لگا۔

حضرت عُمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجُھے رونے سے ہٹا دیا تو مَیں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرثیہ کہا! پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا! تو ابُو موسیٰ اشعری سے زیادہ ثِقہ اور زیادہ ارشد ہے۔ اللہ تعالیٰ تیری مغفرت فرمائے، کیا تُو میرا گناہ معاف فرمائے گا؟

مَیں نے کہا: اَے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔

بعد ازاں وہ روتے ہوئے واپس جانے لگے تو مجھے فرمایا: خُدا کی قسم! حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک رات عُمر سے بہتر ہے۔ کیا میں تجھے اُن کی رات اور دن کا واقعہ سناؤں؟

میں نے کہا: ہاں اے امیر المؤمنین! ضرور سنائیں۔

اُنہوں نے فرمایا: رات کی بات یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہلِ مکہ سے تنگ آ کر رات کو ہجرت کے لئے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی اِتباع کی، پس جب آپ چلے تو حضرت ابوبکر کبھی آپ کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے، کبھی دائیں چلتے اور کبھی بائیں چلتے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: اے ابوبکر! یہ کیا ہے، میں تیرے اِس کام کو نہیں جان سکا؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! اگر کوئی گھات میں ہوگا تو میں آگے ہوں گا اگر کوئی تلاش میں ہوگا تو میں پیچھے ہونگا اور دائیں بائیں اِس لئے ہوتا ہوں کہ آپ ہر طرف سے مامُون رہیں۔

رات کو چلنے کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں کی اُنگلیوں کے گوشے متوّرم ہو گئے تو آپ ننگے پاؤں چلنے لگے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ننگے پاؤں دیکھا تو آپ کو اپنی گردن پر اُٹھا لیا، یہاں تک کہ غار کے منہ پر آ کر آپ کو اُتارا۔ پھر عرض کی! قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا جب تک مَیں غار کے اندر جا کر دیکھ نہ لوں کہ وہاں کوئی خطرناک چیز تو نہیں ہے آپ کو اندر نہیں جانے دوں گا۔ چُنانچہ وہ غار کے اندر گئے اور جا کر دیکھ لیا کہ وہاں ایسی کوئی چیز نہیں تو آپ کو اُٹھا کر اندر لے گئے۔

اُس غار میں سانپوں کے سُوراخ تھے جن کی وجہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ

تعالیٰ عنہ کو ڈر تھا کہ کوئی موذی جانور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچادے۔ چنانچہ اُنہوں نے سوراخ میں اپنے پاؤں رکھ دیئے تو سانپ نے اُن کے پاؤں کو ڈس لیا، سانپ کے زہر سے اُن کو درد محسوس ہوا تو اُن کی آنکھوں میں گرم گرم آنسو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ٹپک پڑے۔ آپ نے فرمایا

يَا اَبَا بكر ! لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللهَ مَعَنَا

یعنی اَے ابوبکر غم نہ کر بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

فَاَنْزَلَ اللهُ سَكِيْنَتَهٗ

پس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اُن پر سکینہ اُتار دیا۔

(سورۃ توبہ آیت ۴۰)

تو یہ اُس رات حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے طمانیت تھی۔

رہا اُن کا دن! تو جب آپ کا وصال ہوا، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ واقعہ بیان فرمایا جو اِس سے پہلے گزر چکا ہے۔

پھر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو خط لکھا جس میں اُنہیں ملامت کی گئی تھی'' ملاء نے سیرت میں اور صاحب فضائل نے اِس روایت کو نقل کیا''

اور الخجندی نے یہ روایت نقل کرتے ہوئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آگے پیچھے چلنے کے ذِکر کے بعد یہ الفاظ لکھے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! یا ابا بکر

لو كان شئ عجبت ان يكون بك

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا ! ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا اور پھر اِس کے بعد کا مفہوم بیان کیا''

پھر غار کے سُوراخ بند کرنے کے بعد عرض کی، یارسول اللہ تشریف لے آئیں، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر تشریف لے گئے، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا !

قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اُن کے لئے یہ ایک رات آلِ عُمر سے بہتر ہے۔

تائید میں روایت

اِس روایت کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا ! مجھے حضرت حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا اگر تو مجھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غار پر چڑھتے دیکھتی تو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں مُبارک زخمی ہو گئے تھے اور اُن سے خُون کے قطرات ٹپکتے تھے۔

اُم المومنین حضرت عائشہ صِدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا ! بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ننگے پاؤں واپس ہوئے اور نہ ڈر اور شقوت سے۔ خرجہ فی فضائلہٖ

شاید وہ غار کا راستہ بُھول گئے ہوں اور مسافت دُور ہو گئی ہو اور اِس پر یہ قول دلالت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کو چلے سوائے اس تقدیر۔ کے ساتھ غیر طریق کے راستے سے رات کو چلنا محمول نہیں ہوگا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول کہ یارسول اللہ اُتری غار کا دروازہ بُلند ہونے پر دلالت کرتا ہے اور اِس کی تائید الجندی کی حدیث کرتی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ غار میں داخل ہوئے تو اُس کی بُلندی سے باہر آئے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غار میں رات آئی تو آپ نے اپنے ساتھی حضرت ابو بکر کو فرمایا ! کیا تم سوؤ گے۔ اُنہوں نے عرض کی ! نہیں اور بیشک یارسول اللہ میں آپ کی پاسبانی کروں گا میرے ماں باپ آپ پر قُربان۔

آپ نے فرمایا ! مُجھے ڈر ہے کہ اِن سُوراخوں سے اُلو نکل کر مجھے اور تُجھے تکلیف نہ پہنچائے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! یارسول اللہ وہ کہاں ہے؟ آپ نے بتایا تو اُنہوں نے سُوراخ بند کر دیا۔

تُجھ سا کون ہے؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تُجھ پر رحم فرمائے۔ جب لوگوں نے میری تکذیب کی تُو نے میری تصدیق کی، جب لوگوں نے میری اِمداد روک دی تُو نے میری اِمداد کی، جب لوگوں نے میرا انکار کیا تُو مجُھ پر ایمان لایا، اور میری پریشانی میں میرا انیس بنا۔ پس میرے نزدیک تُجھ سا کون ہے۔ خرجہ فی فضائلہٖ''

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ غار کی طرف گئے تو ابوبکر اندر گئے، پھر کہا یارسول اللہ! آپ وہیں رہیں، پس پاؤں کی ٹھوکر سے کبوتروں کو اُڑایا اور چکر لگا کر دیکھا، جب اندر کوئی چیز نظر نہ آئی تو عرض کی: یارسول اللہ! تشریف لے آئیں۔

چُنانچہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غار میں داخل ہوئے تو وہاں سوراخ تھا، اُس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پاؤں رکھ دیا کہ کوئی چیز نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تکلیف نہ پہنچائے اور غار کے مُنہ پر مکڑی نے جالا تَن دیا۔

پس جب مشرکین اُنہیں تلاش کرتے ہوئے غار کے پاس سے گزرے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اُن سے گھبرا گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا۔

یعنی اَے ابوبکر غم نہ کریں بیشک اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

سراپا اِیثار

حضرت جندب بن عبداللہ بن ابوسفیان علقی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ غار کی طرف نکلے تو اُن کے ہاتھ کو کسی چیز سے تکلیف پہنچی۔ اُنہوں نے اُنگلی سے خُون صاف کرتے ہوئے فرمایا:

بل الا انت الا اصبع دمیت

وفی سبیل اللہ ما لقسیت

غار کا دروازہ اُونچا تھا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جب ہم غار میں تھے تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں عرض کی اگر اُن میں سے کوئی اپنے پاؤں کو دیکھے گا ہم اُس کے پاؤں کے نیچے دیکھ سکیں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اُے ابوبکر کیا تیرا گمان ہے کہ ہم دو ہیں؟ ہمارا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے۔

اِس روایت کو بُخاری، مُسلم، ابُوحاتم وغیرھُم نے بہت سے طُرق سے نقل کیا اور اِس میں پہلے بیان پر دلیل ہے کہ غار کا دروازہ غار سے اونچا تھا۔

غار کے محافظ کبوتر

ابی مصعب مکیؒ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت انس بن مالک حضرت زید بن ارقم اور مغیرہ بن شعبہ کو دیکھا اور اُن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شب غار کی حدیث سُنی فرمایا! اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے درخت اُگ آیا اور اُس نے آپ کو چُھپالیا، پس اللہ تعالیٰ نے کبوتروں کے جوڑے کو غار کے مُنہ پر ٹھہرنے کا حکم فرمایا۔

پھر قریش کے نوجوان مسلح ہو کر تلواریں لے آئے، یہاں تک کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن سے تقریباً چالیس گز کے فاصلے پر تھے۔ پس اُن میں سے ایک شخص

غار میں دیکھنے کے لئے آیا تو غار کے منہ پر کبوتروں کو دیکھ کر اپنے ساتھیوں کے پاس لوٹ گیا، اُنہوں نے کہا تو نے غار میں کیوں نہیں دیکھا؟

اُس نے کہا: غار کے مُنہ پر دو کبوتر بیٹھے ہوئے ہیں تو میں نے جان لیا کہ غار میں کوئی نہیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی باتیں سُن لیں اور جان لیا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن دونوں کو یہاں بٹھایا ہے، پس آپ نے کبوتروں کے لئے دُعا فرمائی اور اُن کے لئے برکت طلب کی اور اُن کا بدلہ واجب کرلیا اور اُنہیں حرم میں اُتارا، خرجہ فی فضائلہ

قیامِ غار کی دُرست مُدّت

ابوعمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غار میں ٹھہرنے کی مدّت میں اختلاف ہے، پس پہلے باب کی حدیث میں حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث مجاہد سے روایت ہوئی کہ غار میں تین روز قیام کیا گیا اور اس پر جمہور محدّثین ہیں۔

حدیثِ مُرسل میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میں نے غار میں اپنے ساتھی کے ساتھ نَو دس روز قیام کیا اور وہاں ہمارے لئے سوائے خُشک کھجوروں اور پیلو کے پھل کے اور کوئی غذا نہ تھی، اور یہ روایت دُرست نہیں اور اسے غارِ ثور پر حمل کرنا غلط ہے، بیشک غار میں اُن کے لئے کھانا موجود تھا جیسا کہ پہلے اس کا بیان ہوا جو اس قصّہ میں ہے، واللہ اعلم،،

پیلو کب کھائے

پیلو کا پھل آپ نے ان دنوں کھایا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ قبائل عرب کے سامنے اپنی رسالت پیش کریں اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بُلائیں جبکہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے ساتھ ہجرت

کے سفر میں تھے۔

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ نماز پڑھنے کے لئے تشریف لائے تو ایک شخص نے اُٹھ کر کہا: یارسول اللہ! کھجوروں نے ہمارے پیٹ جلا دیئے ہیں، یعنی کھجوریں کھانے سے ہمیں گرمی ہوگئی ہے۔

آپ نے فرمایا! مَیں اور میرا ساتھی ابوبکر نکلے تو ہمارے پاس سوائے پیلو کے پھل کے کوئی کھانا نہ تھا۔ پس ہم اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو ہم نے اُن کے کھانوں میں شرکت کی اور اُن کا اعلیٰ کھانا کھجور ہے اور خدا کی قسم اگر تمہارے لئے روٹی پاتا تو اُسے کھلاتا۔

اِس روایت کی تخریج فضائل میں کی اور سعد بن ہشام راوی تابعی ہیں اور ظاہری اور حضرت انس اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔''

جنّت کی نہر غارِ ثور میں

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ غار میں تھے تو اُنہیں شدید پیاس محسوس ہوئی تو اُنہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو آپ نے فرمایا! غار کے صدر کی طرف جا کر پانی پی لیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مَیں گیا تو وہاں سے شہد سے زیادہ میٹھا اور دُودھ سے زیادہ سفید پانی پیا اور اُس پانی سے کستوری کی خُوشبو آتی تھی۔ پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا ! پی لیا؟

مَیں نے عرض کی! جی ہاں۔

آپ نے فرمایا ! اَے ابوبکر تجھے بشارت دُوں؟

مَیں نے کہا ! ہاں یارسول اللہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تبارک وتعالیٰ نے موکل فرشتے کو جنت کی

نہر کا حکم دیا تو وہ ابوبکر کو پانی پلانے کے لئے جنت الفردوس کی نہر کو صدرِ غار تک لے آیا۔

میں نے عرض کی! میری اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ قدر و منزلت ہے؟

آپ نے فرمایا! ہاں اور اِس سے زیادہ ہے، قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا تجھ سے بُغض رکھنے والا جنّت میں داخل نہیں ہوگا اگرچہ اُس کے اعمال ستّر نبیوں کے برابر ہوں۔''

اِس روایت کی تخریج ملاء نے ''سیرت'' میں کی۔

ہجرت کا واقعہ سُنائیں

حضرت بُراء بن عاذب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عاذب رضی اللہ عنہ سے تیرہ درہم کا کجاوہ خرید کیا اور عاذب کو فرمایا! براء سے کہیں اِسے میرے گھر والوں کے پاس پہنچا دے۔

عاذب نے کہا! نہیں یہاں تک کہ پہلے آپ مجُھے وہ واقعہ سُنائیں جس میں آپ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ مکہ معظّمہ سے نکلے اور مُشرکین آپ لوگوں کو تلاش کر رہے تھے؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ہم مکّہ سے رات کو نکلے اور ایک دن سفر کرتے رہے، یہاں تک کہ دوپہر کا وقت ہوگیا، میں نے چاروں طرف نظر دوڑا کر سایہ دار جگہ دیکھی اور ایک سایہ دار چٹان کے پاس آ گئے۔

پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیلئے فرش بچھایا اور عرض کیا یا رسول اللہ آپ لیٹ جائیں، پس آپ لیٹ گئے تو میں نے جا کر دیکھا کہ کہیں کوئی آدمی نظر آ جائے اِسی اثنا میں ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریوں کو ہانک کر اسی چٹان کے سائے کی طرف آ رہا تھا۔ میں نے پوچھا تو کس کا لڑکا ہے؟

اُس نے کہا! فلاں شخص کا لڑکا ہوں۔ وہ شخص قریشی تھا اور میں اُسے جانتا تھا، میں نے

کہا! تیری بکریوں میں دودھ ہے۔اُس نے کہاہاں،

میں نے کہا! کیاتو میرے لئے دوہے گا؟

اُس نے کہا ! ہاں

مَیں نے اُس کی بکریوں سے ایک بکری لانے کواور اُسے دوہنے کے لئے کہاتو اُس نے ایک بکری کی ٹانگیں باندھ دیں،

میں نے اُسے کہا! اِس کے تھنوں کو اِس طرح صاف کرلو، میں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ایک مُنہ بند چھاگل رکھی ہوئی تھی اُس میں دُودھ ڈال کر پانی ملایا تو وہ تہہ تک ٹھنڈا ہو گیا۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہُوا تو آپ جاگ رہے تھے۔

مَیں نے کہا! یارسول اللہ دُودھ نوش فرمائیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دودھ پی لیا، پھر میں نے کہا! یارسول اللہ ہم چل پڑے ہیں اور لوگ ہمیں تلاش کررہے ہیں۔

سراقہ سے مُلاقات

ہم نے اُن میں سے یعنی اہلِ مکّہ سے سوائے سراقہ بن جعشم کے کسی شخص کو نہیں دیکھا، اور وہ گھوڑے پر سوار تھا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ! یہ ہماری تلاش میں ہے اور ہم تک آ پہنچا ہے۔اور میں رو پڑا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

یعنی غم نہ کریں اللہ ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

جب سراقہ ہمارے قریب آ گیا تو ہم سے دو یا تین نیزوں کے فاصلے پر تھا میں نے روتے ہوئے عرض کی یارسول اللہ یہ ہماری تلاش میں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم روتے کیوں ہو؟

میں نے عرض کی! خُدا کی قسم میں اپنے لئے نہیں روتا ولیکن میں آپ کے لئے روتا ہوں۔ اِس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُعا کی اور فرمایا!

اللھم اکفنا بما شیت

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: سُراقہ کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا، سراقہ نے کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جانتا ہُوں کہ ایسا آپ نے ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ سے میری نجات کی دُعا فرمائیں۔ خُدا کی قسم! میرے پیچھے کوئی شخص آپ کی تلاش میں نہیں۔ یہ میرا ترکش ہے آپ اِس سے تیر لے لیں اور میرے اُونٹ پر سوار ہو کر چلے جائیں اور میرے مکان میں بکریاں ہیں۔ ایسے اور ایسے۔ اُن میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تیرے اُونٹ کی ضرورت نہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے لئے دُعا فرمائی تو وہ آزاد ہو کر اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آغازِ سفر کر دیا یہاں تک کہ ہم رات کے وقت مدینہ منوّرہ پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ٹھہرانے کے بارے میں انصار آپس میں جھگڑا کرنے لگے، ہر ایک کی یہ خواہش تھی کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کے ہاں نزول اِجلال فرمائیں پس آپ نے فرمایا ہم بنی نجار کے پاس اُن کے اِکرام کے لئے اُتریں گے کیونکہ وہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ماموں ہیں پس جب ہم مدینہ منورہ میں آئے تو لوگ راستوں میں نکل آئے اور گھروں میں لڑکے اور لڑکیاں جمع ہو کر کہہ رہے تھے مُحمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم تشریف لے آئے، پھر وہ صبح ہوئی تو واپس گئے۔

اوّلین مہاجر

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کے مہاجرین میں سے سب سے پہلے بنی عبدالدار کے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف ہم نے اُن سے

پُوچھا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کیوں تشریف نہیں لائے ؟

اُنہوں نے کہا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اَصحاب اپنے مقام پر ہیں اور میری خبر پر آئیں گے، پھر اُن کے بعد بنی فہر کے حضرت عبداللہ بن ابی مکتوم تشریف لائے جو کہ نابینا تھے۔ ہم نے اُن سے پُوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے اَصحاب آپ کے پیچھے ہیں۔

اُنہوں نے فرمایا: وہ اِس وقت میری خبر پر ہیں۔ پھر اُن سے حضرت عمّار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہم تشریف لائے، بعد ازاں حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس سواروں کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ہمراہ تھے۔

براء رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضُور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف نہیں لائے یہاں تک کہ قُرآن سے دس سُورتیں پڑھ لیں، پھر ہم نکلے تو قافلے سے مُلاقات ہوئی تو ہم نے اُنہیں ڈرے ہوئے پایا۔

اِس روایت کی تخریج تمام رازی اور بخاری، مسلم وغیرھما نے حدیثِ ہجرت الیٰ بلوغ المدینہ میں کی ہے۔

ایک اور روایت

ایک روایت میں ہے اُس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا تو اُس نے کہا میں جان گیا ہوں کہ مُجھ پر یہ اَمر آپ دونوں کی دُعا سے واقع ہوا ہے، آپ میرے لئے دُعا کریں میں لوگوں کو واپس کردوں گا۔ تاکہ آپ کو نقصان نہ پہنچائیں، آپ نے اُس کے لئے دُعا فرمائی تو اپنے گھوڑے سمیت زمین سے نکل آیا اور واپس چلا گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کئے ہوئے وعدے کو پُورا کرنے کے لئے لوگوں کو واپس کرنے لگا۔

پہلے مہاجر اور تھے

ابنِ اسحاق نے ذکر کیا ہے کہ سب سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ زاد اللہ شرفاً میں آنے والے حضرت ابُوسلمہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ ابن عبدالاسعد مخزومی رضی اللہ عنہ ہیں، یہ بیعتِ عقبیٰ سے پہلے اُس وقت ہجرت کر کے آئے تھے جب قُریش نے اُنہیں حبشہ سے آتے ہوئے تکلیف پہنچائی تھی۔ اُنہیں اَنصار کے اِسلام لانے کا پتہ چلا تو وہ مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کر آئے۔

بعد ازاں ابی کعب بن عدی کے حلیف حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اُن کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت ابی خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہجرت کر کے آئے پھر حضرت عبداللہ بن حجش رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اہل وعیال اور اپنے بھائی عبد بن حجش رضی اللہ تعالیٰ عنہ سمیت تشریف لائے۔ حضرت عبد بن حجش کو ابواحمد کہتے ہیں اور اُن کی بینائی نہ تھی مگر اِس بے بصری کے باوجود وہ بغیر قائد کے مکہ معظّمہ سے اُونچے نیچے مقامات کا چکر کاٹ لیتے تھے، اور وہ شاعر تھے۔

تضاد نہیں

پھر بھیجے ہوئے مہاجرین پہنچے تو اِس میں اور پہلی بیان کردہ روایت میں تضاد نہیں، پہلے مُطلقاً حضرت ابوسلمہ آئے ہونگے اور بیعتِ انصار کے بعد پہلے ہجرت کرنے والے حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہونگے، جیسا کہ پہلے بیان ہوا۔

رہا ابن اسحاق کا بیان کہ ابی سلمہ کے بعد تو یہ بھی بیعتِ عقبیٰ سے پہلے جائز ہوگا، جیسا کہ حضرت ابی سلمہ رضی اللہ عنہ اور اس کے بعد جائز ہوگا۔ جیسے کہ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اور ابن اسحاق کو حضرت مصعب بن عمیر کا پہلے مہاجر ہونا نہیں پہنچا ہوگا۔

بکری کے مادہ بچے نے دُودھ دیا

جناب زرّ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں چھوٹی عمر میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چراتا تھا، جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا تو اُنہوں نے فرمایا! اَے لڑکے تیرے پاس دُودھ ہے؟ میں نے کہاہاں، لیکن میں خائن نہیں۔

آپ نے فرمایا! ایسی بکری لادے گا جس کے قریب نر نہ گیا ہو، میں نے چار پانچ ماہ کا بکری کا مادہ بچہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا، آپ نے اُس پر ہاتھ پھیرا اور دُعا کی تو اُس کے تھن نمودار ہو گئے یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کوئی چیز لائے تو اُس میں دودھ دوہا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمایا پی لیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دُودھ پیا اور اُس کے بعد حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بھی دُودھ نوش فرمایا، پھر آپ نے دُودھ بھرے ہوئے تھنوں کو سکڑنے کا حکم فرمایا تو وہ غائب ہو گئے اور بکری کا بچہ ویسے ہو گیا جیسا تھا۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یارسول اللہ! مجھے اِس کلام یا قرآن کی تعلیم دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا، اے لڑکے تو یقیناً مُعلّم ہے پس مَیں نے ستّر سورتوں میں سے اخذ کیا جن میں مَیں نے نزاعِ بشر نہ پایا۔

دُوسری روایت

ایک روایت ہے کہ اُنہوں نے فرمایا! مَیں مکّہ معظمہ میں عقبیٰ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشرکینِ مکّہ سے فرار ہو کر آئے تو مَیں اُن کے پاس آیا، اُنہوں نے فرمایا! اے لڑکے تمہارے

پاس ہمارے پینے کے لئے دودھ ہے؟

مَیں نے کہا: میں ایماندار ہوں اور آپ کو دُودھ نہیں پلا سکتا۔

آپ نے فرمایا! تیرے پاس بکری کا چھوٹا بچہ ہے جس کے قریب نر نہ گیا ہو؟

مَیں نے کہا! ہاں

پس میں نے دونوں کو بکری کا بچّہ لا کر دے دیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے رسّی سے باندھا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے تھنوں پر ہاتھ رکھا تو تھن نمودار ہو گئے، پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مٹی کا برتن لائے تو اُس میں دودھ دوہا، پھر آپ نے اور حضرت ابوبکر نے پیا اور مُجھے پلایا۔ پھر آپ نے تھنوں کو سکڑ جانے کا حکم دیا تو وہ سکڑ گئے۔

جب مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے یہ اَمر دیکھا تو عرض کی یا رسول اللہ مجُھے سِکھائیں، آپ نے میرے سر کو مسح کرتے ہوئے فرمایا! اللہ تجھ میں برکت دے۔ تو مُعلّم لڑکا ہے۔ پس مَیں نے اِسلام قبول کر لیا تو آپ نے مُجھے قرآن سکھایا، اور ہم حراء میں آپ کے ساتھ تھے جب سورۂ مُرسلات نازل ہوئی۔

یہ روایت طبرانی نے ''مُعجم'' میں نقل کی ہے اور اُن سے غسانی نے اپنی ''معجم'' میں بیان کی۔''

یہ واقعہ ہجرت سے پہلے کا ہے

ظاہر ہے کہ یہ معاملہ دُوسرا ہے۔ چنانچہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دونوں ہجرت سے پہلے بھی بعض سفروں میں اکٹھے ہوئے تھے۔ کیا تو نے دونوں بکریاں چرانے والوں اور اُن کے حال کا فرق اور دودھ کا اختلاف دیکھا؟

اُم مَعبد کی بکری

صحابیٔ رسول حضرت جیش بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کو جانے کے لئے نکلے تو آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور اُن کا مَولیٰ عامر بن فہیرہ اور دونوں کا رہبر لیث بن عبید اللہ بن اریقط تھا، یہ لوگ اُم معبد خزاعیہ کے خیمہ پر آئے، اُمّ معبد نے قبہ کے پاس میدان کی سخت زمین پر خیمہ لگا رکھا تھا، وہاں پر اُنہوں نے کھانا کھایا اور پانی پیا، پھر اُسے کہا ہم کھجوریں اور گوشت خریدنا چاہتے ہیں مگر اُنہیں اُس سے یہ چیزیں دستیاب نہ ہوسکیں۔ وہ لوگ ریگستان اور ایسی زمینوں میں قیام کرتے جہاں سے گھاس چر لی گئی ہو۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کے خیمہ کے ایک گوشے میں ایک بکری دیکھی تو فرمایا اے اُم معبد یہ بکری کیسی ہے؟

اُم معبد نے کہا ! یہ کمزوری کی وجہ سے بکریوں سے پیچھے رہ گئی ہے۔

آپ نے فرمایا! کیا یہ دودھ دیتی ہے؟

اُم معبد نے کہا! یہ دودھ دینے کے قابل نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا تو مجھے اِس کا دودھ دوہنے کی اجازت دے گی؟

اُس نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان، ہاں اگر آپ اس کا دودھ دیکھتے ہیں تو دوہ لیں۔

پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے منگوایا اور اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اُس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا اور اُس کا دودھ بہنے لگا جس سے تمام برتن بھر گئے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کا دودھ اُم معبد کے حوالے کر دیا تو اُم معبد نے دودھ پیا، بعد ازاں باقی دودھ آپ کے ساتھیوں نے پیا، پھر اُن کے آخر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیا۔

پھر دوبارا دودھ دوہا یہاں تک کہ برتن بھر گئے، پھر باقی دُودھ اُس کے پاس چھوڑ دیا، پھر اُس سے بیعت لی اور روانہ ہو گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد اُم مَعبد کا شوہر ابُو معبد آیا اور اُس نے بھرے ہُوئے برتن دیکھے۔

ابو مَعبد نے دُودھ کو حیرت سے دیکھتے ہوئے کہا! اَے اُمّ مَعبد یہ تُجھے کہاں سے ملا جب کہ بکری لاغر اور بھنڈ رہے۔اور گھر میں دُودھ نہیں تھا۔

اُم مَعبد نے کہا! نہیں خُدا کی قسم، مگر ہمارے ہاں اَیسے اور اَیسے حال میں ایک برکت والا شخص آیا تھا، یہ سب اُسی کی وجہ سے ہے۔

ابومعبد نے کہا ! اے ام معبد مُجھے اُن کے اوصاف بتائیں۔

اُم مَعبد نے کہا! وہ شخص حُسن و جمال والے، چمکتی پیشانی والے، حُسنِ اخلاق والے، نہ بڑے پیٹ والے، نہ چھوٹے سُر والے، خُوبصورت اور تقسیم فرمانے والے، سیاہ آنکھوں اور قوسین ابروؤں والے، نرم آواز اور پتلی گردن والے، گھنی داڑھی مبارک والے، وَجیہ و جمیل، جب خاموش ہوتے تو پُروقار ہوتے، کُشادہ پیشانی والے، سب لوگوں سے حُسن و جمال والے، دُور سے دَرخشندہ، قریب سے حسین تَر اور حلاوت والے، شیریں گفُتار، نہ سخت مزاج نہ تیوری چڑھانے والے، اُن کی گفتگو ایسے ہے جیسے موتیوں کی لڑی، قدلمبا نہ چھوٹا بلکہ دَرمیانہ، آپ کے رُخِ انور پر ملائمت، تروتازگی اور نرمی تھی، آپ اپنے ساتھیوں میں قدر و منزلت والے تھے، آپ بات کرتے تو آپ کے ساتھی خاموش رہتے، آپ جو حکم کرتے اُس کی فَوراً تعمیل کرتے، آپ شگفتہ رُو تھے، آپ کے چہرے پر کرختگی کے آثار نہ تھے،

ابومَعبد نے کہا ! خُدا کی قسم یہ قریشِ مکّہ میں سے وہی شخص ہیں جن کے اُمر کا ذِکر ہمارے پاس ہوتا ہے۔ اگر میں اُن کی طرف راستہ پاؤں تو اُن کی صُحبت کا شرف حاصل کروں۔

غیبی آواز

صبح کو اہلِ مکہ نے مکہ معظمہ میں بلند آواز سے کسی کو یہ کہتے ہوئے سُنا مگر اُسے دیکھ نہ سکے۔

جَزَى اللهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهٖ
رَفِيْقَيْنِ حَلَّا خَيْمَتَيْ أُم مَعْبَدِ
هُمَا نَزَلَاهَا بِالْهُدٰى فَاهْتَدِيَا بِهٖ
فَقَدْ فَازَ مِنْ أَمْسِىْ رَفِيْقِ مُحَمَّدِ
فَيَا قُصَيّ مَا زَوىٰ اللهِ عَنْكُمْ
بِهٖ مِنْ فَعَالٍ أَوْ مُجَارٍ وَسوُدَدِ
لِيُهْنَّ بَنُو كَعْب مَكَانُ فَتَاتِهِمْ
وَمقعدُهَا لِلْمُؤمِنِيْنَ بِمَرْصَدِ
سَلُوْا أُخْتَكُمْ عَنْ شَاتِهَا وَإِنَائِهَا
فَإِنَّكَ إِنْ تَسْأَلُوا الشَّاةَ تَشْهَدِ
دَعَاهَا بِشَاةٍ حَائِلٍ فَتَحَلَّبَتْ
عَلَيْهَا صَرِيْحاً ضَرَّةَ الشَّاةِ مَزْبِدِ
فَغَادَرَهَا رَهناً لَدَيْهَا لِحَالِبِ
يُرَدِدُهَا فِيْ مَصْدَرٍ ثُمَّ مَوْرِدِ

لوگوں کا پروردگار اللہ تعالیٰ اُسے جزائے خیر عطا فرمائے، اُم معبد کے خیمہ میں دونوں اچھے ساتھی تشریف فرما ہیں۔

دونوں نے ہدایت کے ساتھ نزولِ اجلال فرمایا تو ہدایت ہوئی، پس محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو بھی ساتھی بنا فائز المرام ہوا۔

اے آلِ کساء تم میں سے اللہ تعالیٰ نے اُنہیں سرداری اور افتخار کے ساتھ چُن لیا ہے۔
مُشرکین بنو کعب کے مکانوں کے پیچھے آئے اور مومنوں کی گھات میں بیٹھ گئے۔ تم اپنی بہن اُمِ معبد سے اُس کی بکری اور اُس کے برتنوں کے بارے میں پُوچھو، اور اگر تُم پُوچھو گے تو بکری گواہی دے گی۔

پس بکری کو بُلایا گیا تو اُس کے دودھ سے بھرے ہُوئے تھنوں پر تھیلی چڑھائی، اِس سے پہلے اس کا دُودھ دوہ لیا تھا۔

اہلِ مدینہ کا انتظار

عبدالرحمٰن بن عویمر بن سعدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مُجھ سے میرے قبیلہ کے لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ سے حدیث بیان کی، جب ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مکہ معظمہ سے مدینہ منوّرہ میں تشریف آوری کا سُنا تو ہم آپ کے اِستقبال کے لئے نکل آئے اور صبح کی نماز سے ظہر کی گرمی تک آپ کا انتظار کرتے رہے۔ خُدا کی قسم! ہم اپنی جگہ سے نہیں ہٹے، یہاں تک کہ سُورج ہمارے سائے کی جگہ پر غالب آ گیا، جب ہم نے سایہ نہ پایا تو گھروں میں داخل ہو گئے۔

یہ گرمی کے دن تھے، جب حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی تشریف آوری ہوئی اُس روز ہم اُسی طرح بیٹھے ہوئے تھے جس طرح ہر روز بیٹھ کر انتظار کرتے تھے۔ جب سایہ باقی نہ رہا تو ہم اپنے گھروں میں داخل ہو گئے۔ پس جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قُدُومِ میمنت لزُوم فرمایا تو ہم اُس وقت گھروں میں تھے، چنانچہ سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک یہودی نے دیکھا جو ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا انتظار کرتے دیکھا کرتا تھا، اُس نے بُلند آواز سے چیخ کر کہا: اَے بنی قیلہ یہ تُمہارے جد تشریف لے آئے، پس ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نکلے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کھجور کے سایہ میں تشریف فرما تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے ساتھ تھے۔

چونکہ ہم میں سے بہت سے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پہلے نہیں دیکھا تھا اور نہ لوگ حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جانتے تھے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخت کا سایہ ہٹ گیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کر دیا تو ہم نے آپ کو اِس طرح سے پہچان لیا۔

اِس روایت کی تخریج ابن اسحاق نے اس سیاق کے ساتھ کی اور بخاری نے بالمعنیٰ روایت بیان کی۔"

میرے رہبر ہیں

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بُوڑھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جوان معلوم ہوتے تھے۔ پس ایک شخص نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مُلاقات کی اور اُن سے پُوچھا آپ کے سامنے یہ کون ہیں؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! یہ مجُھے راستہ بتاتے ہیں، حساب لگانے والے نے حساب لگایا کہ آپ اُنہیں راستہ دکھاتے ہیں اور بیشک آپ خَیر کا راستہ دکھاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس کی طرف متوجّہ ہوئے تو وہ گھوڑے پر سوار تھا، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آ ملے اور عرض کی: یارسول اللہ یہ سوار ہم تک آ پہنچا ہے"

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس کی طرف متوجّہ ہو کر فرمایا! الٰہی اِسے پٹخ دے۔

تو گھوڑے نے اُسے پٹخ دیا۔

پھر اُس نے کھڑے ہو کر کہا! اَے اللہ کے نبی جو آپ چاہتے ہیں حکم کریں۔

پس آپ نے فرمایا! اپنے مقام پر ٹھہر جا، ہمارے ساتھ ملنے والے کسی کو تنگ نہ کر۔

مدینہ منورہ میں نزولِ اجلال

اہل مدینہ دن کے پہلے پہر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف گئے اور دن کے آخری پہر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منتظر رہے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حرّہ کی جانب نزولِ اجلال فرمایا، پھر آپ نے انصار کو پیغام بھیجا تو اُنہوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر دونوں پر سلام پڑھا اور کہا آمنین ذمطاعین سوار ہو جائیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سوار ہو گئے اور ان کے علاوہ باقی لوگ مسلّح ہو کر پیدل چل رہے تھے۔

کہا کہ حضور نبیُ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آسانی سے مدینہ منوّرہ پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ حضرت ابُوایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے گھر پر نزولِ اجلال فرما کر آپ نے پُوچھا یہ کس کا گھر ہے؟

حضرت ابوایوّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: یا نبی اللہ! یہ میرا گھر ہے اور یہ میرا دروازہ ہے۔

اِس روایت کی تخریج بخاری نے کی۔"

تشریح

اس حدیث کے بعض طُرق میں آیا ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت ابوبکر کے رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے سوار تھے۔ جب اُنہیں قُریش کے سردار ملے تو اُنہوں نے کہا اُے ابوبکر! تیرے ساتھ یہ کون آدمی ہے؟

حضرت ابو رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکر نے کہا ! یہ شخص مجھے راستہ دکھاتا ہے۔

اِس کی تخریج حلوانی نے صحیح کی شرط پر کی ہے۔

بعض روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ

وسلم کے پیچھے سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس راستے کو جانتے تھے، پس حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جاننے والا ایک شخص مِلا تو اُس نے کہا اَے ابوبکر! تیرے سامنے یہ کون نوجوان ہے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! یہ مجھے راستہ دکھاتے ہیں، یہ حدیث صحیح ہے اور اکثر روایات میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآبؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے سوار تھے اور بعض روایات میں ہے کہ لوگوں نے کہا اَے ابوبکر یہ کون ہیں؟ جن کی تو اس قدر تعظیم کرتا ہے تو اُنہوں نے کہا! یہ مجھے راستہ دکھاتے ہیں اور یہ مجھ سے راستہ کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

ردیف کون بنا؟

روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے اُن کے مولیٰ عامر بن فہیرہ بیٹھے تھے، کیونکہ وہ اُن کے خادم تھے چُنانچہ راستہ بتانے والے سمیت یہ کل چار اشخاص تھے۔ اِن دونوں روایات کے درمیان تضاد نہیں جبکہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوں اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُن کے پیچھے بیٹھے ہوں۔ البتہ بعض طرق میں اِقتضائے تعارض موجود ہے۔

اَیسا منظر کبھی نہیں دیکھا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں میں لڑکوں کے ہمراہ آپ کو دیکھنے کی کوشش کر رہا تھا مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھے نظر نہ آئے، جبکہ لڑکوں نے کہا! کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہمراہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ اور آپ مدینہ منورہ کے ایک غیر آباد مقام پر پوشیدہ تھے۔

پھر آپ نے اہلِ بادیہ سے ایک شخص کو انصار کے پاس بھیجا تو تقریباً پانچ سو انصار آپ کے استقبال کو نکل آئے، جب اُن کی مُلاقات آپ سے ہوئی تو اُنہوں نے کہا: اُے دُوامان دینے والو اور اطاعت کرانے والو تشریف لے آئیں۔

حضور رسالت مآب اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے درمیان تشریف لے آئے تو اہل مدینہ گھروں سے نکل آئے، یہاں تک کہ اُن کی عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ کر کہنے لگیں یہ کون ہیں، یہ کون ہیں؟

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَیں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کا نظارا کیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے یومِ وصال کا منظر دیکھا ہے۔ اِن دُودِنوں جیسا منظر کبھی دیکھنے میں نہیں آیا (اخرجہ فی فضائلہٖ)

ایک روایت میں ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ساتھیوں سمیت مقامِ حرّہ پر نزول اجلال فرمایا اور لوگوں کو انصار کے پاس بھیجا، چنانچہ انصار نے حاضرِ خدمت ہو کر کہا! اے دو امن دینے والو اور اطاعت کرانے والو۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے کوئی دن ایسا ضو بار منور اور حسین تر نہیں دیکھا جیسا وہ دن تھا جب حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تھے اور نہ ہی میں نے آپ کے وصال کے دن جیسا بے نُور اور غیر حسین دن دیکھا ہے۔ بخاری مسلم"

تیرے ساتھ تیر چلائیں گے

بریدہ بن خصیب اسمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہجرت کر کے تشریف لائے تو راستے میں آپ کی سواروں سے مُلاقات ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اُے ابوبکر پُوچھیں یہ کس قبیلے کے لوگ ہیں؟

اُن سے پُوچھا تو اُنہوں نے کہا: بنی سہم سے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے ابوبکر! یہ تیرے ساتھ تیر چلائیں گے۔

پہلے کہاں قیام فرمایا

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو مُسلمانوں سے حُرہ کے پیچھے مُلاقات کی پھر اُن کے ساتھ دائیں طرف چلے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنی عامر بن عوف کے ہاں نزولِ اجلال فرمایا! اور یہ ماہِ ربیع الاوّل اور پیر کا دن تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے بات کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور حضور رسالتماٰب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموشی سے بیٹھ گئے۔

بعد ازاں انصار آنا شروع ہو گئے اور اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہیں دیکھا تھا۔ وہ حضرت ابوبکر کے پاس گئے چنانچہ جب سُورج سر پر آ پہنچا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اپنی چادر کا سایہ کیا تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اِس طرح پہچان لیا۔'' (بخاری)

مدینہ منوّرہ کے بچّوں کا ترانہ

ابی الفضل بن حباب جمعی کہتے ہیں میں نے ابن عائشہ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اُس کے باپ نے کہا جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو بچے، عورتیں اور لڑکیاں یہ کہتے تھے:

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَنِيَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاعٍ

ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا جو اللہ کی طرف

بُلانے والے ہیں اور ہم پر شکر واجب ہے۔

ابنِ اسحاق کی روایتِ قیام

ابنِ اسحاق نے کہا! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عمرو بن عوف کے بھائی کلثوم بن ھدم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں اُترے۔ دوسروں نے کہا: بلکہ آپ نے سعد بن خیثمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں نزولِ اجلال فرمایا کیونکہ وہ مجرّد تھے اور اُن کا گھر نہیں تھا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنی حارث بن خزرج کے بھائی حبیب بن اساف کے ہاں اُترے اور کہتے ہیں بنی حارث بن خزرج کے بھائی خارجہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں اُترے تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیر، منگل، بُدھ اور جُمعرات کو بنی عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاں قیام فرمایا، پھر اُن سے جُمعۃ المُبارک کے دن وداع ہوئے تو بنی سالم بن عوف میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بطن وادی کی مسجد میں نماز پڑھی تو یہ پہلا جُمعۃ المبارک تھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منوّرہ میں ادا فرمایا۔"

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسلسل قبائل انصار میں ایک کے بعد دُوسرے کے پاس تشریف لے جاتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔ چُنانچہ آپ جس قبیلہ کے پاس سے گزرتے وہ لوگ کمر بستہ ہوجاتے اور کہتے یا رسول اللہ! آپ ہمارے پاس قیام فرمائیں ہماری تعداد اتنی ہے، ہم آپ کی حفاظت کریں گے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کہا! میری ناقہ کا راستہ خالی کردو، یہ بے شک اللہ تعالیٰ کی طرف سے (مامور) ہے، یہاں تک کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بنی مالک بن نجار کے گھروں کے پاس آئے تو اُس جگہ پر جہاں آپ کی مسجد کا دروازہ ہے ٹھہر گئے۔ اور اس جگہ اُن دنوں دو یتیم لڑکوں کی کھجوریں تھیں جو بنی مالک سے تھے۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناقہ مبارک بیٹھ گئی تو آپ اُس سے نہ اُترے

وہ تھوڑا عرصہ بیٹھ کر اُٹھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کی مہار کو چھوڑ دیا تو اُس نے آگے جا کر پیچھے کی طرف توجہ دی اور پھر وہیں پر آ گئی جہاں پہلے بیٹھی تھی، اور وہاں پر بیٹھ گئی، پھر اُس نے حرکت کی اور اپنے حلق سے آواز نکالی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس سے اُتر آئے اور ابو ایوّب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کجاوہ اُٹھایا اور آپ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر لے آئے، پھر مرید سے پُوچھا اور اُس کے مکان کو مسجد بنالیا۔‘‘

اور یہ سیاق ابن اسحاق کی روایت کا ہے۔ بخاری کے نزدیک یہ روایت تغیر لفظی اور الفاظ کی تاخیر و تقدیم سے ہے۔

نویں فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خصائص کے بیان میں

آپ کے خصائص متعدّد ابواب اور شیخین کے باب میں پہلے بیان ہو چکے ہیں اور اِس سے پہلے بیان ہوا کہ پہلے اسلام قبول کرنے میں اِختلاف ہے تاہم آپ نے سب سے پہلے اپنا اسلام ظاہر کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن پر اسلام پیش کیا تو اُنہوں نے بلا تاخیر و تردّد قبول کرلیا یہ آپ کے اِسلام کی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔ اُن کی صدیقیت کے اختصاص کے بارے میں اُن کے نام کی فصل میں بیان ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف بُلانے والے آپ سب سے پہلے خطیب ہیں، اِس کا بیان اُن کی والدہ کے اسلام لانے کی فصل میں گزر چکا ہے اور بیشک حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد اُن کی قبر شق ہوگی۔

شیخین کے مناقب میں پہلے بیان ہوا کہ سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مہاجرین میں سے کسی کے والدین اسلام پر جمع نہیں ہوئے اِس سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہجرت میں خاص صُحبت اور آپ کی خدمت کرنے کے بیان میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی حدیث بابِ ہجرت میں گزر چکی ہے۔

عشرہ مبشّرہ کے علاوہ باب میں اور اصحابِ ثلاثہ کے باب میں اُن کا حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام کی تمام اُمّت سے وزن میں راجح ہونا بیان ہو چکا ہے اور اُن سے نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کبھی بُرائی نہیں پہنچی۔''

اِس اَمر کا عشرہ کے علاوہ باب میں بیان ہوا۔''

حضرت علی علیہ السلام اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی محبّت و خصوصیت

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ پاک کے چھ دن بعد حضرت ابو بکر اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو حضرت علی نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا! اے خلیفہ رُسول آپ سبقت فرمائیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! میں اُس شخص سے کیسے آگے بڑھوں جس کے بارے میں مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ علی مجھے اُیسے ہے جیسے میں اپنے رب کے لئے ہوں۔"

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میں اُس شخص پر سبقت نہیں کروں گا جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ تم میں سے سوائے ابو بکر کے کوئی ایسا نہیں جس نے مُجھے نہ جُھٹلایا ہو اور تُم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دروازے پر سوائے ابو بکر کے دروازہ کے اندھیرا نہ ہو۔

حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ! کہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان سُنا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! ہاں

پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے داخل ہوئے۔ اِس کی تخریج ابن سمان نے موافق میں کی اور شاید دروازہ اُن کا دل ہو اور اللہ ہی اِس کو جانتا ہے۔

حضرت ابو بکر صدّیق سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی موانست

حضرت ربیعہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میرے اور حضرت ابو بکر صدیق

رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان تلخ کلامی ہوگئی تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھے ناپسندیدہ کلمہ کہا اور پھر اُس پر نادم ہو کر کہا اے ربیعہ! مجھے ایسا ہی کلمہ کہہ لے تا کہ قصاص ہو جائے۔ میں نے کہا! میں ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! کہتے ہو یا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لے جاؤں۔

مَیں نے کہا ! میں ایسا نہیں کروں گا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا ! میں تجھے گھسیٹ کر لے جاؤں گا، پھر وہ اُنہیں گھسیٹ کر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جانے لگے تو مُسلمانوں نے جمع ہو کر کہا! ابوبکر پر اللہ رحم کرے۔ آپ کے درمیان کس چیز کا نزاع ہے۔

حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے کہا! کیا تُم اِنہیں دیکھ رہے ہو یہ ابوبکر ہیں، یہ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ ہیں، تُم اِس طرف توجہ نہ دو۔ اور جو تُم دیکھتے ہو اِس پر میری مدد نہ کرو، اگر یہ ناراض ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے تو اِن کی ناراضگی سے ناراض ہونگے اور اِن دونوں کی ناراضگی سے اللہ عزوجل ناراض ہو جائے گا تو ربیعہ ہلاک ہو جائے گا۔

لوگوں نے کہا ! ہمیں کیا حکم ہے؟

ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا! واپس جاؤ۔

پھر حضرت ابوبکر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مَیں اکیلا ہی ان کے پیچھے چلا آیا۔ تو اُنہوں نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ عرض کیا، آپ نے میری طرف سر اُٹھا کر فرمایا اے ربیعہ! تیرے اور صدّیق کے درمیان کیا بات ہے؟

مَیں نے کہا! یا رسول اللہ ایسے اور ایسے ہوا تھا، اِنہوں نے مجھے ناپسندیدہ بات کہی اور

مُجھے فرماتے ہیں کہ میں انہیں بدلہ میں ایسی ہی بات کہوں مگر میں نے انکار کردیا ہے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم اِنہیں یہ بات نہ کہو بلکہ یہ کہو: اَے ابا بکر! اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے۔ پس میں نے کہا! اللہ تعالیٰ ابو بکر کی مغفرت فرمائے۔

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے واپس تشریف لے گئے۔

ابو بکر ساتھ ہوتے

حضرت قاسم بن حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص نے مجلس میں کہا! جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوتے تو صِرف حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم ہی اُن کے ساتھ ہوتے۔

قاسم نے کہا: اَے برادر! قسم نہ کھائیں بلکہ ٹھہر جائیں اور یہ کہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے!

ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ

(سورۃ توبہ آیت ۴۰)

اِس روایت کی تخریج ابو عمر نے کی۔"

پہلے طریقہ والے (خصوصیت)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! آج کا دن رہان یعنی ضمانت کا ہے اور کل کا دن سباق ہے یعنی سبقت والا ہے اور غرض جنت ہے جو آگ میں داخل ہوا اُس کے لئے ہلاکت ہے۔ مَیں اوّل ہوں، ابو بکر نمازی ہیں، عمر تلاوت کرنے والے ہیں، اور لوگ پہلے طریقہ پر بعد میں ہیں، پس اوّل اوّل ہے۔

اِس روایت کی تخریج مہتدی باللہ نے اپنے مشائخ کے تذکرہ میں کی اور پہلے شیخین کے باب میں بیان ہوئی۔

اگر خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا (خصوصیت)

حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ پاک کے پانچ دن پہلے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ مَیں اللہ عزّوجل کی طرف اُس سے بری ہوں، جو تم میں سے مجھے خلیل بنائے، بیشک اللہ تعالیٰ عزّوجل نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا خلیل بنایا، پس اگر میں اپنی اُمّت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا۔" "مفرداتِ مسلم"

میرا خلیل ابوبکر ہے (خصوصیت)

ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا، جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا، اور بیشک کوئی ایسا نبی نہیں جس کی اُمّت سے اُس کا خلیل نہ ہو، یقیناً میرا خلیل ابوبکر ہے۔

واحدی نے اپنی تفسیر بسیط میں اِس کی تخریج کی۔

ابوبکر میرا ساتھی ہے (خصوصیت)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو اپنا خلیل بناتا ولیکن ابوبکر میرا بھائی اور میرا دوست ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہارے صاحب کو اپنا دوست بنایا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا ولیکن ابوبکر میرا بھائی اور میرا

ساتھی ہے۔'' (بخاری)

اور روایت میں ہے اگر میں اپنی اُمت سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا ولیکن اسلام کی اخوت افضل ہے۔ ''بخاری''

حدیث: ''امن الناس علی ابو بکر '' کے ضمن میں اِس کا مزید بیان آئے گا اور اِس روایت کی تخریج ابی بن کعب کی حدیث میں حافظ ابوالحسن علی بن عمر حرلی السکری نے کی ہے اور اِس میں یہ لفظ زیادہ ہیں کہ ابی بن کعب نے کہا تمہارے نبی کے ساتھ میرا لوگوں سے یہ بات کرنے کا عہد ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے وصالِ پاک سے پانچ یوم قبل فرمایا ! کوئی نبی ایسا نہیں جس کی اُمت میں اُس کا خلیل نہ ہو اور میری اُمت سے میرا خلیل ابوبکر بن ابی قحافہ ہے۔ اور آپ نے یہ بات اپنے ہاتھ مبارک کو اُٹھاتے ہوئے فرمائی اور فرمایا! خبردار! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل بنایا تھا۔''

یہ حدیثیں خِلت کی نفی کرتی ہیں، احادیثِ خلت کی نفی کرنے والی احادیث زیادہ صحیح اور دُرست ہیں اور اگر یہ روایت درست ہو تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ آپ کے اشتیاقِ خلت کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی خِلت سے بریت نہ کرنے کی اجازت عطا فرمائی ہوگی، اگر آپ کے خلیل بنانے میں اللہ تعالیٰ کی خِلت اُن کے مائل ہونے کی رعایت سے اُن کی طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ کی شان کی عظمت کے لئے ہوگا، اور یہ اللہ عزوجل کی خِلت سے پھرنا نہیں بلکہ دو خِلتیں ثابت ہوتی ہیں جیسا کہ اِس ضمن میں ایک حدیث حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شرف کے لئے ہے اور دوسری حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شرف کے لئے ہے۔

حضرت ابوبکر کا دروازہ مسجد میں کھلا رہے گا (خصوصیت)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وآلہٖ وسلم مسجد کے راستوں میں کھلنے والے دروازے بند کرا دیتے سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے۔"

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور ابن اسحاق نے اِسے نقل کرتے ہوئے اِس کے آخر میں یہ زیادہ کیا کہ بیشک میں ایسے شخص کو جانتا ہوں جو اُس سے صحابیت میں افضل ہو۔

حضرت جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ یہ وہ دروازے تھے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مسجد میں کھلتے تھے تو آپ نے اس کے ساتھ حکم دیا کہ سوائے ابو بکر کے سب کے دروازے بند کر دیئے جائیں، صحابہ نے کہا! آپ نے اپنے خلیل کے علاوہ ہمارے دروازے بند کروا دیئے ہیں۔

آپ کو یہ بات پہنچی تو آپ نے اُن میں کھڑے ہو کر فرمایا! کیا تم کہتے ہو کہ میں نے تمہارے دروازے بند کروا دیئے ہیں اور اپنے خلیل کا دروازہ چھوڑ دیا ہے، اگر تم میں سے میرا کوئی خلیل ہوتا تو وہی میرا خلیل ہوتا ولیکن میرا خلیل اللہ تعالیٰ ہے۔ کیا تم میرے لئے میرے ساتھی کو چھوڑ نہیں دیتے؟ بیشک وہ اپنے مال و جان سے میرا مُونس ہے اور اُس نے میری تصدیق کی اور تم میری تکذیب کرتے تھے۔

اِس روایت کی تخریج صاحب فضائل نے کی اور یہ مُرسل روایت ہے اِس کے بعد اِس کا ذکر آئے گا۔

دَروازہ نہیں، دَریچہ (خصوصیت)

ا۔ حضرت ابو سعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! لوگوں میں سے ابو بکر کا اُس کی صُحبت اور اُس کے مال کے سلسلہ میں مُجھ پر اِحسان باقی ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو اپنا خلیل بناتا، ولیکن اُخوّتِ اسلام ہے اور سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے کسی کی کھڑکی مسجد میں باقی نہ رہے۔ مسند احمد، ترمذی، ابو حاتم"

دُوسری روایت

۲۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے مرضِ وصال میں سر مبارک پر پٹی باندھی اور منبر پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا!

لوگوں میں سے مجھ پر سوائے ابنِ ابی قحافہ کے جان و مال سے کسی کا اِحسان نہیں اور اگر میں لوگوں میں سے کسِی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا، لیکن خِلت اسلام ہے، میں نے مسجد میں کھلنے والی سب کھڑکیاں سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے بند کردی ہیں۔ مسند احمد، بخاری، ابو حاتم"

تشریح

ابو حاتم کے الفاظ ہیں کہ سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سب کی کھڑکیاں بند کر دینا اِس امر پر دلیل ہے کہ تمام لوگوں کو سوائے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے خلافت سے روک دیا گیا ہے۔

میں کہتا ہوں: اُس کا یہ ایک قول دَلالت میں قائم نہیں ہوتا اور قرائنِ حال کو ضم کرنے سے یقیناً یہ مُراد حاصل ہو جاتی ہے اور یہ آپ کا حالتِ مرض میں منبر پر تشریف لانا اور لوگوں کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں اُن کی تعریف کے لئے متوجہ کرنا اور خِلّت کے تذکرہ میں اُن کی فضیلت بیان کرنا ایک اِطلاع ہے کہ بیشک ابو بکر میرے بعد میرے خلیفہ ہیں اور یہ قول اَیسے ہے جیسے اُنہیں وصیّت فرمائی گئی ہو، کیونکہ آپ کے وصالِ پاک کا وقت قریب تھا اِس لئے صحابہ کرام نے آپ کے قال اور حال کو سمجھ لیا تھا۔

ابو بکر نے جان لیا

۳۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم نے حَجّۃ الوداع سے مراجعت پر منبر شریف پر بیٹھ کر فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے کو اِختیار دیا ہے کہ وہ دُنیا اور جو اُس میں پھُولوں اور عزّت سے ہے اُن میں سے جو چاہے پسند فرمائے اور ہمیشہ اِس میں رہے یا اِس کے نزدیک جو جنّت ہے اُسے اِختیار فرمائے۔

پس اُس نے جو اللہ کے پاس ہے اور جنّت میں ہے اُسے پسند کرلیا یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رونے لگے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری مائیں اور ہمارے باپ آپ پر قُربان، چنانچہ دُنیا کی بجائے جنّت کو اختیار کرنے والے خُود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی تھے ولیکن ہم نہ جان سکے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امور کو ہم سے زیادہ جانتے تھے۔

صحابہ سے دلیلِ خلافت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجُھ پر کسی کی صُحبت اور مال کا اِحسان نہیں، مگر ابوبکر کے مال اور صُحبت کا اِحسان باقی ہے اور اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا مگر اِن سے اسلامی اُخوّت ہے۔

پھر فرمایا: سوائے ابوبکر کے کسی کی کھڑکی مسجد میں باقی نہ رہے۔ پس ہم نے جان لیا کہ آپ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ ہیں۔

اِس روایت کی تخریج حافظ ابوقاسم دمشقی نے کی اور کہا اِس کا مَتن درست ہے اور اسناد غریب ہیں۔

مَیں اللہ کا خلیل ہوں

حضرت ابی المعلیٰ زید بن لوذان انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگو میں اللہ کا خلیل ہوں اور ابوبکر کا مجُھ پر احسان ہے۔

ایسے ہی حدیث ابوسعید کا سیاق ہے اور اِس قول کے بعد فرمایا: اگر کسی کو خلیل بناتا تو

ابی بکر کو بناتا۔ ولیکن دو یا تین مرتبہ فرمایا دوستی اور اُخوت ایمان ہے اور تمہارے صاحب اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔

اس روایت کی تخریج ترمذی اور حافظ دمشقی نے کی اور کہا کہ اس کا متن درست اور اسناد اچھی ہیں۔

ابوبکر کا اِحسان ذات اور جان سے ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مُجھ پر لوگوں میں سے ذات، جان اور ہاتھ سے ابوبکر کا اِحسان ہے۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو اُسے بناتا، مگر اُس سے اُخوتِ اسلام ہے اور قبلہ میں سوائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سب کے دریچے بند کروادیئے۔

اِس روایت کی تخریج اُن کے دلائل میں کی کہ بند کئے گئے دریچوں میں دلیل منطوقہ ہے "قبلہ میں" کا مفہوم یہ ہے کہ قبلہ رُخ ہونے کے علاوہ جو دریچے مسجد میں تھے وہ بند نہیں کروائے تھے۔

ابوبکر کا اِحسان باقی ہے

(۱) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: میرے نزدیک تم میں سے کوئی بھی ابوبکر سے اعظم نہیں۔ اُس نے جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی کو میری زَوجیت میں دیا۔ "خرجہ فی فضائلہ"

اُمّت بھی اِحسان مند ہے

(۲) حضرت سہل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: لوگوں میں سے آپنی صُحبت، ذات اور اپنے مال سے ابوبکر کا مجھ پر احسان ہے پس میری اُمّت پر

اُس کی محبت، اُس کا شکر اور اُس کی حفاظت یعنی اُن سے کفِ لسان فرض ہے۔

اِس روایت کو خطیب نے تاریخ بغداد میں اور صاحبِ فضائل نے نقل کیا۔"

خصوصیّت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مجھے کسی کے مال نے کوئی فائدہ نہیں دیا مگر ابوبکر کے مال نے فائدہ دیا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے کہا یارسول اللہ! میرا مال آپ ہی کا مال ہے۔

اِس روایت کی تخریج احمد بن حنبل، ابوحاتم، ابن ماجہ اور حافظ دمشقی نے "موافقات" میں کی۔

حضرت مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: مُسلمانوں میں سے کسی شخص کے مال نے مجھے ابوبکر کے مال سے زیادہ نفع نہیں دیا۔

وہ بھی غنی یہ بھی غنی، (خصوصیت)

شعبی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی طرف دیکھتے ہوئے فرمایا: جو لوگوں میں اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سب سے زیادہ قریبی اور اُن میں سب سے بڑے غنَی اور اُن میں سب سے زیادہ منزلت والے کو دیکھنا چاہے تو علی ابنِ ابی طالب کی طرف دیکھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: اُنہوں نے شاید لوگوں پر شفقت کی وجہ سے فرمایا ہے اور بیشک وہ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ اور لوگوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے اپنے ہاتھ اور ذات میں سب سے بڑے غنی ہیں۔

(خرجہ ابن السمان)

اللہ کا رسول کافی ہے (خصوصیت)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہمارے نزدیک کسی کے لیے ہاتھ نہیں، مگر ہم اس کے ساتھ اُس کے لیے کافی ہیں ابو بکر ہمارا دوست ہے، اُس کے لیے ہمارے پاس ہاتھ ہے اُس کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کے لیے کافی ہے۔

یہ روایت ترمذی نے نقل کی اور کہا غریب ہے۔

ابو بکر کے دِل کا دروازہ روشن ہے (خصوصیت)

مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت کہ حضرت عقیل بن ابی طالب اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اُن کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قرابت کی وجہ سے اُن سے اِعراض کر لیا مگر اُنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اُن کی شکایت کر دی۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے گئے اور فرمایا: ''کیا تُم میرے لیے میرے ساتھی پر دعویٰ کرتے ہو؟ تُمہاری شان کیا ہے اور اُس کی شان کیا ہے؟ خُدا کی قسم! تم میں کوئی شخص نہیں، مگر اُس کے دِل کے دروازے پر اندھیرا ہے، سوائے ابو بکر کے دروازہ کے بے شک اُس کے دروازے پر روشنی ہے۔

خدا کی قسم! تم نے میری تکذیب کی اور ابو بکر نے میری تصدیق کی۔

تُم نے اپنے مال روک لیے اور اُس کا مال میرے کام آیا۔ تُم نے مُجھے اپنی ذات سے رُسوا کیا اور اُس نے میری مدد کی۔ (خرجہ صاحب الفضائل)

ہمارے لیے جو روایت ابی القاسم عبد الرحمٰن بن سبط سے اُس نے اپنے دادا سے اُس نے سلفی سے اپنی سند کے ساتھ بیان کی یہ ہے کہ جو نفع مال نے دیا ابو بکر کے مال نے دیا۔

مجھے ایذاء نہ دو

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی چادر کا گوشہ پکڑے ہوئے آئے یہاں تک کہ چادر اُن کے کندھوں سے گر گئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو فرمایا: کیا تمہارے ساتھی کسی سے لڑ کر آئے ہیں؟ حضرت ابوبکر نے سلام عرض کیا اور کہا: عُمر بن خطاب اور میرے درمیان کوئی بات ہوئی تو مَیں نے فوراً اُس کی طرف رجوع کیا اور اظہارِ ندامت کرتے ہوئے اُس سے معافی مانگی، مگر اُس نے معافی دینے سے انکار کر دیا تو مَیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا: اَے ابا بکر! اللہ تیری مغفرت فرمائے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نادم ہو کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر آئے تو اُنہوں نے کہا ابوبکر گھر پر نہیں ہیں پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ کا رُخِ انور مُتغیّر ہو گیا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ یہ صُورت حال دیکھ کر ڈر گئے اور گھٹنوں کے بل ہو کر دو مرتبہ کہا: ''یارسول اللہ! مُجھ سے ظُلم ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دو مرتبہ فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے مُجھے تمہاری طرف مبعوث فرمایا تو تُم نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے کہا! صَدَقْتَ اور اُس نے جان و مال سے میری مدد کی، کیا تُم میرے لیے میرے ساتھ کو چھوڑ دو گے؟ اور اُس کے بعد مجھےِ ایذاء نہیں دو گے۔

اِس روایت کے اخراج میں بخاری کی انفرادیت ہے۔

جان و مال سے خِدمت کی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ

وآلہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر دنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ابوبکر پر رحم فرمائے اور اُسے جزائے خیر عطا فرمائے۔ اُس نے جان و مال سے اللہ کے رسول کی مدد کی۔

(خرجہ حافظ سلفی)

خُدا پُوچھتا ہے

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں حُضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس عباء اوڑھے بیٹھے تھے جس کے سینے کے خلا کو کانٹے کا بٹن لگا کر پُورا کیا تھا۔ پس جبریل امین آئے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یا محمد! میں ابوبکر کی عَبا کیسی دیکھ رہا ہوں۔

آپ نے فرمایا: اِس نے اپنا تمام مال قبل اَز فتح مجُھ پر خرچ کر دیا ہے۔

حضرت جبریل نے کہا! یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلام پڑھا ہے اور آپ کو فرمایا ہے، ابوبکر سے پُوچھیں کہ تجُھ سے اللہ تعالیٰ نے پُوچھا ہے تو مجُھ پر خُوش ہے یا ناراض؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی! میں اپنے پروردگار سے ناخُوش ہُوں گا؟ میں اپنے رب سے خُوش ہوں۔ میں اپنے رَب سے خُوش ہُوں، میں اپنے رَب سے خُوش ہوں۔

اِس روایت کی تخریج حافظ بن عبید، صاحبِ صفوت اور فضائلی نے کی۔

تشریح

اِس روایت کے ظاہر سے اُس نے حُجّت پکڑی ہے جو اِس طرف گیا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنكُم مَّنْ أَنفَقَ مِن قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ

تم میں سے برابر نہیں، جس نے فتح مکّہ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال
خرچ کیا اور جنگ لڑی۔

(سورۃ الحدید آیت ۱۰)

پہلی حدیث اُس اِختصاص کی صراحت کرتی ہے جو اس پر اس کے بعد محمول ہوگا۔
مُطلقاً مقیّد پر حمل ہوگا۔

سب کُچھ پیش کر دیا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر چالیس ہزار دینار خرچ کیے۔
''ابوحاتم''

حضرت عُروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لے آئے تو اُن کے پاس چالیس ہزار دینار تھے جو اُنہوں نے سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اور فی سبیل اللہ خرچ کر دیئے۔

مال کی بجائے خیرِ کثیر چھوڑی ہے

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت کے لیے نکلے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پانچ یا چھ ہزار درہم تھے۔ جو اُنہوں نے اپنے تمام مال کے ساتھ اُٹھا لیے اسی اثناء میں ہمارا دادا ابوقحافہ ہمارے پاس آیا تو اُس کی بینائی ختم ہو چکی تھی اُس نے کہا: خُدا کی قسم، میں دیکھتا ہوں کہ ابوبکر نے اپنے جان و مال کے ساتھ تمہیں مُصیبت میں مُبتلا کر دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں بابا جان اُنہوں نے ہمارے لیے خیرِ کثیر چھوڑی ہے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں: میرے والدِ گرامی گھر میں جہاں مال رکھا

کرتے تھے وہاں اُنہوں نے کپڑا ڈال کر اُوپر پتھر رکھ دیئے تو میں نے پُوچھا اباّ جان آپ نے یہاں مال رکھا ہے؟

اُنہوں نے فرمایا: میں نے تمہارے لیے یہاں کوئی مال نہیں چھوڑا مگر مَیں نے چاہا کہ اِس بُوڑھے کو سکُون حاصل ہو جائے۔

اِس روایت کی تخریج ابنِ اسحاق نے کی اور اِس میں اور اِس سے پہلے بیان کردہ روایت میں تضاد نہیں۔ المختصراً

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے سات مُسلمان آزاد کروائے

حضرت عروہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات غلاموں کو آزادی دِلائی جو اللہ کی رَاہ میں معذّب ہوتے تھے۔ اُن میں حضرت بلال اور حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ابو عمرو نے کی۔

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر نے سات اُفراد کو آزاد کروایا جو اللہ کی راہ میں مصائب برداشت کرتے تھے اور وہ یہ ہیں۔

حضرت بلال، حضرت عامر بن فہیرہ، حضرت زبیرہ، حضرت اُمّ عبیس، حضرت نہدیہ اور اُس کی بیٹی اور عمرؤ بن موئل کی کنیز رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

اِس روایت کی تخریج ابو معاویہ ضریر نے کی۔

بلال کی قیمت

اسماعیل بن قیس سے روایت ہے، کہا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت بلال کو پانچ اوقیہ سونے کے عوض خرید اتو پتھروں سے اُن کا چہرہ مدقُوق تھا۔ لوگوں نے کہا! اگر آپ انکار کردیتے تو ہم اِسے ایک اُوقیہ سونے کے عوض فروخت کردیتے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر تم اِنکار کردیتے تو میں تم سے اِسے سو اُوقیہ سونے کے عوض خرید لیتا (خرجہ فی صفوت)

ابنِ اسحاق نے کہا! حضرت بلال بِن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام حمامہ تھا۔ حضرت بلال صادق الاسلام اور طاہر القلب تھے۔ اُمیہ بن خلف اُنہیں گرم باڑے سے نکالتا تو وادیٔ بطحا میں اُلٹا لِٹا کر کہتا کہ اِس کی کمر پر بڑا سا پتھر رکھ دو۔ پھر اپنے خادم کو کہتا، اِسے ہمیشہ اِسی حالت میں رہنے دو، یہاں تک کہ یا تو اِسے مَوت آجائے یا پھر ''محمد'' کا انکار کر کے لات و عُزیٰ کی پرستش کرے جبکہ حضرت بلالؓ اِس مُصیبت اور بلا میں اَحد اَحد پُکارتے تھے۔ جناب ورقہ بن نوفل اُن کے پاس سے گذرے تو وہ اِس عذاب میں اَحد اَحد کا ورد کر رہے تھے۔

ورقہ نے کہا اے بلالؓ! خُدا کی قسم اَحد اَحد ہے پھر وہ اُمیہ بن خلف کے پاس بنی جمح کے گھروں میں آئے تو اُسے کہا، میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں تم اُسے اِس لیے قتل کرنا چاہتے ہو کہ اُس نے بخشنے والے کو رب مانا ہے پھر وہ حضرت ابوبکر بن ابی قحافہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہیں بتایا کہ کافروں نے حضرت بلال پر یہ ستم برپا کر رکھا ہے۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ کا گھر بنی جمح کے گھروں میں تھا۔ وہ اُمیّہ بن خلف کے پاس آئے اور اُسے کہا! کیا تو اس مسکین کے بارے میں خُدا سے نہیں ڈرتا۔ یہاں تک کہ مر جائے؟

اُمیہ نے کہا! کیا اُس نے فساد نہیں ڈالا، آپ اُسے چھڑا لیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا! میرے پاس ایک سیاہ فام غلام ہے جو اس سے زیادہ طاقت ور اور جسیم ہے۔ اِس کے بدلے میں تجھے وہ غلام دے دیتا ہوں۔

اُمیہ نے کہا! مجھے قبول ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا! وہ تیرا ہو گیا۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے وہ غلام اُمیہ کو دے کر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروالیا۔

بینائی واپس مل گئی

پھر اُنہوں نے ہجرت سے قبل چھ مسلمان افراد کی گردنیں چھڑوائیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ اُن میں ساتویں تھے۔ اِن لوگوں میں حضرت عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ حضرت اُم عبیس اور حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہما تھیں۔

جب حضرت زبیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو آزادی ملی تو اُن کی بصارت جاتی رہی۔ قریش نے کہا! تیری بصارت لات اور عُزیٰ نے چھین لی ہے۔

حضرت زبیرہ رضی اللہ عنہما نے فرمایا! تم جھوٹ کہتے ہو، بیت اللہ کی قسم! لات وعُزیٰ نہ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان، پس اللہ تعالیٰ نے اُن کی بینائی واپس کردی۔

مالکہ کا حق

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن غلاموں کو آزادی دِلائی تھی اُن میں حضرت نہدیہ اور اُن کی بیٹی رضی اللہ تعالیٰ عنہما بنی عبدالدار کی ایک عورت کی کنیزیں تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہاں سے گذرے تو وہ اُس عورت کے لیے چکی پیس رہی تھیں اور وہ اُنہیں کہہ رہی تھی، واللہ! میں تمہیں کبھی نہیں چھوڑوں گی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا! اے اُم فلاں: تیرے لیے یہ قسم جائز ہے؟

اُس نے کہا! جائز ہے۔ تُو اِن دونوں کو اُکساتا ہے، تُو انہیں آزاد کروالے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کیا لوگی؟

اُس نے کہا! ایسے اور ایسے لوں گی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! منظور ہے اور اُس نے جو مانگا ادا کردیا اور انہیں اُن کی آزادی کے بارے میں بتایا اور فرمایا! اُس کا آٹا حوالے کردو۔

اُنہوں نے کہا! اے ابا بکر اُس کے کام کو پُورا کرنے کی اجازت دیں گے؟

آپ نے فرمایا! یہ تمہاری مرضی ہے۔

اسلام نہیں چھوڑوں گی

قبیلہ بنی عدی کے بنی موئل کے پاس سے گذرے تو عُمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ایک کنیز کو مار رہے تھے کہ وہ اسلام چھوڑ دے۔ اُن دنوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ مشرک تھے۔ جب اُس کنیز کو پیٹا گیا تو اُس نے تڑپتے ہوئے کہا، مَیں تڑپتی رہوں گی مگر اِسلام نہیں چھوڑوں گی۔ اور کہتی تھی، اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ بھی ایسا ہی کرے۔ پس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اُسے خریدا اور آزاد کر دیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے، ہمارے سردار حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ہمارے سردار حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آزاد کروایا۔

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کی: اگر آپ نے مجھے اپنے لیے خریدا ہے تو مجھے روک لیں اور اگر اللہ کے لیے خریدا ہے تو مجھے چھوڑ دیں۔ (بخاری)

محبوبِ خدا کا محبوب (خصوصیت)

اِس سے پہلے باب العشرہ میں مُسلم، احمد اور ابو حاتم کی نقل کردہ عمرو بن عاص کی حدیث بیان ہوئی اور عشرہ کے علاوہ ترمذی کی بیان کردہ اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حسن صحیح حدیث بھی نقل کی جا چکی ہے۔ علاوہ ازیں یہ ملاحظہ فرمائیں:

پہلی روایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگوں نے کہا: یارسول اللہ! آپ

کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عائشہ (رضی اللہ عنہا)

لوگوں نے کہا! ہمارا مقصد مردوں سے پوچھنا تھا؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اُس کا باپ۔

(ترمذی، ابن ماجہ، سنن قزوینی)

دوسری روایت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اُم المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے وصال کے بعد حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی بیوی اُم المومنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کی یارسول اللہ! کیا آپ شادی کریں گے؟

آپ نے فرمایا! کس سے۔ جناب سودہ نے کہا! اگر آپ چاہیں تو کنواری سے اور اگر چاہیں تو مطلقہ سے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کنواری کون اور مطلقہ کون؟ حضرت سودہ نے کہا! کنواری اس کی بیٹی ہے جو آپ کو مخلوق خدا میں سب سے زیادہ محبوب ہے ۔یعنی عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما اور مطلقہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا ہے جو آپ کے ساتھ ایمان لائی ہے اور آپ کی پیروی کرتی ہے پھر آپ کی تزویج مبارک کا ذکر کیا۔

اس روایت کی تخریج ابوجہم باہلی نے اور صاحبِ فضائل نے کی اور فضائل ازواجِ مطہرات میں اس تزویج کا بیان آئے گا۔

ابوبکر کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تبسّم (خصوصیت)

زُہری سے روایت ہے کہ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن

عورتوں کو گھوڑوں پر شراب کے داغ لگاتے دیکھا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھ کر تبسم فرمایا۔ (ابن اسحاق)

اُمّت کے ساتھ رحم دلی (خصوصیت)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ابوبکر میری اُمت پر اُمت کے ساتھ رحم کرنے والا ہے۔

اِس روایت کی تخریج عبدالرزاق نے اور بغوی نے مصابیح الحسان میں کی۔ ابی امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اِس اُمت پر اس کے نبی کے بعد ابوبکر رحم کرنے والے ہیں۔ (اخرجہ فی فضائلہٖ)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ چار لاکھ افراد کو بغیر حساب جنت میں داخل فرمائے گا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی، یارسول اللہ ہم زیادہ ہیں۔ آپ نے دونوں ہتھیلیوں کو جمع کر کے فرمایا! ایسے ہی ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا! اے ابوبکر تیری مرضی ہوگی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! اے عمر میں دعا کروں گا اور جو تجھ پر ہے اگر ہم سب کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کر دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا! اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تمام مخلوق کو ایک ہتھیلی سے جنت میں داخل کر دے۔

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! عمر نے سچ کہا۔

اس روایت کو طبرانی نے معجم میں اور ابوقاسم دمشقی نے معجم البلدان میں نقل کیا۔

افضل اور بہتر (خصوصیت)

پیش ازیں یہ حدیث خصوصیت اور بخاری و مسلم وغیرہ کی تخریج کردہ جملہ احادیث و آثار کا خُلفا اربعہ ثلاثہ اور شیخین رضی اللہ عنہم کے ابواب میں بیان ہُوا۔

حضرت ابی درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو امام بنا کر فرمایا۔ اے ابا درداء! میں نے تمہارا امام اُسے بنایا ہے جو تُجھ سے دنیا و آخرت میں بہتر ہے۔ انبیاء و مرسلین علیہم السلام کے بعد کسی شخص پر سورج کا طلوع وغروب نہیں ہوا جو ابوبکر سے افضل ہو۔ اِس روایت کی تخریج ذہبی نے تلخیص میں کی اور دار قطنی نے اِسے نقل کرتے ہوئے انبیاء کے ساتھ مُرسلین کا لفظ شامل نہیں کیا۔

اِس روایت کی تخریج ذہبی نے تلخیص میں کی اور دار قطنی نے اِسے نقل کرتے ہوئے انبیاء کے ساتھ مرسلین کا لفظ شامل نہیں کیا۔

تصدیقِ صادق علیہ السلام

سمان نے الموافق میں حضرت امام جعفر صادق نے امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت نقل کی ہے کہ اُن سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں پوچھا گیا تو اُنہوں نے فرمایا! ہم اِس میں نہیں کہتے، ہم اِس میں نہیں کہتے مگر خیر یا فرمایا! ہم اِس حدیث کے بعد اُن کے حق میں سوائے خیر کے کچھ نہیں کہتے۔ مجھ سے میرے باپ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے حدیث بیان کی۔ اُنہوں نے فرمایا! مجھ سے میرے والد گرامی امام زین العابدین نے اپنے والد گرامی امام حُسین علیہما السلام سے حدیث بیان کی اُنہوں نے فرمایا! مَیں نے اپنے والدِ گرامی حضرت علی ابنِ ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم سے سُنا، اُنہوں نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا:

"ماطلعت شمس ولا غربت"

پھر اُنہوں نے مذکورہ بالا پوری حدیث بیان کر کے فرمایا! اگر میں نے تیرے لیے یہ روایت جھوٹی بیان کی ہو تو مجھے میرے نانا کی شفاعت نصیب نہ ہو، اور میں قیامت کے دن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شفاعت کی اُمید رکھتا ہوں۔

حضرت جابر کی گواہی

(۱) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا! تمہارے پاس ایسا شخص آنے والا ہے کہ میرے بعد جس سے بہتر اور افضل اللہ تعالیٰ نے کسی کو پیدا نہیں کیا۔ اور اُس کی شفاعت انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت جیسی ہوگی ہم ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھڑے ہو کر اُنہیں بوسہ دیا اور بٹھایا۔

اِس روایت کی تخریج حافظ خطیب ابوبکر احمد بن ثابت بغدادی نے کی۔"

اصحاب میں بہتر

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے اصحاب میں سے ابوبکر بہتر ہیں۔

دُنیا و آخرت میں افضل

(۳) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم مہاجرین و انصار کے کچھ لوگ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درِ اقدس پر کھڑے تھے اور ہماری آوازیں بلند ہو رہی تھیں۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم میں کس بات کا نزاع ہے؟

ہم نے عرض کی! ہم فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے۔

آپ نے فرمایا! تُم میں سے کوئی بھی ابوبکر پر سبقت نہیں رکھتا۔ بیشک وہ دُنیا و آخرت میں تم میں افضل ہے۔

یہ دونوں روایتیں صاحب فضائل نے نقل کیں۔

(۴) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے روایت ہے کہا! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اَمر کو تمہاری بھلائی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھی ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَار اور تم لوگوں سے بہتر پر جمع فرمایا۔ (خرجہ بخاری)

فارُوق اعظم کا عقیدہ

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سردار ہم سے بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک ہم سے زیادہ محبوب ہیں۔

اِس روایت کی تخریج ترمذی نے کی اور کہا حسن صحیح ہے۔

(۲) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے کہا! میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا تو اُنہوں نے فرمایا! کیا تُو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے؟

اُس نے کہا! نہیں۔

فرمایا! اگر تو کہتا دیکھا ہے تو میں تجھے سزا دیتا۔

(اخرجہ القلعی)

(۳) زُہری سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا! میں نے تجھ سے افضل کسی کو یا کسی شخص کو نہیں دیکھا تو حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے فرمایا! کیا تُو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا ہے؟

اُس نے کہا! نہیں۔

پُوچھا کیا تو نے ابوبکر کو دیکھا ہے؟

اُس نے کہا! نہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اگر مجھے پتہ چل جاتا کہ تُو نے ان دونوں میں سے کسی کو دیکھا ہے تو تجھ پر مصیبت نازل کر دیتا۔

اِس روایت کی تخریج فضائل میں کی گئی اور کہا حدیث حسن ہے مگر یہ مُرسل ہے کیونکہ زُہری نے حضرت عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نہیں دیکھا۔

حضرت علی علیہ السلام کی وضاحتیں

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کیا گیا، کیا آپ کسی کو اپنا خلیفہ بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا! نہیں، ولیکن خلافت کو تم پر چھوڑ دوں گا۔ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم پر چھوڑا تھا۔ ہم نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا! یارسول اللہ کیا خلافت ہے؟

آپ نے فرمایا! اگر اللہ کے علم میں تمہاری بھلائی ہے تو وہ تم پر تمہارے بہتر شخص کو عامل بنائے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کے علم میں ہماری بھلائی تھی، چنانچہ اُس نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ہم پر عامل بنا دیا۔

(الموافق لابن سمان)

(۲) حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو فرمایا! اگر اللہ تعالیٰ تمہاری بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے تو تمہیں خیر پر جمع کر دے گا۔

(۳) موسیٰ بن شداد سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے سُنا، آپ فرماتے تھے، ابوبکر ہم میں افضل تھے۔

شیوخِ عرب کے سردار (خصوصیت)

اسماعیل بن خالد سے روایت ہے کہ مجھے اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ

تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث پہنچی ہے، اُنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا! اے عرب کے سردار۔ آپ نے فرمایا! میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ تیرا باپ عرب کے بوڑھوں کا سردار ہے اور علی عرب کے جوانوں کا سردار ہے۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کا مشورہ

اس روایت کی تخریج ابونعیم بصری نے کی اور اُس نے غیلانی سے روایت کی کہ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! تم اپنا امام اپنے بہتر آدمی کو بناؤ، بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد ہمارا امام ہمارے بہتر کو بنایا۔ (خرجہ ابوعمر)

حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فرمایا! ہمارے والی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔ پس وہ بہتر خلیفہ ہیں۔ ہمارے ساتھ رحم دلی اور ہم پر مہربان ہیں۔
(الموافق ابن سمان)

لیث بن سعد نے کہا! حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی صحابی ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل نہیں۔

سب سے زیادہ بہادر

محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ ایک روز حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم نے لوگوں سے پوچھا! سب سے بہادر کون ہے؟

لوگوں نے کہا! اے امیر المومنین آپ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! مگر میں میدان میں کسی ایک شخص سے لڑا کرتا تھا۔ جبکہ سب سے بہادر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ بدر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے خیمہ لگایا تو ہم نے کہا! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس رہیں۔ ہوسکتا ہے مشرکین آپ پر حملہ کردیں۔ پس خدا کی قسم! ہم میں سے کوئی بھی رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب نہ تھا مگر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ننگی تلوار لیے آپ کے سرہانے کھڑے تھے۔

ابو بکر کی ایک ساعت

مزید فرمایا! جب مشرکینِ مکہ اکٹھے ہو کر حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مکہ معظمہ میں حملہ آور ہوئے تو اُنہوں نے کہا! آپ نے ایک معبود مقرر کر رکھا ہے۔ پس خدا کی قسم! ہم میں سے سوائے ابو بکر کے کوئی آپ کے قریب نہ گیا۔ انہوں نے انہیں روکتے ہوئے فرمایا! تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ اِس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا! میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا مومنِ آلِ فرعون بہتر ہے یا ابو بکر؟

لوگ خاموش رہے تو آپ نے فرمایا! تم جواب کیوں نہیں دیتے، خدا کی قسم! حضرت ابو بکر کی ایک ساعت مومن آلِ فرعون سے بہتر ہے۔ مومنِ آلِ فرعون وہ شخص تھا جس نے اپنا ایمان چھپا رکھا تھا جبکہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنا ایمان ظاہر کر دیا تھا۔ الموافق ابن سمان، فضائل ابو بکر۔"

تشریح

اِس کے بعد یہ ذکر مناسب ہے اور مشہور ہے کہ شدید حادثوں کے وقت بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پائے ثبات میں لغزش نہ آتی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اُن کے اشجع الناس ہونے کی گواہی دی جیسا کہ پہلے بیان ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مثبت القلب تھے۔ جس میں ابو شریحہ کی روایت ہے کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سُنا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مثبت القلب تھے۔

جنگِ بدر میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کردار

(۱) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدر کے دن اپنے خیمہ میں فرمایا! الٰہی میں تجھے تیرا وعدہ یاد دِلاتا ہوں۔ الٰہی! اگر تُو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے؟ پس حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کی یارسول اللہ! آپ کا اپنے رب کے حضور میں یہی گڑگڑانا کافی ہے ،پھر وہ زرہ پہنے یہ کہتے ہوئے باہر نکلے کہ یہ گروہ بھگایا جانے والا ہے اور اِس کی پشت پھر جائے گی بلکہ اُن کے وعدے کی گھڑی آپہنچی ہے۔

دوسری روایت

(۲) حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ مجھ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت بیان کی کہ بدر کے دن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دیکھا کہ مشرکین کی تعداد ایک ہزار اور آپ کے ساتھیوں کی تعداد تین سو تیرہ ہے تو آپ نے قبلہ رُخ ہو کر دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے۔ پس آپ اپنے پروردگار سے یہ دعا کرتے۔ الٰہی! مجھے وہ عطا فرما جس کا تُو نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اگر اس جنگ میں اہلِ اسلام ہلاک ہو گئے تو زمین پر کبھی عبادت نہ کی جائے گی۔ پس آپ قبلہ رُو ہو کر اپنے پروردگار کے سامنے مسلسل ہاتھ بڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کے شانہ ہائے اقدس سے آپ کی ردا مبارک گر گئی، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی ردائے اقدس اُٹھا کر آپ کو اوڑھائی۔ پھر آپ کے پیچھے بیٹھ کر عرض کی: اے اللہ کے نبی! آپ کا پروردگار آپ کی سختیوں میں آپ کی کفالت فرمائے گا۔

اور آپ کے ساتھ جو وعدہ اُس نے کیا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ أَنِّي مُمِدُّكُمْ بِأَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ

جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے جو اُس نے تمہاری سُن لی وہ تمہیں ہزار فرشتوں سے مدد دینے والا ہے۔

(الانفال آیت ۹)

بدر میں جبریل کی آمد

(۳) ابنِ اسحاق نے کہا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدر کے دن صفوں کو درست فرما کر اپنے خیمے میں داخل ہوئے اور آپ کے ساتھ اُس خیمہ میں آپ کے علاوہ بھی تھے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو وعدۂ نصرت یاد دلاتے ہوئے عرض کی! الٰہی اگر اس جنگ میں یہ مسلمان لوگ شہید ہو گئے تو آج کے بعد تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے تھے یارسول اللہ! آپ کا رب آپ کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خیمے میں مصروفِ التجاء تھے۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا! اے ابا بکر تجھے بشارت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے نصرت عطا فرما دی۔ اس اُڑتے غبار میں یہ جبریل اپنے گھوڑے کی عنان پکڑے ہوئے ہیں۔

ابوبکر تجھے خوشخبری ہو

(۴) حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میدانِ کارزار گرم تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے ہاتھ مبارک اُٹھا کر اللہ تبارک وتعالیٰ سے موعودہ نُصرت کا سوال کر رہے تھے۔

الٰہی! اگر مسلمانوں کی اِس جماعت پر مشرکین غالب آ گئے تو تیرا دین قائم نہیں رہے

گا اور حضرت ابوبکر عرض کرتے تھے۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کی مدد فرمائے گا اور آپ کے چہرے کو روشن فرمائے گا، پس اللہ تعالیٰ نے دشمنوں کے کناروں پر ایک ہزار فرشتے مسلسل نازل فرمائے اور آپ نے حضرت ابوبکر کو فرمایا! ابوبکر تجھے خوش خبری ہو۔ یہ جبریل علیہ السلام ہیں جو زمین و آسماں کے درمیان زرد عمامہ باندھے اور اپنے گھوڑے کی عنان تھامے آرہے ہیں۔ اور جب وہ زمین پر اُترے تو اُس لمحہ مجھ سے غائب ہو گئے، پھر ظاہر ہوئے اور کہا! اللہ تعالیٰ نے آپ کو یا آپ کی دُعا کو نُصرت عطا فرمائی ہے۔

(اخرجہ صاحب فضائل)

صُلح حدیبیہ میں حضرت ابوبکر کا کردار

مِسوَر بن مخرمہ اور مروان بن الحکم دونوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے حُدیبیہ کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے تو مَیں نے کہا! یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

مَیں نے کہا! ہمارے دین میں دُنیا نہیں دی گئی؟

آپ نے فرمایا! میں اللہ کا رسول ہوں اور اُس کا عصبہ نہیں ہوں۔ پس وہ میرا مددگار ہے۔

مَیں نے کہا! کیا آپ نے نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے؟

آپ نے فرمایا! کیا میں نے تجھے اِسی سال کی خبر دی تھی؟

مَیں نے کہا! نہیں۔

آپ نے فرمایا! تُو آئے گا اور کعبے کا طواف کرے گا۔

مَیں نے کہا! کیا ہم حق پر اور ہمارے دُشمن باطل پر نہیں؟

آپ نے فرمایا! ہاں کیوں نہیں۔

مَیں نے کہا! ہمارے دین میں دنیا نہیں دی گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! اے شخص بیشک آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ یہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ اُن کا مددگار ہے۔ پس تُو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رکاب تھام کر رکھ۔ خُدا کی قسم! یقیناً وہ حق پر ہیں۔

مَیں نے کہا! کیا آپ نے ہمارے ساتھ بات نہیں کی تھی کہ ہم بیت اللہ شریف کا طواف کریں گے؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! کیا تجھے یہ خبر دی تھی کہ تو اِسی سال بیت اللہ شریف میں آئے گا۔

مَیں نے کہا! نہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! تُو آئے گا اور اُس کا طواف کرے گا۔

(بخاری و مسلم)

آخری مُلاقات

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی کام کے لئے اپنے مسکن سے گھوڑے پر تشریف لائے۔ یہاں تک کہ وہ مسجد میں داخل ہوئے اور بغیر کسی سے گفتگو کئے اُن کے گھر تشریف لائے اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف دیکھا تو آپ چادر اوڑھے استراحت فرما رہے تھے۔ پس آپ نے اُن کی طرف ہو کر اُنہیں، بوسہ دیا اور رونے لگے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا! میرے ماں باپ آپ پر قربان، اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے دو موتوں کو جمع نہیں کیا۔ رہی موت جو آپ پر لکھی ہوئی ہے تو وہ آ گئی۔

حضرت ابو بکر کا ثبات

حضرت ابو سلمہ کہتے ہیں: مجھے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے خبر دی کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے مخاطب تھے اور کہتے تھے، بیٹھ جاؤ، لوگوں نے انکار کر دیا تو اُنہوں نے پھر کہا! بیٹھ جائیں۔ لوگوں نے پھر انکار کر دیا۔ اِسی اثناء میں حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لے آئے تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو چھوڑ کر اُن کی طرف ہو گئے۔

پس حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اما بعد! جو شخص حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا ہے تو آپ رحلت فرما چکے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ اَفَاۡىِٕنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ۭ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰي عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَـيْـــًٔـا ۭ وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

اور محمد تو ایک رسول ہیں۔ اِن سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اُلٹے پاؤں پھر جاؤ گے اور جو اُلٹے پاؤں پھرے گا اللہ کا کچھ نقصان نہ کرے گا اور عنقریب اللہ شکر والوں کو صلہ دے گا۔

(سورۃ آل عمران آیت ۱۴۴)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ خدا کی قسم! کہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے یہاں تک کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تو لوگ اُس سے ملے۔ پس ایک شخص ایسا نہ تھا جو اُسے تلاوت نہ کرتا ہو۔

دوسری روایت

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصالِ پاک ہوا تو حضرت ابوبکر صدیق کو کوئی کام درپیش آ گیا۔ اِسی اثناء میں حضرت عمر نے اُٹھ کر کہا، خُدا کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو موت نہیں آئی۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ردائے اقدس کھول کر آپ کو بوسہ دیا اور عرض کی! میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ وصال سے قبل بھی اور وصال کے بعد بھی پاکیزہ ہیں۔ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ آپ دوبار موت کا ذائقہ نہیں چکھیں گے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ باہر تشریف لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فرمایا! اے قسم کھانے والے صبر سے کام لے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا! خبردار جو شخص محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عبادت کرتا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہو چکا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ حی لایموت ہے اور فرمایا!

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ

بیشک تو میت ہے اور بیشک وہ میت ہیں۔

(سورۃ الزمر آیت ۳۰)

پھر یہ آیت تلاوت کی:

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ؕ اَفَاۡئِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ ؕ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْــًٔا ؕ وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

اور محمد تو ایک رسول ہیں اِن سے پہلے اور رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال